جدید فقہی مباحث

احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

زیرِ نگرانی

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

بانی

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد (۱۰)

ناشر

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

أشهد أن محمدا رسول الله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

تیسرا باب: فقہی نقطۂ نظر

مفصل مقالات:

مختصر مقالات

ابتدائیہ

اللہ تعالی نے دنیا میں جو چیزیں پیدا کی ہیں، ان کو تغیر وتبدل کا محل بھی بنایا ہے، وہ مختلف تبدیلیوں کے مرحلہ سے گزرتی ہیں، یہ تبدیلیاں صورت کے اعتبار سے بھی وجود میں آتی ہیں اور اشیاء کی صفات وخصوصیات میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے، بلکہ علماء منطق کے نزدیک اس دنیا کے فانی ہونے کی دلیل ہی یہ ہے کہ یہاں کی ہرشی تغیر پذیر ہے اور جوشی تغیر پذیر ہوتی ہے وہ فانی بھی ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی مخلوق فنا کے عیب سے محفوظ نہیں، یہ صرف خالق کائنات کی شان ہے کہ اس کی ذات وصفات فنا کی خامی سے مبرا ہے۔

اشیاء میں تغیر درحقیقت انسان کے لئے بہت بڑی رحمت ہے، خود انسان کا وجود اسی تغیر کا نتیجہ ہے، انسان ایک قطرۂ ناپاک سے اتنے خوبصورت قالب (احسن تقویم) کے سانچہ میں ڈھال دیا گیا ہے، یہ تبدیلی حقیقت ہی کا فیض ہے، جو دانہ اور پھل ہم کھاتے ہیں وہ بھی قدرت کی طرف سے مسلسل تغیر کے عمل کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں، قرآن مجید نے خاص طور پر جانوروں کے دودھ کا ذکر کیا ہے، ایسی مفید، نفع بخش اور صاف ستھری غذا اسی گھاس پھوس کی بدلی ہوئی شکل ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **"وان لکم فی الأنعام لعبرة، نسقیکم مما فی بطونه من بین فرث ودم لبناً خالصاً سائغاً للشاربین"** (النحل:۶۶)۔

بہت سی پاک چیزیں تغیر کی وجہ سے ناپاک ہو جاتی ہیں، انسان جو غذائیں کھاتا اور جو مشروبات پیتا ہے، وہ بنیادی طور پر پاک اور حلال ہوتی ہیں، اسی کی بدلی ہوئی شکل انسانی فضلات کی ہے، جن کے ناپاک ہونے پر اتفاق ہے، پھلوں کا رس حلال ہے، لیکن جب یہ شراب

کی صورت اختیار کرلے تو اب حرام ہے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں، لیکن ایک اس کا برعکس پہلو ہے، بعض دفعہ ناپاک چیزیں مکمل طور پر تبدیل ہو جاتی ہیں، جیسے گوبر کو جلایا گیا اور اب وہ راکھ بن گیا، کوئی حرام چیز نمک کی کان میں رکھ دی گئی، اب وہ مکمل طور پر نمک بن گئی، یا شراب میں کوئی ایسا جزء ڈال دیا گیا کہ نشہ کی کیفیت ختم ہوگئی اور شراب سرکہ بن گئی، پھر کیا اس صورت میں بھی تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی آ جائے گی؟ کیا اب وہ ناپاک شئی پاک اور حرام چیز حلال سمجھی جائے گی؟ اس میں فقہاء کے دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں: ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی حکم بدل جائے گا، یہ حنفیہ کی رائے ہے، دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جو چیز ایک دفعہ ناپاک ہو چکی وہ ہمیشہ ناپاک ہی رہے گی، اسی طرح جس چیز پر ایک دفعہ حرام ہونے کا حکم لگ چکا، اس سے ہمیشہ یہی حکم متعلق رہے گا۔

حنفیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ شریعت میں حلال وحرام اور پاکی وناپاکی کے احکام اشیاء سے متعلق ہیں، جب ان اشیاء کی حقیقت بدل گئی، تو اب اس کا حکم بھی بدل جانا چاہئے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ اشیاء کی حقیقت بدلنے سے کیا مراد ہے؟ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے؛ کیونکہ دو قریبی اصطلاحات ہیں اور ان میں فرق کرنا ضروری ہے، ایک ہے اشیاء کا اختلاط اور اس کی وجہ سے کسی جز کا بہ مقابلہ دوسرے اجزاء کے مغلوب ہو جانا، اور ایک ہے کسی شئی کا اپنی حقیقت کو کھو دینا اور اس کا مکمل طور پر تبدیل ہو جانا، پہلی صورت میں حکم بدلتا نہیں ہے، بلکہ حلال وحرام کا اختلاط ہو جائے، تو احتیاطاً حرام کو غالب شمار کیا جاتا ہے اور حرام ہو جانے کا حکم لگایا جاتا ہے، چنانچہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: ''**اذا اجتمع الحلال والحرام فغلب الحرام**''، جیسے ایک بالٹی پانی میں اگر ایک گلاس شراب ڈال دی جائے، تو گویا اس کا بہت ہی مغلوب جز ہوگا؛ لیکن یہ پورا پانی ناپاک سمجھا جائے گا، احکام میں تبدیلی حقیقت میں تبدیلی سے ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ حقیقت میں تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ کیمیاوی طور پر شئی کے اجزاء کا بدل جانا یا اس شئی کی صفات وخصوصیات کا تبدیل

ہو جاتا؟

یہ ایک اہم اور دقیق موضوع ہے اور متعدد شرعی مسائل اس سے متعلق ہیں، خاص کر جلاٹین اور الکحل ایسی چیزیں ہیں، جن کا استعمال غذا اور دواء میں کثرت سے ہوتا ہے، اسی پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے تیرہویں فقہی سمینار منعقدہ جامعہ سید احمد شہید کٹولی (یوپی) میں ایک موضوع ''انقلاب ماہیت'' کا بھی رکھا تھا، جس میں بنیادی طور پر یہ بحث کی گئی تھی کہ کس تبدیلی پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق ہوگا؟ اور اسی کے ذیل میں الکحل اور جلاٹین کے موضوعات بھی زیر بحث آئے تھے، چنانچہ اس مجموعہ میں فقہاء وارباب افتاء کے مقالات بھی ہیں اور موضوع کے فنی پہلو پر ماہرین کی تحریریں بھی شامل ہیں، اس سلسلہ میں محبی فی اللہ جناب ڈاکٹر محمد اسلم پرویز خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے سمینار کے دوران بھی فنی لحاظ سے صورت مسئلہ کی بڑی اچھی تفہیم کی اور نقل ہونے کے بعد نظر ثانی کرتے ہوئے مزید اس کے نوک پلک سنوار دیئے، نیز دیگر مجلات کی طرح اسے بھی مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور تجاویز کو شروع میں رکھا گیا ہے، جو سمینار کا لب لباب ہے، مولانا امتیاز احمد قاسمی رفیق شعبہ علمی نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی ایڈیٹنگ اور ترتیب کی خدمت انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اکیڈمی کی اس پیشکش کو مقبول ونافع بنائے۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکریٹری)

۱۰؍شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
۱۳؍اگست ۲۰۰۸ء

عرض داعی

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی٭

مجمع الفقہ الاسلامی الہند کے تیرہویں فقہی سیمینار میں آپ اصحاب علم ودانش کو خوش آمدید کہتے ہوئے میں اپنا دل ایک عجیب پر کیف احساس سے لبریز پاتا ہوں، اس احساس میں سب سے بڑا حصہ اس ذات یکتا وبرتر تعالیٰ شانہ کے لئے جذبات امتنان واحسان کا ہے جس نے ہم ناتوان بندوں کو اپنی شریعت کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائی، پھر آپ حضرات اہل علم وفضل کے لئے تشکر کا ہے جن کی علمی وعملی معاونت سے فقہ وتحقیق کی وادی سنگلاخ کا یہ قافلہ جواں ہمتی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

یاد ش بخیر کہ آج سے بارہ سال قبل جس شدید ضرورت سے بے چین ومضطرب ہو کر چند دوستوں نے اکیڈمی کی داغ بیل ڈالی تھی، اس کرم وتوفیق پر بارگاہ ایزدی میں فریضۂ شکر بجالانے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ اکیڈمی کا یہ پودا اس عرصہ میں کتنے برگ وبار لا چکا ہے، آج ہم تیرہویں فقہی سیمینار میں اکٹھے ہوئے ہیں، گذشتہ بارہ سیمیناروں میں اقتصادی، تجارتی، طبی، معاشرتی اور عمومی قسم کے ۳۴ موضوعات زیر بحث لائے گئے اور ان پر آپ حضرات کے فیصلے امت کے سامنے آئے، ان فیصلوں سے بہت سارے مسائل میں امت مسلمہ کو رہنمائی ملی اور ہندوستان سے باہر بھی آپ کے فیصلوں کے حوالے دیئے گئے۔ ان سیمیناروں

٭ بانی سکریٹری فقہ اکیڈمی انڈیا

میں تقریباً ڈیڑھ ہزار مقالات پیش کئے گئے جو جدید فقہی سرمایہ میں وقیع اضافہ کی حیثیت رکھتے
ہیں، اور ان کا بڑا حصہ مطبوعہ شکل میں شائقین علم و تحقیق کو سیراب کر رہا ہے۔

آج ہمارے گردوپیش کے جو حالات ہیں انہیں دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ اس قسم کی فقہی
دراسی بحث و تحقیق کی ضرورت پہلے سے دوچند ہوتی جارہی ہے، حالات میں جو تبدیلی پہلے
برسوں میں آیا کرتی تھی کہ اب وہ مہینوں نہیں دنوں بلکہ گھنٹوں کی رفتار سے آنے لگی ہے، اور ہر
تبدیلی کے ساتھ مسائل و مشکلات کا ایک انبار سا آرہا ہے، ہمیں اس بات کا اطمینان ہے اور اس
پر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں کہ اکیڈمی نے نئے موضوعات و مسائل پر سوچنے، غور و تحقیق کرنے اور
طویل مطالعہ و جستجو کی روشنی میں ان کے شرعی حل پیش کرنے کی فکر اور عمل رکھنے والی ایک نسل تیار
کردی ہے، پڑھنے اور لکھنے کا ذوق پیدا ہوگیا ہے اور ہمارے یہ فاضل اصحاب افتاء و تحقیق اس
ڈگر پر اپنا سفر جاری رکھیں گے۔

حضرات گرامی قدر! علمی تحقیق و تنقید زندگی کی علامت ہوتی ہے، اور اس سے علم
کو مزید جلا ملتی ہے، ان فقہی سیمناروں میں بھی ہم آپ بیٹھ کر علمی تحقیق کرکے مسائل معلوم کرتے
ہیں، یہ اس امت کا ایک امتیازی وصف ہے، اور اس کی پوری تاریخ میں یہ تسلسل مختلف شکلوں میں
جاری رہا ہے، اور مستقبل میں بھی زندگی کے ساتھ اسلامی شریعت کی ہم آہنگی اسی علمی تنقیح و تحقیق
سے وابستہ ہے۔

آج جس طرح کے سماجی و پیچیدہ مسائل سے ہم دوچار ہیں اور امت مسلمہ جن جدید
مشکلات کے شرعی حل کے لئے علماء امت کی طرف دیکھ رہی ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے
کہ اسلامی شریعت میں ایسے اصولی رہنمایات اور ایسی بنیادی رہنمائیاں موجود ہیں جن سے ان
مسائل و مشکلات کا حل نکالا جاسکتا ہے، ہمارے لئے یہ بھی مقام اطمینان ہے کہ اسلام کے دور
اولین اور صحابہ کرام و تابعین عظام سے لے کر ائمہ مجتہدین، فقہاء و محدثین اور اسلاف امت تک

نے نئے مسائل کے حل کے باب میں ہمارے لیے واضح نقوش راہ چھوڑے ہیں، اور ہم کو آج بھی ان راہوں پر چل کر اور ان مناہج کو اپنا کر مسائل کا حل نکالنا چاہیے۔

حضرات علماء کرام! مسائل پر غور وخوض میں سب سے پہلا مرحلہ مسائل کی تنقیح وتصویر کشی کی ہے، اس پہلو سے ہم دیکھتے ہیں کہ جو مسائل ہمارے سامنے پیش آ رہے ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں:

ایک قسم ان مسائل کی ہے جو آج کی پیداوار نہیں بلکہ قدیم ہیں لیکن وہ آج نئے نام کے ساتھ اور نئی شکل میں سامنے آئے ہیں، جیسے حرام مشروبات کی نئی اقسام، سودی کاروبار کی نئی شکلیں، ظلم واستحصال کے نئے ہتھکنڈے۔

دوسری قسم ایسے مسائل کی ہے جو پہلے سے موجود تھے لیکن ان سے شریعت کا جو مقصود تھا آج وہ پورا نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس کے برعکس عدل کی جگہ پر ظلم مرتب ہو رہا ہے، جیسے اولیاء کے اختیارات، شوہروں کے ظالمانہ تصرفات، کرنسی کی قوت خرید میں گراوٹ سے پیدا ہونے والی مشکلات۔

تیسری قسم میں ایسے مسائل ہیں جو عرف اور رواج کی تبدیلی سے پیدا ہوئے ہیں، پہلے جو عرف تھا اس کے مطابق احکام دیے گئے تھے، لیکن اب عرف بدل گیا ہے جیسے معاملات اور تجارت میں نئے نئے عرف کا عموم، نکاح سے متعلق مختلف امور میں بدلتا عرف وغیرہ۔

چوتھی قسم ان مسائل کی ہے جو اصلاً تو قدیم ہیں، لیکن ان کے وسائل اور ذرائع جدید ہیں، جیسے سفر کے جدید ذرائع اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل، کھانے پینے کے جدید وسائل، ثبوت وتفتیش کے جدید طریقے، اعلان واشتہار کے جدید وسائل وغیرہ۔

پانچویں قسم میں ایسے مسائل آتے ہیں جو جدید نظام حکومت اور مخلوط آبادیوں میں اصولی نوعیت کے پیدا ہوئے ہیں جیسے غیر مسلم حکومت کے ماتحت بسنے والی اقلیتوں کے متنوع مسائل۔

چھٹی قسم ایسے مسائل کی ہے جو جدید ترقیات کے نتیجہ میں نئے پیدا ہوئے ہیں، قدیم اسلامی معاشرہ ان سے نا آشنا تھا جیسے میڈیکل سائنس کے میدان میں ہونے والی حیرت انگیز ترقیاں، کلوننگ، مصنوعی بار آوری، اعضاء کی پیوند کاری، انشورنس، شیئرز، بلڈ بنک، اور دودھ بنک سے آگے بڑھ کر منی بنک، تجارت کے جدید تصورات، قبضہ کی نئی شکلیں، معاہدات کے جدید طریقے، جنگ وحرب میں استعمال ہونے والے نئے آلات واسلحے، دفاع اور احتجاج کے جدید طریقے وغیرہ۔

ان مختلف قسم کے مسائل میں اسلامی حل کی جستجو وتلاش یکساں نہیں ہوگی، بلکہ ہر قسم کی نوعیت کو سامنے رکھتے ہوئے شریعت کے اصول وکلیات اور روح ومزاج کے مطابق احکام دیئے جائیں گے۔

گرامی قدر علماء کرام! آپ اچھی طرح واقف ہیں کہ شریعت پوری کی پوری عدل ومصلحت پر مبنی ہے، احکام شرع لوگوں کے مصالح کے لئے مرتب ہوئے ہیں، مشہور عالم وفقیہ علامہ شاطبی لکھتے ہیں: "إن الأحکام شرعت لمصالح العباد" (الموافقات ۲؍ ۳۸)۔ علامہ ابن القیم کی یہ عبارت آپ کے پیش نظر ہوگی کہ "فإن الشریعة مبناها وأساسها علی الحکم ومصالح العباد فی المعاش والمعاد، وهی عدل کلها ورحمة کلها ومصالح کلها، وحکمة کلها، فکل مسألة خرجت عن العدل إلی الجور وعن الرحمة إلی ضدها وعن المصلحة إلی المفسدة وعن الحکمة إلی العبث فلیست من الشریعة وإن أدخلت فیها بالتأویل" (اعلام الموقعین ۳؍ ۱)، تمام احکام شرع کا مقصود صرف پانچ مقاصد کی تکمیل ہے یعنی انسان کے دین، جان، مال، عقل اور آبرو کا تحفظ۔

آپ سے زیادہ اس بات سے بھی واقف کون ہوگا کہ احکام شرع تمام کے تمام یکساں مرتبہ ودرجہ کے نہیں ہیں، بلکہ شرعی احکام کے مراتب اور مدارج مختلف ہیں، اور ان کی رعایت

میں ذرا سی کوتاہی شریعت کی روح سے بہت دور لے جا سکتی ہے۔ان مدارج احکام کا تعلق حالات کے فرق اور اشخاص کے فرق سے بھی ہے اور تمام احوال کے لئے اور تمام اشخاص کے لئے ایک ہی مسئلہ میں احکام یکساں نہیں ہو سکتے۔

تیسری اہم ترین بات یہ بھی ہے کہ شریعت کا جو سرمایہ ہمارے سامنے ہے ان میں کچھ مسائل منصوص ہیں اور کچھ غیر منصوص واجتہادی، جن میں اجتہاد جاری رہے گا، نہ تو منصوص مسائل کو غیر منصوص کا درجہ دیا جا سکتا ہے اور نہ غیر منصوص کو منصوص کا، منصوص مسائل میں بھی کچھ ایسے ہیں جن کی بنیاد کسی علت یا کسی عرف پر ہے اور اس علت یا عرف کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آ سکتی ہے۔

علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں ایسی متعدد احادیث کو یکجا کیا ہے جن میں صاحب شرع علیہ الصلاۃ والسلام نے احکام کے علل اور ان میں موثر اوصاف کا ذکر فرمایا ہے، ابن القیم کے الفاظ ہیں: "وقد ذكر النبیﷺ علل الأحكام والأوصاف المؤثرة فيها ليدل على ارتباطها بها وتعديها بتعدى أوصافها وعللها" آگے وہ لکھتے ہیں: "وقد كان أصحاب رسول اللهﷺ يجتهدون في النوازل ويقيسون بعض الأحكام على بعض ويعتبرون النظير بنظيره" (اعلام الموقعین ۱/ ۱۵۵)۔

احکام پر عادات ورواج کی اثر اندازی سے متعلق علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں:
"العوائد أيضا ضربان بالنسبة إلى وقوعها في الوجود، أحدهما العوائد العامة التي لا تختلف بحسب الأعصار والأمصار والأحوال كالأكل والشرب والفرح والحزن والذم... والثاني العوائد التي تختلف بحسب الأعصار والأمصار والأحوال كهيئات اللباس والمسكن... وأما الثاني فلا يصح أن يقضى به على من تقدم البتة حتى يقوم دليل على الموافقة من خارج فإذ ذاك

یکون قضاء علی ما مضی بذلک الدلیل لا بمجری العادة" (الموافقات ۲/ ۲۰۹)۔

اور علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں: "ان فی نزع الناس عن عاداتهم حرجاً عظیماً" (نشر العرف)۔

دوسری جانب ہمارے شرعی سرمایہ میں جہاں کچھ ایسے مسائل ہیں جن پر علماء امت کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان میں کوئی نئی رائے اپنانا خرق اجماع ہوگا، وہیں کچھ دوسرے مسائل ایسے بھی ہیں جن میں علماء امت میں اختلاف رہا ہے، ایک مسئلہ میں دو رائیں یا متعدد آراء رہی ہیں، اور ہر رائے کے قائلین میں بڑے مجتہدین اور ان کے دلائل ہیں، بلکہ متعدد مسائل ایسے ہیں جن میں دور صحابہ سے اختلاف رائے چلا آرہا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی شاہکار تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں صحابہ کرام کے اختلاف کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: "فرأی کل صحابی ما یسره الله له من عباداته وفتاواه وأقضیته فحفظها وعقلها وعرف لکل شیء وجها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها علی الإباحة وبعضها علی النسخ لأمارات وقرائن کانت کافیة عنده" آگے لکھتے ہیں: "فکثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فیها فأجاب کل واحد حسبما حفظه أو استنبط وإن لم یجد فیما حفظه أو استنبط ما یصلح للجواب اجتهد برأیه وعرف العلة التی أدار رسول الله ﷺ علیها الحکم فی منصوصاته فطرد الحکم حیثما وجدها لا یألوا جهداً فی موافقة غرضه علیه الصلاة والسلام فعند ذلک وقع الاختلاف بینهم" (حجۃ اللہ البالغہ ۱/ ۱۳۱)۔

حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی نے مثالیں دے کر بتایا ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین اور بعد کے فقہاء کے مابین دلائل کی بنیاد پر متعدد مسائل میں اختلافات واقع ہوئے، وہ لکھتے ہیں: "وقد کان فی الصحابة والتابعین ومن بعدهم من یقرأ البسملة ومنهم من لا یقرؤها ومنهم من یجهر بها ومنهم لا یجهر بها وکان

منهم من يقنت في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم من يتوضأ من الحجامة والرُّعاف والقيئ ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من أكل لحم الإبل ومنهم من لا يتوضأ من ذلك (حجۃ اللہ البالغہ ۱/۱۵۸)۔

بلکہ علامہ ابن القیم نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ دورِ رسالت میں نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بھی صحابہ کرام نے مختلف مسائل میں حسبِ ضرورت اجتہاد کیا اور آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا، ابن القیم کی عبارت ملاحظہ فرمائیں "وقد اجتهد الصحابة في زمن النبي ﷺ في كثير من الأحكام ولم يعنفهم" اس کے بعد ابن القیم نے مثالیں دی ہیں کہ غزوۂ احزاب میں صحابہ کو حضور ﷺ نے ہدایت دی کہ بنو قریظہ میں نماز عصر پڑھیں اور اس حکم کی تطبیق میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا، حضرت علیؓ نے ایک بچہ پر تین اشخاص کے جھگڑے میں قرعہ اندازی سے ایک کے لئے بچہ اور بقیہ دو کے لئے پہلے شخص پر ایک ایک تہائی دیت کا فیصلہ کیا، بنو قریظہ کے مسئلہ میں حضرت سعد بن معاذ نے فیصلہ کیا، دو صحابہ کو سفر میں وضو کی ضرورت پیش آئی اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں نے نماز پڑھ لی، پھر وقت کے اندر پانی ملا تو ایک نے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے نہیں، ان تینوں معاملات میں حضور ﷺ نے تائید فرمائی اور ان کے اختلاف پر کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا (اعلام الموقعین ۱/۱۵۵)۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بے شمار مسائل میں اختلاف رائے ہوا، جس کے مختلف اسباب رہے، لیکن چونکہ سبھوں کے پیشِ نظر اتباعِ شریعت تھی، اور ہر صاحبِ رائے کسی شرعی دلیل پر ہی اپنی رائے کی بنیاد رکھتا تھا اس لئے یہ اختلاف بڑی خوش دلی سے گوارا کئے جاتے رہے، جب بھی اپنی رائے کے خلاف دوسری رائے زیادہ قوی اور کتاب و سنت سے اقرب نظر آئی، بلا کسی تامل اور تاخیر کے انہوں نے دوسری رائے قبول کرلی،

لیکن جب تک اپنی رائے ہی مدلل اور راجح محسوس ہوتی رہی اپنی رائے پر اصرار کے باوجود دوسروں کی آراء کا بھرپور احترام کیا جاتا رہا، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں "ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض مثل ما كان أبوحيفة وأصحابه والشافعي وغيرهم يصلون خلف أئمة المدينة من المالكية وغيرهم وإن كانوا لا يقرأون البسملة لا سراً ولا جهراً، وصلى الرشيد إماماً وقد احتجم، فقيل له: فإن كان الإمام قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلي خلفه؟ فقال كيف لا أصلي خلف الإمام مالك وسعيد بن المسيب، وروى أن أبا يوسف ومحمد كانا يكبران في العيدين تكبير ابن عباس لأن هارون الرشيد كان يحب تكبير جده... وفي البزازية عن الإمام الثاني وهو أبويوسف أنه صلى يوم الجمعة مغتسلاً من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا، ثم أخبر بوجود فارة ميتة في بئر الحمام فقال: إذاً نأخذ بقول إخواننا من أهل المدينة إذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثاً" (حجۃ اللہ البالغۃ ۱/ ۱۵۹)۔

حضرات گرامی! ہمارے ان متقدمین اسلاف کی پاکیزہ سیرت میں ہم خوشہ چینیاں بان علم کے لئے بڑا درس اور سبق ہے، انہوں نے اپنے عمل اور طریقہ سے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ امت کی بہت سی دشواریوں اور مشکلات کے ازالہ میں اسلاف کی ان مختلف آراء سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اگر امت کسی حرج اور تنگی میں ہے تو شریعت اس حرج کو دور کرتی ہے، "الحرج مدفوع" فقہی قاعدہ ہے، جو قرآن کریم کی اس ہدایت پر مبنی ہے کہ "وما جعل عليكم في الدين من حرج" (حج/ ۷۸)، نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ اور حضرت موسیٰ کو یہی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا: "بشرا ولا تنفرا يسرا ولا تعسرا..." (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب نمبر ۱۶۴)، اور اسی کی روح فوت ہوتی محسوس کرکے آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو تنبیہ فرمائی تھی کہ "افتان يا معاذ"۔

پس امت سے حرج کا ازالہ اور تنگی کی دوری اہل علم کی ذمہ داری رہی ہے، اور علماء دین نے ہر عصر میں اپنے عظیم و وسیع فقہی سرمایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ذمہ داری کو انجام دیا ہے۔

محترم اصحاب! جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نصوص محدود ہیں اور واقعات لامحدود ہیں تو ہم اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ روزمرہ زندگی میں ایسے واقعات اور مشکلات پیش آسکتی ہیں جن کا صریح حکم نصوص شریعت میں موجود نہ ہو، اور اسی طرح یہ بات تو بدرجہ اولیٰ ممکن ہے کہ کسی ایک مجتہد وفقیہ یا ایک فقہی مسلک کی آراء سے تمام مسائل زندگی کا احاطہ نہ ہو رہا ہو، ہم اگر اپنے اسلاف کی تحقیقات اور ان کی آراء کا مطالعہ کریں تو ایسے مسائل ہمارے مطالعہ میں آئیں گے جن میں ایک فقہی رائے جو اگرچہ کسی وقت بہت مناسب وہم آہنگ رہی ہو لیکن حالات کی تبدیلی کے نتیجہ میں اس رائے سے امت کی مشکلات اور حرج کا ازالہ نہیں ہوتا، وہیں پر دوسری فقہی رائے ایسی موجود ہے جس سے وہ حرج دور ہو جاتا ہے، یہ صورت حال ایک فقہی مسلک کی مختلف آراء کے درمیان بھی پیش آسکتی ہے اور مختلف فقہی مسالک کے درمیان بھی۔

آپ اصحاب علم و دانش اچھی طرح واقف ہیں کہ خود ہندوستان میں محقق و بالغ نظر علماء کرام نے اپنے وقت کے پیچیدہ مسائل اور سخت مشکلات میں اختلاف آراء سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسئلہ کا حل نکالا ہے اور بسا اوقات لوگوں کو ارتداد کا شکار ہونے سے بچایا ہے، مجدد وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ہندوستان اور حجاز کے معاصر علماء کے مشورہ سے مظلوم خواتین کے متعدد مسائل کا حل فقہ مالکی کی روشنی میں نکالا، جنہیں "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" میں دیکھا جا سکتا ہے، حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ اور ان کے بالغ نظر رفقاء کرام نے دارالقضاء امارت شرعیہ میں فسخ وتفریق کے متعدد مسائل میں دیگر فقہی آراء سے استفادہ کرتے ہوئے مظلوم خواتین کی جہنم زار زندگیوں کو اسلامی نظام رحمت کا خوشگوار سایہ عطا کیا۔

شریعت سے گریز، اس کے احکام پر عمل درآمد سے فرار اور تہذیب حاضر کی چکاچوندی کی وجہ سے جو گمبھیر مسائل پیدا ہوئے ہیں ان میں امت کی صحیح رہنمائی کرنا ہمارا فرض ہے اور جو مشکلات پیدا ہو رہی ہیں شریعت کے ڈھانچہ میں رہتے ہوئے ان کو دور کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ضرورت ہے تنقید اور تمحیص کے ذریعہ مصالح عناصر کو مضر عناصر سے چھانٹ کر کیا قابل قبول ہے اور کیا قابل رد اس کا فیصلہ کیا جائے۔

بہر حال وقت کے اس عظیم الشان چیلنج کو گہرے مطالعہ اور شعور کے ساتھ اور اس فکری طوفان کو بہت غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے، جس کے لئے حضرات علماء کو متوجہ کرنا ہی اپنا بڑا فرض سمجھتا ہوں۔

اس وقت میں ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے تمام علماء کرام اور مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص رئیس المحاکم القطریہ شیخ عبد الرحمن عبد اللہ آل محمود اور رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبد اللہ عبد المحسن الترکی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے رابطہ کے تحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کے ایک بڑے ذمہ دار اور سکریٹری جنرل ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی کو اس سمینار میں شرکت کے لئے بھیجا، اسی طرح ڈاکٹر محروس المدرس، ڈاکٹر نور الدین القادی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آخر میں جناب سید سلمان حسینی ندوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس سمینار کی میزبانی قبول فرمائی، ساتھ ہی جامعہ سید احمد شہید کے تمام اساتذہ، طلبہ اور کارکنان کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس اجلاس کی تیاری میں اپنی بھرپور محنت صرف کی۔ سب سے آخر میں خصوصیت کے ساتھ اپنے ان رفقاء اکیڈمی کا شکر ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے سمینار کی تیاری کے لئے حسب روایت طویل محنتیں کیں، اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

خطبۂ صدارت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ☆

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم أنبيائه الكريم محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد!

محترم حضرات! میرے لئے بڑی مسرت کی بات ہے کہ میں فقہ اکیڈمی کے اس وقیع اور اہم اجتماع میں حاضر ہوں، اور آپ سے مخاطبت کا شرف حاصل کر رہا ہوں، اسلامک فقہ اکیڈمی کے ناظم قاضی شریعت جناب مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی اور ان کے رفقاء کار ان اجتماعات کے ذریعہ جو کوشش کر رہے ہیں، وہ بہت قابل قدر ہے، ہم کو امید ہے کہ ان اجتماعات کے ذریعہ شریعت اسلامی کی وضاحت اور اس کے سلسلہ میں اٹھائے جانے والے سوالات کا جواب شریعت اسلامی کے اعلی اور محکم اصولوں کے تحت بہت اچھے طریقے سے دیا جا سکے گا، اور اس سے شریعت اسلامی کی نصرت کا کام انجام پائے گا۔

حضرات! فقہ اکیڈمی کا یہ تیرہواں فقہی سیمینار ہے جو جامعۃ الامام السید أحمد الشہیدؒ کٹولی ملیح آباد ضلع لکھنؤ میں منعقد کیا جا رہا ہے، اس میں جو مسائل زیر غور و بحث لائے جا رہے ہیں، ان کا گہرا تعلق موجودہ تمدن کے لائے ہوئے حالات سے ہے، ان حالات کے بعض پہلوؤں کے سلسلہ میں جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنوں میں کچھ سوالات ہیں، ان میں سے بعض

☆ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔

ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اب ترقی یافتہ تمدن اور وسائل ربط و تعلق انسانوں کی عام زندگی میں داخل ہو چکے ہیں، اور ان سے اس طرح فائدہ اٹھایا جانے لگا ہے جس طرح آپس میں براہ راست رابطہ قائم ہونے کی صورت میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں شریعت اسلامی کی روشنی میں عقود و معاملات کو ان کے ذریعہ کس حد تک عمل میں لایا جا سکتا ہے، جبکہ دیگر تمام پڑھے لکھے حضرات اپنے تمام و غیرہ ذمہ دارانہ معاملات میں ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قدیم عہد میں مادہ کے عناصر بہت کم تھے، اور ان کی خصوصیت بھی محدود تعداد میں تھیں، موجودہ ترقی یافتہ دور کی تحقیق و جستجو سے ان دونوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا ہے، جزائے کی تحلیل و تجزیہ کے عمل نے بھی بڑی ترقی کی ہے، اسی ضمن میں قلب و ہیت کی بھی مختلف صورتیں سامنے آئی ہیں، گندی اور نجس اشیاء کی تحلیل و تنقیح کا عمل بھی خاصا ہونے لگا ہے، اور موجودہ زندگی کی مختلف ضرورتوں میں اس کا رواج ہوتا چلا جا رہا ہے، مجمع الفقہ اسلامی کو اس کے مختلف پہلوؤں اور شقوں پر نظر ڈال کر شریعت اسلامی کی رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

زکاۃ سے حاصل ہونے والی رقوم کے مصارف متعین طریقہ سے بتائے گئے ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے، لیکن موجودہ عہد اپنے سابقہ عہد سے بایں طور مختلف ہے کہ قدیم عہد میں جہاں مسلمانوں کی معتد بہ تعداد ہوتی تھی وہاں حکومت مسلمانوں کی ہی ہوتی تھی، وہ حکومت غریبوں کی غربت دور کرنے کی بڑی حد تک ذمہ دار ہوتی تھی، اس طریقہ سے اموال زکوٰۃ صرف ان لوگوں میں تقسیم ہوتے تھے جو حکومت وقت کی عنایت سے مستفید نہ ہو سکتے تھے، لیکن اب یہ فرق ہوا ہے کہ جہاں مسلمانوں کی حکومتیں نہیں ہیں وہاں بھی مسلمان خاصی تعداد میں ہیں۔ ان کے تمام دینی و ملی معاملات خود مسلمانوں کو حل کرنا ہوتا ہے، ایسے ملکوں یا علاقوں میں ان کو صرف عوامی تعاون سے کام چلانا پڑتا ہے، ایسے علاقوں میں عموماً زکاۃ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے، لیکن اس کے مصارف متعین ہیں، ان کی پابندی کے ساتھ کیا بعض ایسی شکلیں ہو سکتی ہیں جن میں زکوٰۃ سے

اصول سے عوام مسلمانوں کے معیار کو بہتر بنانے اور ان کے لئے مال زکوٰۃ سے استفادہ کی نئی شکلیں اختیار کرنے کے مواقع نکالے جا سکتے ہیں۔ نئے تمدنی نظام میں وہ کون سے مواقع ہو سکتے ہیں جن کو اختیار کر کے اصول زکوٰۃ سے مزید فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اور مسلمان عوام کو مزید مالی معیار اونچا کیا جا سکتا ہے؟ غور و تحقیق سے ایسی شکلیں معلوم کی جا سکتی ہیں جو شریعت اسلامی کی تعلیمات سے ٹکراتی نہ ہوں اور مفید اور قابل عمل ہوں۔

فقہ اسلامی کے اس سمینار میں جبری شادی کی مختلف صورتیں بھی جو ملک و بیرون ملک میں پیش آ رہی ہیں زیر غور لائی جائیں گی، شادیوں میں لڑکے اور لڑکی کا راضی اور متفق ہونا اہم جزء ہے، اسی کے ساتھ ساتھ لڑکے و لڑکی کا خام تجربہ زندگی اور اشیاء پر نظر کا غیر پختہ ہونا بھی عموماً اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے سرپرست و خیر طلب ہونے کے باعث رہنمائی اور توجہ دہانی کا جو حق دیا ہے اس کو عمل میں لایا جائے، اور یہ ضرورت مخلوط ماحول میں جیسا کہ یورپ میں یا اس کی نقل کرنے والے مشرقی ممالک میں ہے زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور بعض وقت اسلام و ایمان پر باقی رہنے اور اس سے محروم ہو جانے کا مسئلہ سامنے آ جاتا ہے، ایسی صورت میں جبر کی حد کیا ہونا چاہئے؟ اور ماں باپ کو کیا حکمت اختیار کرنا چاہئے؟ اس بات کو مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر طے کرنا ہوگا کہ زوجین کی زندگی کی خوش دلی اور راحت کا بھی انتظام ہو، اور ان کے دینی و اخلاقی کردار و مقام کو بھی نقصان نہ پہنچے، یہ معاملہ بہت غور و فکر کا ہے، اسے بہت سوچ سمجھ کر حل کرنا ہوگا۔

حضرات! شریعت اسلامی کی پیروی کا مسئلہ ہمارے دین و ایمان کا بنیادی مسئلہ ہے، اس کو ہماری تمدنی و ثقافتی و انتظامی ضرورتوں سے ہم آہنگ بنانے کا کام وحی الٰہی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے نہیں کیا جا سکتا، وحی الٰہی اور سنت نبوی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات میں اگر کوئی ہدایت ہماری محدود سمجھ کے دائرہ میں کسی وقت نہ آتی ہو تو بھی اس سے انکار یا

اس کو بدلنے کی کوشش ہمارے ایمانی فریضہ کے خلاف ہوگا۔ حریت فکر وعمل کے جو نظریات
یورپ نے ہم کو دیے ہیں، اور زندگی کے جن معاملات کو زندگی کی لازمی ضرورتوں میں قرار دیا
ہے، اور مساوات کا جو تصور ہمارے سامنے پیش کیا ہے ہم کو ان کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ وہ انسان
کی عمومی ضرورت نیز دین کے متعینہ پیمانوں سے کہاں تک ہم آہنگ ہیں، ہم کو آنکھ بند کر کے ان
کی صدائے بازگشت نہیں بننا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم کو اپنی نئی ضرورتوں کے مناسب حل معلوم کرنا
ہے، اور ان کے سلسلہ میں ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا قابل اطمینان جواب بھی پیش کرنا
ہے، اس کام کو ہمارے موقر علماء شریعت سے اپنی گہری واقفیت کی مدد سے انشاء اللہ بخوبی انجام
دے سکتے ہیں، امید ہے کہ ہمارا یہ سیمینار مفید کام انجام دے سکے گا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

پہلا باب

تمہیدی امور

سوالنامہ

حق تعالیٰ نے اس کائنات میں بے شمار چیزیں پیدا فرمائی ہیں جن کو ہم مختلف شکلوں میں اپنی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں، خواہ یہ استعمال غذا کے طور پر ہو یا دوا کے طور پر، نباتات، جمادات، حیوانات وغیرہ، یہ استعمال کبھی اشیاء کو ان کی اپنی شکل پر باقی رکھتے ہوئے، اور خالص انہیں اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی ان کو دوسری چیزوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں، اس طرح کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی اثر نہیں دکھائی دیتا، اور کبھی تنہا ہونے میں بھی جلا کر یا کسی دوسری طرح، شکل وصورت بلکہ صفت بھی بدل جاتی ہے، اس رد و بدل کو کم از کم بعض صورتوں میں ماہیت کا بدلنا (انقلاب ماہیت، تحول عین اور استحالہ وغیرہ) کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اہم سوال ان اشیاء کا ہے جن کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ کوئی اور چیز جو حلال وطیب ہے ملا دی جائے اور اس ملاوٹ کی وجہ سے اس شی کی ہیئت اور خاصیت بدل جائے، یا کوئی اور شی ملائی تو نہ جائے لیکن کسی خاص طبعی یا ماحولیاتی کیفیت کی وجہ سے اس میں خود بخود تغیر پیدا ہو جائے اس تغیر کے نتیجہ میں اس شی کی ہیئت، کیفیت اور خاصیت بدل جائے تو ایسی اشیاء کی حرمت اور نجاست حسب سابق قائم رہے گی یا اس تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

قدیم فقہی ذخیرہ میں اس بابت نمک کی کان میں ملنے والی اشیاء کا نمک بننا، کنویں وغیرہ کی تہہ میں کسی شی کا مل کر وہی صورت اختیار کر لینا، شراب کا سرکہ بننا، یا سرکہ کا شراب بننا، یا

کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا، اس طرح کے اور کیا امور ہیں جو اس باب میں موثر ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں؟

۶- فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شی سے دوسری، دوسری سے تیسری، سلسلہ وار نکالنا، جیسے خوشبودار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنا اور نکالنا، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کرکے صاف ستھرا پانی نکالنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء کو نکالنا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شی کے اجزاء کو علاحدہ کردینا، اس کی کیفیت اور ماہیت کو بدل ڈالنا کیا یہ عمل قلب ماہیت کے تحت آئے گا؟

۷- دوائیں، جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء و عناصر کو ملاکر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان میں شی کا خلط و اختلاط کیا حکم رکھتا ہے، جب کہ اس کے نتیجے میں مجموعی شکل و تاثیر ضرور بدلتی ہے، لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ مطلوب ہوتا ہے، اور اس کے مطابق وہ موثر ہوا کرتی ہے، فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں "استہلاک عین" کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت ہے؟ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو شراب کا جوہر ہے جس سے کسی شی میں اسکار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

۸- صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے، اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے، تو چربی وغیرہ کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملاکر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شی تیار کرنا، یہ قلب ماہیت ہے یا نہیں؟ مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں ایسی چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار و خنزیر یا کسی کی بھی ہوسکتی ہیں، اس پر بھی غور کرنا ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کے خون کو مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے،

اسی طرح دوسرے اجزاء کا معاملہ بھی ہو سکتا ہے یا ہوتا ہے۔

۱۰۔ جلاٹین کا معاملہ آج کل بہت عام ہے، اور اس کے بارے میں بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوال ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ جلاٹین عام طور پر چمڑا اور ہڈی ہوتا ہے جس کی شکل وصورت بدل جاتی ہے، یہ چمڑا اور ہڈی کسی بھی جانور کا ہو سکتا ہے (بشمول خنزیر) اور مردار وذبیحہ کا بھی امتیاز نہیں، اور ہوتا یہ ہے کہ چمڑے پر ابتدائی مرحلے میں دباغت کا عمل جاری کیا جاتا ہے، اس کو چونے وغیرہ میں ڈال کر پکاتے اور دھوتے، صاف کرتے ہیں حتی کہ بال ختم ہو جاتے ہیں اور کھال سے چپکی ہوئی نجس رطوبات بھی، اور اس مرحلے سے نکال کر بجائے اس کے کہ چمڑے کو سکھائیں اور اس سے کوئی دوسرا کام لیں، بعض ادویہ کے واسطے سے اس کو گلانے کی تدبیر کرتے ہیں اور پھر اس سے گوند یا اس جیسی بعض شیء تیار کرتے ہیں یا کھانے کی چیزیں بناتے ہیں یا اس میں ملاتے ہیں، خاص طور سے اعلیٰ قسم کے بسکٹ اور ٹافیاں اور آئس کریم میں اس کو ملا کر لذت کو بڑھاتے بھی ہیں اور ان میں جماؤ پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں۔

جلاٹین کا کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی؟

اکیڈمی کے فیصلے

احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ عہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے، اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۳-۱۶ اپریل ۲۰۰۱ء کو اس کا تیرہواں فقہی سیمینار ہندوستان کے علمی وتاریخی شہر لکھنؤ کی دینی درسگاہ جامعہ سید احمد شہید ملیح آباد میں منعقد ہوا، اس سیمینار میں پورے ملک سے تقریباً دو سو علماء، ارباب افتاء، ڈاکٹرس اور قانون داں شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے لے کیرالہ تک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ کویت، سعودی عرب، قطر، عراق، بنگلہ دیش اور نیپال سے بھی اصحاب نظر علماء نے شرکت فرمائی۔ اس پس منظر میں جو قراردادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- شریعت میں جن اشیاء کو حرام یا ناپاک قرار دیا گیا ہے، ان کی حرمت ونجاست اس شئی کی ذات سے متعلق ہے، اگر کسی انسانی فعل، کیمیائی یا غیر کیمیائی تدبیر یا کسی انسانی فعل کے بغیر طبعی اور ماحولیاتی اثر کے تحت اس شئی کی اصل حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوگئی تو اس شئی کا سابق حکم باقی نہیں رہے گا، اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں۔

۲- تبدیلی ماہیت سے مراد یہ ہے کہ اس شئی کے وہ خصوصی اوصاف بدل جائیں جن سے اس شئی کی شناخت متعلق ہے، دوسرے غیر موثر اوصاف جو اس شئی کی حقیقت میں

داخل نہیں، کہ اس شی میں باقی رہ جاتا تبدیلی ماہیت میں مانع نہیں۔

۳- اگر حلال و پاک اشیاء میں حرام و ناپاک شی کا صرف اختلاط ہو، اصل حقیقت تبدیل نہ ہو تو وہ حرام اور ناپاک ہی باقی رہے گی۔

۴- یہ سیمینار محسوس کرتا ہے کہ الکحل اور حیوانی وغیرہ میں قلب ماہیت کے متحقق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے پہلے ماہرین فن سے مزید مطلوبہ معلومات حاصل کرنا ضروری ہے، اس لئے یہ سیمینار اسلامک فقہ اکیڈمی سے مؤدبانہ خواہش کرتا ہے کہ اس موضوع پر فیصلہ کو اگلے آئندہ سیمینار تک کے لئے ملتوی رکھا جائے، اور پہلے اس سلسلہ میں ماہرین سے ضروری معلومات حاصل کی جائیں اور ان سے علماء و ارباب افتاء کو آگاہ کیا جائے تاکہ ان کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو۔

۵- سیمینار مسلمان میڈیکل سائنس دانوں اور فارمیسی کے ارباب فن سے خواہش کرتا ہے کہ دوا اور طبی اغراض کے لئے دواؤں میں استعمال ہونے والے حرام و ناپاک اجزاء کا متبادل پاک اشیاء اور حلال ذرائع سے دریافت کریں تاکہ حرام و مشتبہ دواؤں سے اجتناب ممکن ہو سکے۔ بحیثیت مسلمان یہ ان کا نہایت اہم مذہبی اور دینی فریضہ ہے۔

اکیڈمی کے فیصلے

جلاٹین

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ عہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے، اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۲۰- ۲۲/جون ۲۰۰۴ء کو اس کا چودہواں فقہی سمینار ہندوستان کے علمی وتاریخی شہر حیدرآباد کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم سبیل السلام میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً ڈھائی سو علماء، ارباب افتاء، میڈیکل سائنس اور فارماوادویہ سازی کے ماہرین شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے لے کیرالہ تک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ کویت، سعودی عرب، ایران اور نیپال سے بھی اصحاب نظر علماء نے شرکت فرمائی۔ اس پس منظر میں جو قراردادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- جلاٹین ایک نامیاتی (Organic) مرکب ہے، جو ایک قسم کا پروٹین ہے۔ یہ جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں موجود ایک دیگر قسم کے پروٹین کولاجن (Collagen) سے کیمیائی تبدیلیوں کے بعد بنایا جاتا ہے۔ جو کیمیائی اور طبعی طور سے کولاجن سے یکسر مختلف ایک نئی قسم کے پروٹین کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور اپنی رنگت، بو، ذائقہ اور خصوصیات میں بھی کولاجن سے جدا ہوتا ہے۔

۲- شریعت نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اگر ان کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو جائے تو ان کا سابق حکم باقی نہیں رہتا ہے۔ کسی شی کے وہ خصوصی اور بنیادی اوصاف جن سے اس شی کی شناخت ہوتی ہے، وہی اس شی کی حقیقت وماہیت ہیں۔ اکیڈمی کے سامنے فنی ماہرین

کے ذریعہ جو تحقیق سامنے آئی ہے اس کے مطابق جلاٹین میں ان جانوروں کی کھالوں اور ہڈیوں کی حقیقت باقی نہیں رہتی ہے جن کے کولاجن سے جلاٹین بنایا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک نئی حقیقت کے ساتھ نئی چیز ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔ ماہرین کی رائے میں اختلاف کے پیش نظر شرکاء سیمینار میں سے مولانا بدر الحسن قاسمی نے حرام جانوروں کے اجزائے جسم سے حاصل شدہ جلاٹین کے استعمال سے گریز کرنے کو ترجیح دی۔

۳- فقہاء کے اختلاف اور غذائی اشیاء کی اہمیت وزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے سیمینار مسلمان صنعت کاروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ حلال جانور اور اس کے حلال اور پاک اجزاء سے جلاٹین تیار کریں، تاکہ اس کے حلال و پاک ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

الکحل

۱- الکحل ایک کیمیائی مادہ ہے، جو مختلف پھلوں اور اناج کے نشاستہ (Carbohydrate) یا شکر سے بنایا جاتا ہے، اس کی بہت ساری قسمیں ہیں جن میں صرف ایک قسم نشہ آور ہے۔

۲- بعض دواؤں میں استھیل الکحل (Ethyl Alcohol) کا استعمال ہوتا ہے، یہ الکحل نشہ آور ہے، اور دوا میں شامل ہونے کے بعد بھی اس کی حقیقت نہیں بدلتی لیکن علاج و معالجہ کے باب میں شریعت نے جو سہولت روا رکھی ہے اس کے تحت مجبوراً الکحل آمیز دوا کا استعمال درست ہے۔

۳- عطریات میں جو الکحل استعمال ہوتا ہے، فنی ماہرین کی تحقیق واطلاع کے مطابق وہ نشہ آور نہیں ہے۔ اس لئے یہ ناپاک نہیں ہے۔

عرضِ مسئلہ:

نجاست اور طہارت کا اسلامی فلسفہ انقلاب ماہیت کے تناظر میں

ڈاکٹر مفتی محمد فہیم اختر ندوی☆

تمہید

نجاست اور طہارت کا فلسفہ اسلام کے بنیادی تصورات سے تعلق رکھتا ہے، انسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں بالخصوص انسانی غذاؤں کے ساتھ اس کا گہرا ربط ہے، اسلام نے طہارت کو نصف ایمان بتایا: "الطہور شطر الإیمان" (طہارت جزء ایمان ہے)، اس نے حلال وطیب غذا کو استعمال میں لانے اور حرام وخبیث اشیاء سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے، قرآن وحدیث کی ہدایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیزیں طیب اور پاکیزہ ہیں انہیں حلال قرار دیا گیا ہے، اور جو چیزیں خبیث وگندی ہیں انہیں حرام بتایا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں کہا گیا: "ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث" (سورۂ اعراف: ۱۵۷)، اہل ایمان کو طیب غذا استعمال کرنے کا حکم دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے: "یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم" (سورۂ بقرہ: ۱۷۲)، یہی حکم انبیاء ومرسلین کو بھی دیا گیا تھا، قرآن میں اسی کا تذکرہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إن اللہ طیب

☆ لیکچرار مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد۔

لا یقبل إلا طیباً وإن الله تعالیٰ أمر المؤمنین بما أمر به المرسلین فقال تعالیٰ: "یا أیها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا إنی بما تعملون علیم" وقال تعالیٰ: "یا أیها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم" ثم ذکر الرجل یطیل السفر أشعث أغبر یمد یدیه إلی السماء یا رب یا رب ومطعمه حرام و مشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فأنی یستجاب لذلک" (مسلم کتاب الزکوٰۃ)۔

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إن أول ما ینتن من الإنسان بطنه فمن استطاع أن لا یأکل إلا طیبا فلیفعل" (بخاری کتاب الاحکام)۔

انسان جن اشیاء کو اپنی غذاء میں استعمال کرتا ہے انہیں کبھی تو ان کی اصل حالت و شکل میں استعمال کرتا ہے، جیسے مختلف اقسام کے پھل وغیرہ، اور کبھی انہیں اپنے ذوق کے مطابق مختلف تبدیلیوں سے گزارتا ہے، جیسے پھلوں سے مشروبات کی تیاری، غلہ جات اور اجناس سے انواع واقسام کے کھانے، یہ تبدیلی بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے، کبھی ایک چیز میں کئی چیزیں ملائی جاتی ہیں، کبھی ایک ہی چیز کو دوسری شکل میں بدل دیا جاتا ہے اور کبھی ایک شئی کے مختلف اجزاء علاحدہ کئے جاتے ہیں اور پھر انہیں حسب خواہش شکل دی جاتی ہے، ان غذائی اشیاء میں کبھی انسانی عمل دخل کے بغیر، ماحولیاتی عوامل کے نتیجہ میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے، اشیاء کی شکلیں جوں جوں بدلتی ہیں ان کے اوصاف اور اثرات بھی بدلتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف موجودہ دور کی جدید ترقیات اور تبدیلیوں کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کچھ تو انسان کی بڑھتی ضروریات کے پیش نظر اور کچھ اسلامی تصورات سے کنارہ کشی کے نتیجہ میں بہت ساری ایسی غذائی اور استعمالی اشیاء تیار کی جانے لگی ہیں جن میں مختلف انداز سے یا مختلف تبدیلیوں سے گزار کر حرام و نجس چیزوں کی آمیزش کی جاتی ہے اور ایسے سامانوں کی ایک طویل فہرست ہے، جو نہ صرف بازاروں میں علی العموم فروخت ہوتے ہیں بلکہ مسلم گھرانوں میں ان کا

استعمال عام ہے۔

ذیل کی سطروں میں ہم جاننے کی کوشش کریں گے کہ ایسی حرام اشیاء اور نجس عناصر کون کون سے ہیں جو غذاؤں، دواؤں اور گھریلو استعمال کے دوسرے سامانوں میں ان کی آمیزش کس طرح کی جاتی ہے اور ایسے سامانوں کو تیاری کے دوران کن کن مراحل سے گزارا جاتا ہے، پھر چونکہ ایسی اشیاء کے بارے میں انقلاب ماہیت کا اصولی سوال زیر بحث آتا ہے اور اسی سوال کے جواب پر ان اشیاء میں حکم شرعی کی تعیین کا مدار ہے اس لئے انقلاب ماہیت کی حقیقت اور دائرۂ حکم کی تبدیلی میں اس کے اثرات کے بارے میں ائمہ مجتہدین وعلماء متقدمین کی آراء پر نظر ڈالی جائے گی، پھر معاصر فقہاء کرام واصحاب افتاء کی آراء اور ان کے دلائل کو ذکر کیا جائے گا۔

غذائی واستعمالی سامانوں میں نجس اشیاء کی ملاوٹ

اس وقت سب سے زیادہ جس چیز کا استعمال غذائی و استعمالی سامانوں اور دواؤں میں کیا جارہا ہے وہ الکحل اور جلاٹین ہیں، الکحل اور جلاٹین دونوں کے متعدد قسمیں ہیں جن میں نجس اشیاء شامل ہوتی ہیں، ان کے علاوہ بعض سامانوں میں خنزیر اور مردار جانوروں کی چربی ملائی جاتی ہیں، بعض دواؤں میں خون کا استعمال ہوتا ہے، پینے کے پانی کی قلت دور کرنے کے لئے گندے اور فضلات آمیز پانی کو کیمیاوی طریقہ پر صاف کرکے پینے اور دوسرے استعمالات کے قابل بنایا جاتا ہے، جانوروں کی غذا کے طور پر خون اور گوبر وغیرہ کے فضلات اور آنتوں کی آمیزش سے مصنوعی غذائیں بنائی جاتی ہے، ذیل میں ان اشیاء میں سے ہر ایک کی تفصیل پیش ہے۔

جلاٹین

جلاٹین: جلاٹین (Gelatin) کی حقیقت اور اس کے عناصر پر روشنی ڈالتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا آف بریٹانیکا لکھتا ہے "جلاٹین حیوانی پروٹینی مادہ ہے جس کے اندر جیلی [illegible] کی صلاحیت

دار مادہ) بنانے کی خصوصیت ہوتی ہے یہ کولاجین (Collagen) سے حاصل کیا جاتا ہے، کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے۔ جسے جانوروں کی موٹی کھال، پتلی کھال، ہڈیوں، جھلیوں اور نسوں کو الکلی (Alkali) یا تیزاب (Acid) میں کافی وقت تک بھگونے اور پھر اس کو ابالنے کے بعد حاصل کیا جاتا ہے، یہ بآسانی ہضم ہونے والی خالص پروٹینی غذا ہے، دانوں کی شکل میں جیلاٹین بے بو اور تقریباً بے ذائقہ ہوتی ہے، جیلاٹین باریک سفوف کی شکل میں شکر، رنگ، ایسڈ اور خوشبو کے ساتھ بھی بازار میں ملتی ہے، جب اس کو خشک حالت میں کمرے کے درجۂ حرارت پر کسی ہوا بند ڈبہ میں رکھا جائے تو عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہے"۔

جیلاٹین کے بارے میں انٹرنیٹ سے حاصل کی گئی معلومات یہ بتاتی ہیں کہ جیلاٹین ایک قسم کا پروٹین ہے جو کہ جزوی ہائڈرولیسس (ایک کیمیائی عمل جس میں پانی میں بھگو کر اشیاء کو نرم کیا جاتا ہے اور ان کو گلایا یا حل کیا جاتا ہے) کے ذریعہ جانوروں کی ہڈیاں اور کھال میں موجود کولاجین سے حاصل کیا جاتا ہے۔

جیلاٹین کی تیاری کے لئے جدید تکنیک اور معیاری ضابطوں کا خیال رکھا جاتا ہے جس کے باعث اعلیٰ قسم کا خالص جیلاٹین حاصل ہوتا ہے۔

اس کی تیاری کیلئے سب سے پہلے بہت اچھی طرح گائے بھینسوں کی ہڈیوں سے چکنائی دور کی جاتی ہے، گوشت کے ذرے ریشے اور چکنائی وغیرہ صاف کئے جاتے ہیں، اس کے بعد کئی دنوں تک ہلکی ہائڈروکلورک ایسڈ میں بھگو کر رکھا جاتا ہے، اس کے بعد ان میں سے ایسڈ صاف کیا جاتا ہے اور پھر کولاجن حاصل کیا جاتا ہے، گائے بھینسوں کی کھالوں کو الکلی (چونے کے پانی) سے ٹریٹ کیا جاتا ہے اور انہیں ہفتوں اس میں بھگو کر رکھا جاتا ہے اس کے بعد گرم پانی کی مدد سے جیلاٹین حاصل کرتے ہیں، جیلاٹین کے محلول کو چھان کر گاڑھا کر کے اور تقریباً 4% ڈگری پر اس کو گرم کر کے (جراثیم مارنے کے لئے) اس کو خشک کر لیا جاتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کی تعریف اور دیگر ماہرین کی تحقیقات پر غور کرنے سے جلاٹین کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱- جلاٹین کوئی قدرتی مادہ نہیں ہے۔

۲- یہ جانوروں کے کولاجین سے حاصل ہوتا ہے۔

۳- کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے، اسی طرح خنزیر کے بخ بستہ گوشت کی اوپری پرت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

۴- کولاجین کو مختلف کیمیائی مراحل سے گزارا جاتا ہے، جس کے بعد وہ ایک لیس دار مادہ ہو جاتا ہے۔

۵- ان مراحل میں ہڈیوں اور کھالوں کو صاف کرنے کے بعد پہلے ایک لمبے وقت تک تیزاب میں رکھتے ہیں، پھر گرم پانی میں ابالتے ہیں، پھر ٹھنڈا کر کے خشک کرتے ہیں، اور جب نمی اڑ جاتی ہے تب انہیں پیس کر جلاٹین بنا لیتے ہیں۔

۶- جلاٹین کی طبیعاتی خصوصیات براہ راست جانوروں کے کولاجین اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیائی مادوں وغیرہ سے متعلق ہو جاتی ہیں۔

۷- جلاٹین غیر زہریلا ہوتا ہے اور جسمانی رطوبتوں میں جسم کے درجہ حرارت میں بآسانی تحلیل ہو جاتا ہے۔

ان امور کا خلاصہ یہ ہے کہ جلاٹین کے بنیادی عنصر میں خنزیر یا مردار جانور کی کھال، ہڈی اور نسوں کے اجزاء ہوتے ہیں، اور انہی کیمیائی طور پر صفائی وتبدیلی کے مراحل سے گزار کر نئے نام اور نئے اوصاف کا حامل ایک مادہ بنا دیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کی معلومات میں جلاٹین کے عناصر کی نشاندہی یوں کی گئی:

خام مال

گائے بھینسوں کی ہڈیاں ۴۶ فیصد

خنزیر کی کھال ۳۴ فیصد

گائے بھینسوں کی کھال ۲۰ فیصد

جلاٹین کا استعمال کہاں کہاں ہوتا ہے، اس کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے: "جلاٹین کا استعمال جیلی والے گوشت، سوپ، ٹافیاں بنانے کے لئے شکل دیے ہوئے میٹھے کھانوں (مثلاً جیلی اور اس طرح کے دیگر کھانے) اور جمی ہوئی غذاؤں مثلاً آئس کریم، اور پنیر کے ساتھ مختلف قسم کے روغن اور چکنائیوں کا مکسچر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے"۔ ساؤتھ افریقہ کی ایک مسلم تنظیم "ساؤتھ افریقن نیشنل حلال اتھارٹی" کے مطابق مختلف مٹھائیوں اور دودھ سے بنی اشیاء میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے۔ دیگر ماہرین کہتے ہیں کہ سر اور چہرہ میں لگائی جانے والی مختلف قسم کے کریم میں اور آرائشی مصنوعات میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے۔ دواؤں کی طرف آئیے تو چھ سو سے زائد ایسی دوائیں ہیں جن میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے۔ ان دواؤں میں کیپسول اور کھانسی دور کرنے والی دوائیں زیادہ ہیں۔ ان کے علاوہ جلاٹین کا استعمال فوٹو گرافی کی فلم، کاغذ، رنگوں اور لیتھو گرافی (پتھر یا دھات سے چھپائی) کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ کی معلومات میں بتایا گیا ہے کہ "جلاٹین کی بے شمار خصوصیات جیسے جیلی بنانے کی خوبی، گاڑھا کرنا اور اس کو جمانا، فلم بنانے کیلئے اس کی شکل پذیری میں معاون ہونا اور اشیاء کو گاڑھا کرنا کے باعث درج ذیل صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے:

- غذا (مٹھائیاں، دودھ سے بنی والی اشیاء، گوشت کی مصنوعات وغیرہ)
- دواؤں کی صنعت
- فوٹو گرافی

☆ بے شمار تکنیکی استعمالات

الکحل

الکحل کے بارے میں ڈاکٹر محمد علی بار کہتے ہیں: یہ دراصل عربی لفظ "الغول" کی تحریف ہے، "غول" عربی میں نشہ اور درد کی اس کیفیت کا نام ہے جو شراب سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب سے اس وصف کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: "**لا فیها غول ولا هم عنها ینزفون**" (سورہ صافات: ۴۷) (نہ اس میں دردِ سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا)، اہل مغرب نے اس لفظ کو عربی سے نقل کرکے "الکحل" بنا دیا۔

الکحل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: الکحل ایک بے رنگ، بخاربن کر اڑ جانے والا سیال ہے جو کاربن ہائیڈریٹ (آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ساتھ کاربن کا مرکب) میں خمیر اٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

الکحل ایک ایسا نامیاتی مرکب (Organic Compound) ہے جو گیس کی تین اقسام کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے، الکحل کی دو قسمیں ہیں: (۱) میتھائل الکحل (Methyl agcohal) اور ایتھائل الکحل۔

الکحل کی عام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر الکحل بے رنگ اور رقیق ہوتے ہیں، اس میں ایک مخصوص قسم کی بو اور آتشی ذائقہ ہوتا ہے، عام الکحل پانی سے ہلکے ہوتے ہیں، اور پانی میں مکمل طور پر حل ہو جاتے ہیں۔

میتھائل الکحل تو میت کے اعتبار سے زہریلا اور نشہ آور ہوتا ہے، اگر اس کو پینے میں استعمال کیا جائے تو اس سے اندھا پن بلکہ موت واقع ہو سکتی ہے، یہ ہلکے شعلے کے ساتھ جلتا ہے، اس کا استعمال پینٹ اور لکڑی کی پالش کو حل کرنے مختلف عطریات اور دواؤں میں بطور پگھلانے

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں الکحل کی بابت درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱- الکحل ایک نشہ آور مرکب ہے۔

۲- یہ مختلف اقسام کی گیسوں سے مل کر بنتا ہے، نیز مولاسیس سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

۳- مولاسیس گنے کے رس سے نکلنے والا ایک گاڑھا رقیق مادہ ہے۔

۴- الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے والے مادہ کے طور پر نیز ایک خاص کیفیت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

۵- الکحل احساس کو کم کرنے کے لئے بھی دواؤں میں ملایا جاتا ہے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

جانوروں کے خون کا بعض ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے، مریض کے خون میں ہیموگلوبین (Hemoglobin) کی کمی ہو جائے تو اسے پورا کرنے کے لئے بعض ایسی ادویات استعمال کی جاتی ہیں جو جانوروں کے خون سے نکالے گئے ہیموگلوبین کو ایک خاص شکل دے کر بنائی جاتی ہیں۔

اسی طرح جانوروں کے خون سے انٹی باڈی ٹیکے بنائے جاتے ہیں جن کے ذریعہ جسم کے زہریلے اثرات کو ختم کیا جاتا ہے۔

گندے پانی کو صاف وقابل استعمال بنانا

اسی ذیل میں نالے کے گندے پانی اور دوسری قسم کی گندگیوں کی صفائی کا کام ہے، ماہرین بتاتے ہیں کہ نالوں کے گندے پانی کو چار مراحل سے گزار کر صاف کیا جاتا ہے: (۱) پہلے ایسے گندے پانی کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے تاکہ گندگی نیچے بیٹھ جائے، (۲) پھر اوپر سے پانی کو

نکال لیا جاتا ہے، (۳) اب ایسے پانی میں جو جراثیم اور بیکٹیریا زندہ رہتے ہیں انہیں ختم کیا جاتا ہے، (۴) چوتھے مرحلے میں اس کے اندر کلورین ملائی جاتی ہے تاکہ اس میں نئے جراثیم پیدا ہونے کی صلاحیت ختم ہو جائے۔

ماہرین کے مطابق ان تبدیلیوں سے گزارنے کے بعد اس پانی کا رنگ، مزہ اور بو بدل جاتا ہے اور سابق نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہ جاتا ہے۔

فضلات کو جانوروں کی غذا کے قابل بنانا

جانوروں کے لئے مصنوعی غذاؤں کی تیاری میں اب ایسی غذا تیار کی جا رہی ہے جس میں گیہوں اور مکئی کے چھلکے، مختلف سبزیوں و پھلوں کے چھلکوں وغیرہ کے ساتھ جانوروں اور مچھلیوں کی آلائش، فضلات، جانوروں کا خون، نجاست، کھال، ہڈی، آنتیں وغیرہ بھی ملائی جاتی ہیں، کیونکہ ان سے مرغیوں اور پرندوں کی غذا میں بڑی مقدار میں پروٹین حاصل کی جاتی ہے۔

ایسی غذاؤں کی تیاری کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت یا ان فضلات کو پہلے دیگوں میں پکایا جاتا ہے تاکہ ان کے جراثیم مر جائیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، اس کے بعد انہیں پیسا جاتا ہے اور پھر ان میں وٹامن اور دوسری چیزیں ملائی جاتی ہیں، اس طرح سے جانوروں کے لئے تیار اور مقوی غذا تیار ہوتی ہے۔

انقلاب ماہیت مسئلہ کا تعارف اور ائمہ مجتہدین کی آراء

شریعت میں حلال و حرام امور طے شدہ ہیں، اور ان کی بنیاد اجتہاد پر نہیں بلکہ وحی آسمانی پر ہے۔ "ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام" (سورۂ نحل ۱۱۶) طہارت کی صفت اور خباثت کی حرمت کا اصولی ضابطہ بتانے کے علاوہ تفصیلی طور پر بھی اشیاء کا نام لے کر ان کے حلال یا حرام ہونے کی صراحت کی گئی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں

اعلان کیا گیا: "حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما أكل السبع إلا ما ذكيتم وما ذبح على النصب" (سورہ مائدہ: ۳)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كل ذي ناب من السباع ذي مخلب من الطير فأكله حرام" (بخاری ومسلم)۔

اوپر کی سطور میں ذکر ہوا کہ بہت سی غذائی اور استعمالی اشیاء نیز دواؤں وغیرہ میں جلاٹین، الکحل، جانوروں کے خون اوران کے فضلات کا استعمال ہوتا ہے، جن اشیاء کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا تو جائز ہی نہیں ہے، لیکن اگر ان اشیاء میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے خواہ انسانی عمل کے نتیجہ میں ہو یا طبعی اور ماحولیاتی طور پر، اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان اشیاء کی سابقہ ہیئت، حقیقت اور خاصیت بدل جائے تو اب ان کا کیا حکم ہوگا؟

اس ذیل میں تین امور بحث کے قابل ہیں:

اول: کیا جلاٹین، الکحل اور دوسری مذکورہ اشیاء حرام ہیں؟

دوم: اگر حرام ہیں تو کیا ان میں انقلاب ماہیت پایا جاتا ہے، اور انقلاب ماہیت کا کیا معیار ہے؟

سوم: انقلاب ماہیت کے بارے میں فقہاء وعلماء کی آراء کیا ہیں؟

ا۔ پہلا زیر بحث امر یہ ہے کہ ملائی جانے والی مذکورہ اشیاء حلال ہیں یا حرام؟

اس میں یہ تو واضح ہے کہ جانوروں کے خون ناپاک ہیں، جانوروں کے فضلات جیسے ان کے لید وگوبر کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ غیر ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں جیسے خنزیر، عقاب، باز اور گدھ کے گوبر بالاتفاق نجس ہیں، ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں کے گوبر کے بارے میں تین اقوال ہیں: پہلا قول مالکیہ کا مشہور قول اور امام احمد کی ایک روایت جو ان کا مذہب

بھی ہے یہ ہے کہ ایسے جانوروں اور پرندوں کے گوبر پاک ہیں، دوسرا قول شافعیہ کا مسلک، امام احمد کی ایک روایت اور مالکیہ کا غیر مشہور قول یہ ہے کہ تمام جانوروں کا گوبر نجس ہے، تیسرا قول حنفیہ کا ہے کہ ایسے جانوروں کا گوبر نجس ہے، پرندوں میں زمین پر بیٹ کرنے والے تمام پرندوں کی بیٹ نجس ہے، ہوا میں بیٹ کرنے والوں میں ماکول اللحم کی بیٹ پاک اور غیر ماکول اللحم کی نجاست خفیفہ ہے۔

جہاں تک جلاٹین کا تعلق ہے اس کے تعارف میں یہ گزر چکا ہے کہ جلاٹین جانوروں کی ہڈیوں اور کھالوں سے حاصل ہونے والے کولاجین سے بنتا ہے، یہ جانور خنزیر بھی ہو سکتے ہیں، اور دیگر مردار یا غیر شرعی مذبوحہ جانور بھی، اسی طرح خنزیر کے گوشت کی اوپری پرت سے بنائے جاتے ہیں، کیونکہ خنزیر کے گوشت سے بنا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے۔

الکحل کے بارے میں پچھلی سطور میں بتایا جا چکا ہے کہ میتھائل الکحل اور ایتھائل الکحل دونوں نشہ آور ہوتے ہیں، ایتھائل الکحل کا ہی زیادہ استعمال مختلف مشروبات اور دواؤں میں ہوتا ہے نشہ آور ہونے کی وجہ سے الکحل کا کھانے پینے میں استعمال حرام ہوگا، لیکن کیا الکحل نجس بھی قرار پائے گا؟ اس سلسلہ میں دو نقطۂ نظر ہیں، جو دراصل اس اختلاف پر مبنی ہیں کہ شراب اور دیگر مسکرات نجس ہیں یا نہیں؟

جمہور علماء و فقہاء شراب کی نجاست کے ہی قائل ہیں، لیکن بعض علماء کے نزدیک شراب حرام تو ہے نجس نہیں ہے، اس کی نجاست صرف معنوی ہے۔

اس وقت دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل زیادہ تر انگور اور کھجور سے نہیں بلکہ جو، شہد، جوار اور دیگر مختلف چیزوں سے بنتا ہے، امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف کے نزدیک کھجور اور انگور کے علاوہ دوسرے بنی مشروبات یا الکحل اگر نشہ کی حد تک نہ پہنچائے تو جائز ہے۔

۲- دوسرا زیر بحث اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ جانوروں کے خون و فضلات، الکحل اور

ڈال سکتے ہیں۔

جلاٹین کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ جانوروں بشمول خنزیر کی ہڈی اور کھالوں سے تیار کیا جاتا ہے، اس کی تیاری کے طریقے کی تفصیل پر بھی روشنی ڈالی جا چکی ہے، ہڈیوں اور کھالوں کو کئی مراحل سے گزارا جاتا ہے، سب سے پہلے انہیں صاف کر کے ایک لمبے عرصہ تک تیزاب میں رکھا جاتا ہے، پھر تیزاب سے نکال کر بسا اوقات چونا میں ایک عرصہ تک رکھتے ہیں، پھر اسے گرم پانی میں ابالتے ہیں، پھر باہر نکال کر ٹھنڈا کرتے ہیں، پھر اسے خشک کرتے ہیں، اس کے بعد اس کی نمی اڑائی جاتی ہے، پھر اسے پیسا جاتا ہے، ان تبدیلیوں کے بعد جو مادہ تیار ہوتا ہے وہ ایک لیس دار سا ہوتا ہے، اس میں سابق رنگ، مزہ اور بو نہیں ہوتا، وہ ایک نئے نام کے ساتھ اور نئے اوصاف کا حامل ہو جاتا ہے۔

نالے کے گندے پانی کو کیمیائی طریقہ پر صاف کرتے ہوئے انہیں جن مراحل سے گزارا جاتا ہے وہ چار ہیں: پہلے ایسے گندے پانی کو اس طرح جمع کیا جاتا ہے کہ اس کی گندگی نیچے بیٹھ جائے، پھر اوپر کے پانی کو علاحدہ کر لیا جاتا ہے، تیسرے مرحلہ میں اس پانی کے تمام جراثیم کیمیائی طریقہ پر ختم کئے جاتے ہیں، اور چوتھے مرحلہ میں اس میں کلورین ڈال کر آئندہ جراثیم پیدا ہونے کے امکان کو ختم کیا جاتا ہے، ان تبدیلیوں سے گزرنے کے بعد سابقہ گندے پانی کی نجاست کا رنگ، مزہ اور بو کچھ باقی نہیں رہتا۔

اس بحث کا دوسرا جزیہ ہے کہ انقلاب ماہیت کا کیا معیار ہے، اس پر آئندہ تفصیل آرہی ہے۔

۳- تیسرا زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کی بابت ائمہ مجتہدین اور فقہاء اسلام کی آراء کیا ہیں؟ اگر کسی نجس شی کی ماہیت اور حقیقت بدل جائے تو کیا وہ پاک ہو جائے گی؟ اس بابت ائمہ مجتہدین کی آراء میں دو نقطہ نظر ہیں:

پہلا نقطۂ نظر: استحالہ اور انقلاب ماہیت سے نجس چیز پاک ہو جاتی ہے۔

یہ مالکیہ اور ظاہریہ کا مسلک، حنفیہ کا مختار مسلک اور امام کی ایک روایت ہے، یہی ایک رائے شافعیہ کی بھی ہے جسے امام الحرمین جوینی، ابوزید اور خضری نے اختیار کیا ہے، حنفیہ نے اس کی مثالوں میں ذکر کیا ہے کہ خنزیر اگر نمک کی کان میں گر جائے اور نمک بن جائے، پاخانہ اور نجاست جل کر راکھ ہو جائے تو وہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہو جائیں گے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: "والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكر في انقلاب عين النجاسة" وہ مزید لکھتے ہیں: " فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المترتب عليها" (رد المحتار ار ۳۹)، اسی طرح کی عبارت فتح القدیر اور البحر الرائق ۱/۲۳۹ میں بھی ہے۔

مالکیہ نے خون کو مشک میں بدلنے کی مثال دی ہے کہ وہ خون کے تمام اوصاف سے بدل کر دوسرے اوصاف کا حامل ہو جاتا ہے اور اس کا نام بھی دوسرا ہوتا ہے، علامہ قرافی کہتے ہیں: "إن الله تعالى إنما حكم بالنجاسة في أجسام مخصوصة بشرط أن تكون موصوفة بأعراض مخصوصة مستقذرة، وإلا فالأجسام كلها متماثلة واختلافها إنما وقع بالأعراض، فإذا ذهبت تلك الأعراض ذهابا كلياً ارتفع الحكم بالنجاسة إجماعاً كالدم يصير منياً ثم آدمياً" (ذخیرہ ۱/۱۸۸)۔

امام احمد کی اسی روایت کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اختیار کیا ہے، دیکھئے: (مجموع الفتاوی ۲۱/ ۴۹۲ - ۵۱۳، اعلام الموقعین ۱/ ۳۹۶، المغنی ۱/ ۳۸)۔

دوسرا نقطۂ نظر: انقلاب ماہیت اور استحالہ کی وجہ سے نجس العین پاک نہیں ہوگا۔

یہ شافعیہ کا مسلک اور حنابلہ کا ظاہر مذہب ہے، اور یہی حنفیہ میں سے ابو یوسف کی رائے ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا۔

مولانا سعید الرحمٰن فاروقی، مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی، مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا خورشید احمد اعظمی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحبان کے نزدیک ہر شئی کے بنیادی عناصر وہ خواص اوصاف اور آثار مخصوصہ ہوں گے جن کے بغیر اس شئی کا قیام ممکن نہ ہو، حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب کی رائے ہے کہ صرف رنگ و بو میں یا اس جیسے دوسرے خواص میں تبدیلی آجانا انقلاب ماہیت نہیں ہے، بلکہ اس کی حقیقت اور اصل خاصیت و تاثیر بدل جائے، مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب نے مخصوص نام و شکل و صورت کو بنیادی عناصر فرمایا ہے، مولانا قدرت اللہ باقوی صاحب نے اجزائے ترکیبی، صورت، رنگ اور خصوصیت میں اور مولانا اسرار الحق سبیلی نے پورے اوصاف کے ساتھ طبیعت میں تبدیلی کو ضروری بتایا ہے، مولانا نعیم اختر، مولانا محمد یعقوب قاسمی نے شرط لگائی ہے کہ پہلی شئی کی ہر چیز مثلاً نام، کام، صورت اور عمومی مزاج و خاصیت سب کچھ تبدیل ہو جائے، مفتی جمیل احمد نذیری صاحب نے ایک طویل تمہید کے بعد بتایا ہے کہ نام، صورت و ہیئت، رنگ، بو، مزہ، امتیازات، خواص و آثار ساری چیزیں بدل جائیں تب انقلاب ماہیت ہوگا، موصوف نے کئی معاصر اکابر مفتیان کرام کے فتاویٰ بھی نقل کئے ہیں، مثلاً مفتی نظام الدین کا فتویٰ ہے کہ "سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں"، مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ ہے کہ "تبدل حقیقت صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے نہ کہ حل ہو جانے سے"، مولانا تھانویؒ کا جواب ہے کہ "انقلاب حقیقت مطہر ہے، انقلاب وصف مطہر نہیں"، مولانا ظفر عالم ندوی نے بھی سابق حقیقت بالکل ختم ہو جانے اور دوسری حقیقت وجود میں آجانے کی رائے دی ہے، لیکن مولانا اختر امام عادل بڑی تفصیلی تمہید کے بعد لکھتے ہیں کہ انقلاب ماہیت کے لئے اصل مادہ اور حقیقت کی تبدیلی ضروری نہیں ہے، طبعی خصوصیات اور بنیادی کافی ہے۔

ان آراء پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کی کوئی متعین اور واضح حد کتب فقہیہ میں مقرر نہیں ہے، فقہاء کرام نے صرف مثالیں ذکر فرمائی ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مفتی جمیل احمد نذیری وغیرہ صاحبان نے ایسی کچھ مثالیں جمع کی ہیں جیسے:

☆ انسان اور جانور کے فضلات کو جلا کر راکھ بنا دینا۔

☆ کتا، خنزیر اور گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا۔

☆ لید کا کنویں میں گر کر کالی مٹی بن جانا۔

☆ شراب کا سرکہ بن جانا۔

☆ انسان یا کتے کا صابن بنانے والے دیگچے میں گر کر صابن بن جانا۔

☆ صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی ملانا۔

☆ گوبر یا کا کنویں میں گر کر مٹی بن جانا۔

☆ نجاست کا زمین میں دفن ہو کر مٹی بن جانا اور اس کا اثر ختم ہو جانا۔

☆ نجس مٹی سے اینٹ بنا کر پکا لینا۔

☆ گندے پانی سے نمک بنا لینا۔

ان مثالوں میں انقلاب ماہیت تسلیم کیا گیا ہے، لیکن:

☆ ناپاک دودھ کا کھویا پنیر بن جائے۔

☆ ناپاک گیہوں کا آٹا بنا کر روٹی بنالی جائے۔

☆ پیشاب سے نمک بنایا جائے۔

تو ان مثالوں میں قلب ماہیت تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

ان مثالوں کی روشنی میں ہی علماء کرام نے شئی کے بنیادی عناصر کی تحدید کرنے کی

کوشش کی ہے، اس سلسلہ میں جو آراء اوپر ذکر کی گئی ہیں ان میں دو رائے ہیں:

ایک رائے میں صرف رنگ، بو اور مزہ ان تین اوصاف کو بنیادی عناصر مانا گیا ہے، اور ان کے بدلنے کو انقلاب ماہیت کا معیار قرار دیا گیا ہے، اور دوسری رائے میں ان تین اوصاف کے علاوہ امور کو بھی بنیادی عناصر میں شامل مانا گیا ہے، چنانچہ بعض لوگوں نے اصل خاصیت اور تاثیر کا بدلنا، بعض نے نام کا بدلنا، بعض نے عمومی مزاج اور طبیعت کا بدلنا، اور بعض نے امتیازات کا بدلنا بھی شامل مانا ہے، مفتی نظام الدینؒ کے فتوی میں ان سارے امور کو جمع کر لیا گیا ہے۔

کن عناصر کا بدلنا ضروری ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شی کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے یا بعض کا کافی ہے؟

اس کے جواب میں مولانا سعید الرحمن فاروقی لکھتے ہیں کہ شراب کے سرکہ بن جانے سے صرف سکر کی کیفیت زائل ہوتی ہے ورنہ تمام چیزیں بعینہ حسب سابق رہتی ہیں، لہذا ہر چیز میں مکمل تبدیلی وتغیر لازم نہیں ہے، مولانا عبد الرشید قاسمی بھی لکھتے ہیں کہ کسی چیز کے تین اوصاف میں سے بنیادی عناصر میں سے غالب عنصر کا تبدیل ہو جانا کافی ہے۔

ان حضرات کے ماسوا دیگر علماء کرام نے تمام اوصاف اور خصوصیات وامتیازات کا مکمل طور پر بدل جانا ضروری قرار دیا ہے۔

اجزاء کے سابق خواص کا اثر

تیسرے سوال میں یہ دریافت کیا گیا ہے کہ کسی شی کے جوہری عناصر، تمام اور مجموعی

مزاج میں تبدیلی آجانے کے بعد اب جو چیز وجود میں آئی ہے، اس میں ملائے جانے والے اجزاء کے سابق اثرات اور خواص باقی نہیں رہتے ہیں، یا اس میں ان اجزاء کے خواص و کیفیات بھی برقرار رہتی ہیں، ان دو صورتوں کا کیا حکم ہوگا؟

اس کے جواب میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فرماتے ہیں کہ رنگ، بو اور مزاج یہ اوصاف مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں لیکن سابق حقیقت کے بعض خواص باقی رہ جائیں تو وہ انقلاب حقیقت میں مانع نہیں ہیں، کیونکہ شراب سرکہ بن جائے تو رقت وسیلان کی کیفیت باقی رہتی ہے، چربی صابن میں ڈالی جائے تو دسومت ختم نہیں ہوتی، اور فضلات مٹی میں دفن کر دئے جائیں تو بار آور کرنے کی صلاحیت مٹی میں بھی باقی رہتی ہے، لیکن ان امور کو فقہاء نے انقلاب ماہیت کے لئے مضر نہیں سمجھا۔

یہی رائے مولانا برہان الدین سنبھلی کی ہے کہ صرف کچھ خصوصیات کے برقرار رہنے کے باوجود بھی حقیقت اور نتیجۃً حکم میں تغیر ہو جانا بعید نہیں بشرطیکہ جوہری وصف یعنی اصل، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ارشاد قاسمی، مولانا ارشاد اعظمی، مولانا عبید اللہ اسعدی بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں، مفتی جمیل احمد نذیری کے نزدیک صرف ظاہری خواص کا ختم ہو جانا ضروری ہے، باطنی خواص یعنی موروثی خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے، البتہ مولانا سعید الرحمن فاروقی نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر کچھ موروثی خصوصیات باقی رہیں تو ان میں ممنوع شرعی کا تحقق متصور قائم نہ ہو۔

دوسری طرف مولانا محمد صادق، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی، مولانا ابو العاص وحیدی اور مولانا سید اسرار الحق سبیلی دونوں صورتوں میں فرق کرتے ہوئے دوسری صورت کو جس میں کچھ سابق خصوصیات باقی ہوں انقلاب ماہیت میں مانع قرار دیتے ہیں۔

نجس العین وغیر نجس العین کا فرق

چوتھے سوال میں انقلاب ماہیت کے باب میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق پوچھا گیا ہے۔

اس بابت شرکاء سمینار کی آراء دونوں طرف ہیں، بعض حضرات نے انقلاب ماہیت میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق نہیں کیا ہے، فقہاء نے جو مثالیں دی ہیں ان میں خنزیر کے نمک بن جانے اور گدھا کے نمک بن جانے دونوں کا ذکر ہے، اس رائے کے حاملین میں مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا مصطفی قاسمی، مفتی عزیز الرحمن بجنوری، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا صادق مبارک پوری، مولانا سعید الرحمن فاروقی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا عبد الرشید قاسمی، مولانا اختر امام عادل، مولانا خالد قاسمی، مولانا ارشاد اور مولانا نعیم اختر ہیں۔

جب کہ مولانا محمد اعظمی، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی اور مولانا ابو العاص وحیدی کے نزدیک دونوں میں فرق ہونا چاہئے، ان حضرات نے اپنی رائے کی تائید میں کوئی واضح وقوی دلیل ذکر نہیں کی ہے۔

قلب ماہیت کے اسباب

پانچواں سوال قلب ماہیت کے اسباب سے متعلق ہے۔

اس کے جواب میں متعدد حضرات نے یہ لکھا ہے کہ قلب ماہیت کے اسباب متعدد ہو سکتے ہیں، اس باب میں اصل نتیجہ ہے نہ کہ ذرائع ووسائل، اس دور جدید میں کیمیاوی اور غیر کیمیاوی متعدد اسباب سے قلب ماہیت ہو سکتا ہے، بعض حضرات نے چند اسباب کا ذکر بھی کیا ہے، جیسے:

☆ جلانا

☆ کسی چیز کی آمیزش کرنا

☆ دھوپ میں رکھنا

☆ زمین میں دفن کرنا

☆ کافی تعداد میں تیزاب ڈالنا وغیرہ

تحلیل و تجزیہ کا حکم

چھٹا سوال فلٹر کرنے، کشید کرنے، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو علاحدہ کردینے سے متعلق ہے کہ کیا یہ تحلیل اور تجزیاتی عمل انقلاب ماہیت کے تحت آئے گا یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں دو نقطہائے نظر ہیں: پہلا نقطۂ نظر یہ ہے کہ فلٹر کرنا اور کشید کرنا انقلاب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، یہ تو صرف کسی شی کے اجزاء میں سے بعض اجزاء کو علاحدہ کرلینا ہے، یہ صرف تجزیہ ہے۔

یہ رائے مولانا حبیب اللہ اسعدی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا خورشید احمد، مولانا محمد صادق، مولانا اسرار الحق، مفتی جمیل نذیری، مولانا نسیم اختر اور مولانا ظفر الاسلام اعظمی کی ہے۔

دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جو چیزیں بذات خود نجس ہیں جیسے پاخانہ، پیشاب، خون، ان میں اگر کیمیائی عمل کے ذریعہ بعض اجزاء کو کشید کیا جائے تو بھی وہ ناپاک رہیں گی۔ کیونکہ ان کا ہر جزء ناپاک ہے، ان کے اجزاء تحلیل نہیں ہوئے ہیں، صرف ان کو ایک دوسرے سے علاحدہ کردیا گیا ہے، لیکن جو چیزیں بذات خود تو نجس نہیں ہیں، کسی ناپاکی کے مل جانے کی وجہ سے نجس ہوگئی ہیں، ان میں سے اگر ناپاک اجزاء نکال دئے جائیں تو وہ پاک ہوجائیں گی، جیسا کہ مردار کا چمڑا دباغت کی وجہ سے پاک ہوجاتا ہے۔ اس رجحان کے حاملین میں مولانا خالد سیف اللہ

رحمانی، مولانا ظفر عالم ندوی اور مولانا ابو العاص وحیدی ہیں۔

مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا محمد اعظمی، مولانا اختر امام عادل اور مولانا سلطان احمد صلاحی صاحبان نے گندگی کے اجزاء نکال دیئے پر اس پانی کے پاک ہونے کی رائے دی ہے۔

صرف مولانا ارشاد اعظمی نے بغیر کسی تفصیل کے تجزیہ کو استحالہ کی بہترین شکل بتایا ہے۔

اس موقع پر یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی نے اپنے گیارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۹ء میں ایسے پانی کے پاک ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

استہلاک عین کا حکم

ساتویں سوال میں پوچھا گیا ہے کہ کیا استہلاک عین قلب ماہیت کے تحت آتا ہے، اس میں کئی اجزاء کی اختلاط سے جو چیز وجود میں آتی ہے اس میں ہر جزء اپنے جملہ خواص وصفات کے ساتھ موجود رہتا ہے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب لکھتے ہیں کہ استہلاک قلب ماہیت کو مستلزم نہیں ہے، اگر ناپاک جزء کی حقیقت نہیں بدلتی تو وہ مجموعہ ناپاک ہی رہے گا، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب بھی کہتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ اختلاط سے قلب ماہیت ہو جائے، استہلاک عین کو قلب ماہیت میں شامل نہ ماننے کی رائے سے مولانا ظفر الاسلام اعظمی، مولانا سعید الرحمن فاروقی، مولانا نعیم اختر، مولانا جمیل احمد نذیری، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد صادق، مولانا خورشید اعظمی اور مولانا ابو العاص وحیدی بھی اتفاق کرتے ہیں۔

مولانا عبید اللہ اسعدی کی رائے میں کہیں تو یہ عمل خلط شی کی ماہیت کو بدل دیتا ہے، اور

کہیں نہیں۔

دوسری جانب مولانا قدرت اللہ باقوی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی استہلاک عین کو قلب ماہیت کے حکم میں مانتے ہیں، مولانا اختر امام عادل بھی دواؤں میں الکحل ملانے کو قلب ماہیت مانتے ہیں۔

الکحل کے تعلق سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے وضاحت کی ہے کہ اگر وہ انگور اور کھجور سے نہ لیا گیا ہو تو حنفیہ کے یہاں حرام و ناپاک نہیں ہے، اور آج کل جن اشیاء سے الکحل تیار ہوتا ہے دائرۃ المعارف البریطانیہ میں ان میں کھجور انگور کا ذکر نہیں ہے، نیز اگر کچے انگور سے ہی الکحل تیار ہوا ہو تو اگر اس دوا کا متبادل موجود نہیں ہے یا موجود ہے لیکن مریض کے لئے خریدنا ممکن نہیں ہے تو بدرجہ ضرورت الکحل آمیز دوا کا استعمال جائز ہے، مولانا ظفر عالم صاحب کی بھی یہی رائے ہے، مولانا محمد اعظمی صاحب نے الکحل کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے الکحل آمیز دواؤں سے اگر سکر نہ پیدا ہو تو انہیں انقلاب عین مانتے ہوئے، نیز ان دواؤں کا متبادل نہ ہونے اور ضرورت کی بناء پر ایسی دواؤں کا بقدر ضرورت استعمال رفع حرج کے لئے شرعاً مباح بتایا ہے۔

مردار کی چربی وہڈی کی آمیزش

آٹھویں سوال میں، صابن اور بسکٹ کے اندر مردار بشمول خنزیر کی چربی ملانے اور ٹوتھ پیسٹ میں ہڈی کا پاؤڈر ملانے کی بابت پوچھا گیا ہے۔

اس سوال کے اندر کئی باتیں پوچھی گئی ہیں، ہم انہیں علاحدہ کرکے ذکر کرتے ہیں، کیونکہ ہر جزء کے تعلق سے جوابات علاحدہ ہیں۔

۱۔ مردار کی چربی صابن میں ملانا۔

میں چربی کی آمیزش کو انقلاب ماہیت کے تحت نہ تسلیم کرنے والوں میں مولانا ابو العاص وحیدی، مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مفتی جمیل احمد نذیری اور مولانا نعیم اختر بھی ہیں۔

جب کہ مولانا اختر امام عادل اور مولانا سلطان احمد اصلاحی اسے قلب ماہیت تسلیم کرتے ہوئے پاک قرار دیتے ہیں۔

تیسرا جزء مردار کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانے سے متعلق ہے، اس کے جواب میں مفتی جمیل احمد نذیری لکھتے ہیں کہ اس میں اجزاء صرف تحلیل ہوتے ہیں، انقلاب ماہیت نہیں ہوتا، اس لئے مذبوح جانور کی خشک وتر ہڈیوں کا پاؤڈر ملانا درست ہے، انقلاب ماہیت نہ ہونے کی رائے مولانا ابو العاص وحیدی اور مولانا نعیم اختر صاحب کی بھی ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا خورشید اعظمی لکھتے ہیں کہ اگر اس کے اوصاف ثلاثہ بدل جائیں اور قلب ماہیت ہو جائے تو درست ہے، ان دونوں حضرات نے زیر بحث صورت پر تطبیقی حکم لگانے سے گریز کیا ہے۔

مولانا ذاکر حسن نعمانی بھی اس کو قلب ماہیت نہیں تسلیم کرتے، اور ایسے منجن اور ٹوتھ پیسٹ کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔

چوتھا اور پانچواں جزء خنزیر کی چربی اور ہڈی سے متعلق ہے، اس کے متعلق مولانا محمد اعظمی کہتے ہیں کہ خنزیر نجس عین ہے، اس لئے خنزیر کی چربی او ہڈی کے پاؤڈر سے بنی اشیاء کا استعمال محل نظر ہے، مفتی جمیل احمد نذیری صاحب اور مولانا ظفر الاسلام صاحب بھی خنزیر کے اجزاء کی آمیزش کو صرف خلط مانتے ہوئے حرام بتاتے ہیں۔

مولانا خورشید اعظمی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے ہے کہ خنزیر کے یہ اجزاء بھی انقلاب ماہیت کے بعد استعمال ہوتے ہوں تو حلال ہے۔

مذبوح جانوروں کا خون

نواں سوال ہے مذبوح جانوروں کا خون یا ان کے دوسرے اجزاء کا دواؤں میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

اس سوال کا تفصیلی اور واضح جواب دیتے ہوئے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں کہ مذبوح جانور اگر حلال ہو تو ذبح کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء پاک ہیں اور سات اعضاء کے علاوہ جن کو فقہاء نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے باقی حلال بھی ہیں لہذا اس تفصیل کے مطابق ان کا گوشت، چمڑا اور ہڈی وغیرہ کا دواؤں میں استعمال خواہ دوا کھانے کی ہو یا خارجی استعمال کی، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر خنزیر کے علاوہ کوئی اور حرام جانور ہو تو ان سات اعضاء ممنوعہ کے علاوہ باقی حرام تو ہیں لیکن ذبح شرعی کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں، ان دواؤں کا خارجی استعمال درست ہوگا، کھانا درست نہیں ہوگا، جس کا بہتا ہوا خون بہر حال حرام اور ناپاک ہے، اس میں حلال و حرام کی کوئی تفریق نہیں، اس لئے خون سے بنی ادویہ کا کھانا درست ہے نہ کہ خارجی استعمال۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مزید لکھتے ہیں کہ یہ عمومی احکام ہیں لیکن دواؤں میں ان اجزاء کا استعمال قلب ماہیت کے بعد ہو تو ان کا داخلی اور خارجی استعمال درست ہوگا اور حلال و حرام اور ذبیحہ و مردار کا فرق نہیں رہے گا۔ اسی طرح ضرورت کا موقع ہو تو حرام اشیاء سے علاج درست ہوگا، لیکن دواؤں میں خون کے آمیز ہونے سے کیا قلب ماہیت پیش آتا ہے یا نہیں، مولانا موصوف نے یہ نہیں بتایا ہے۔

مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا خورشید اعظمی اور مولانا سلطان اصلاحی نے بھی خون سے بنی ادویہ میں انقلاب ماہیت ہونے یا نہ ہونے کی صراحت سے گریز کرتے ہوئے صرف اصولی جواب دیا ہے کہ اگر قلب ماہیت ہو جائے تو استعمال درست ہے۔

عبدالرشید قاسمی صاحبان نے اپنایا ہے، مولانا ارشاد اعظمی صاحب نے جلاٹین میں پاکی کا احتمال مانتے ہوئے ابتلاء عام کے پیش نظر اس کے استعمال کی اجازت دینے کی رائے دی ہے۔ حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی نے بھی قلب ماہیت کا صراحتاً حکم نہیں لگایا ہے، البتہ وہ یہ لکھتے ہیں کہ راقم کو جنوبی افریقہ میں بعض ماہرین نے ایک کارخانہ میں لے جاکر جلاٹین بنانے کے عمل کا مشاہدہ کرایا اور بتایا کہ اس طرح حقیقت بدل جاتی ہے اور پچھلے اثرات بالکل ختم اور تبدیل ہوجاتے ہیں، لیکن وہاں کے بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت نہیں بدلتی، مولانا موصوف نے یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ جن علماء جنوبی افریقہ نے حقیقت نہ بدلنے کی رائے دی ہے ان کے دلائل کیا ہیں۔

تیسرا رجحان صراحتاً یہ کہتا ہے کہ جلاٹین بنانے کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا، اس میں تیزاب کا استعمال ایک سے لیکر پانچ فیصد تک ہوتا ہے جس سے مردار اور خنزیر وغیرہ کا چمڑا اور ان کی ہڈیوں کی حقیقت تبدیل ہوجانا ممکن نہیں، نیز چمڑے یا ہڈیوں کو چونے میں رکھنے، گرم پانی میں ڈالنے اور پھر ان کو پیسنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی ہے، یہ دلیل مولانا اسرار الحق سبیلی صاحب نے دی ہے، اس رجحان سے اتفاق کرنے والوں میں مولانا نعیم اختر، مولانا ظفر عالم ندوی اور مفتی جمیل احمد نذیری صاحبان ہیں۔

آخر میں یہ ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدہ کے تیسرے فقہی سمینار منعقدہ عمان ۱۹۸۶ء میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ خنزیر سے حاصل اجزاء سے جو جلاٹین بنائے جاتے ہیں، ان کا استعمال کیسا ہے، اس کے جواب میں سمینار کا یہ فیصلہ ہوا کہ "خنزیر سے حاصل عناصر سے بنائے ہوئے جلاٹین کا غذاؤں میں استعمال کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے، مذبوحہ جانوروں اور نباتات سے بنائے جانے والے جلاٹین سے ضرورت پوری ہوجاتی ہے"۔

دوسرا باب

تعارفِ مسئلہ

جلاٹین

علماء کرام کی خدمت میں چند معروضات

ڈاکٹر محمد افضل ☆

گذشتہ ۲۰ - ۲۵ برسوں میں جلاٹین کی حلت و حرمت کا مسئلہ بار بار اٹھایا جاتا رہا ہے، علماء کرام کے غور و خوض کے لئے چند ضروری معلومات درج ذیل ہیں، امید ہے کہ ان سے مسئلہ کو سمجھنے میں خاصی حد تک مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر فیصلہ کرنے میں مدد دے آمین۔

الف- جلاٹین، Collagen پروٹین سے بنایا جاتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی والے حیوانات کے جوڑنے والے Tissues میں Collagen پایا جاتا ہے جسے دیر تک گرم پانی میں جوش دینے سے جلاٹین اور چپکانے والا لعاب (Glue) نکل آتا ہے۔ ان Tissues کو ایک معینہ مدت تک الکلی (Alkali) یا تیزاب (Acid) میں رکھنے کے بعد گرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ Collagen بالکلیہ تحلیل ہو جائے، نکلنے والے لعاب کو Filter کرنے کے بعد صرف ایک سیال (Solution) باقی رہ جاتا ہے جو ٹھنڈا ہونے پر جمایا جا سکتا ہے۔

ب- غذائی استعمال: آج کل بہت سے تیار شدہ غذائی مرکبات میں جلاٹین استعمال ہونے لگا ہے۔ جیلی، آئس کریم، پھلوں اور ذائقہ کی آمیزش والے دہی، کیک اور طرح

☆ انڈیاناپولس، امریکہ۔

RUDOLF HINTERWALDNER

(ii) Passage of bone through the impulse renderer takes less than a second, so that the degreasing can be carried out as a continuous process.

Figure 1 is a flow sheet explaining the Chayen-Process.

The crushed raw bones pass through the impulse renderer, where they are subjected to the under water action of a high speed mill. The cell walls are ruptured and fat released from the cells. The mixture passes from there, as degreased bones, with the cold rendered fat, through the screen into a separating vessel. The bones settle under gravity and are continuously removed by a small conveyor on which they are washed with cold water. The cold washed bones pass through a squeezer and are briefly washed with hot

Fig. 1. Chayen-Process flow sheet

گائے/بیل/بچھڑوں کی کھالیں

جلاٹین فیکٹریوں کو دباغت دینے والی فیکٹریوں سے ہر طرح کی کھالیں ملتی ہیں، کئی چھٹی کھالوں کے ٹکڑے، بال صاف کی ہوئی کھالیں، کچی کھالوں کے ٹکڑے اور نمک لگی کھالیں،

ان سب کو اچھی طرح دھویا جاتا ہے تاکہ نمک، دھول، مٹی، چونا اور دوسری ساری گندگیاں صاف ہوجائیں۔ اگر کھالوں پر بال ہیں تو بال نکال دیئے جاتے ہیں۔ صاف شدہ کھالوں کو بہت اچھے چمبک پر سے گزارا جاتا ہے تاکہ دھات کا کوئی ٹکڑا کھال پر لگا نہ رہے۔ پھر سب کے چھوٹے چھوٹے انسانی ہتھیلی کے برابر ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہیں، بعض فیکٹریوں میں کھالوں کو ریزہ ریزہ کردینے کا بھی طریقہ استعمال ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ مشکل سوکھی ہوئی کھالوں سے Collagen الگ کرنے میں ہوتی ہے، گرم پانی میں عرصہ تک رکھنے کے باوجود ان سے Collagen اچھی مقدار میں نہیں نکل پاتا۔

سور کی کھالیں

جلاٹین فیکٹریوں کو سور کی کھالیں جمی ہوئی حالت (Frozen) میں ملتی ہیں تاکہ ان کی تازگی برقرار رہے۔ وقت آنے پر سب سے پہلے ان کو غیر منجمد کیا جاتا ہے۔ سور کی چربی کو کھال سے الگ کرنے کے لئے خشک بھاپ استعمال کی جاتی ہے۔ بھیڑوں کی کھال میں بھی چربی بہت ہوتی ہے اسی لئے اس کا استعمال کم ہوتا ہے، جلاٹین بنانے کے لئے ساری چربی کا نکل جانا بہت ضروری ہے۔

د- تیاری کے طریقے: Collagen کو جیلاٹین بننے کا مرحلہ ابھی بہت دور ہے۔ کھالوں کے ان چھوٹے ٹکڑوں کو چار طریقوں سے مزید Process کیا جاتا ہے۔

۱- Acid Process تیزاب میں ڈال کر صاف کرنے کا طریقہ

۲- Alkali Process الکلی میں رکھ کر صاف کرنے کا طریقہ

۳- Dual soak Process دونوں میں بھگو کر صاف کرنے کا طریقہ

۴- Auto claving Process

ان میں سے کسی ایک یا دو طریقے استعمال کرنے کے بعد Collagen کو منقطر کیا جاتا ہے اور اس کی ساری کثافتوں کو Filter کرنے کے بعد پانی کے جز کو بھاپ بنا کر سکھا دیا جاتا ہے، نیچے دیے ہوئے Diagram میں منقطر کرنے کا ایک طریقہ دکھایا گیا ہے۔
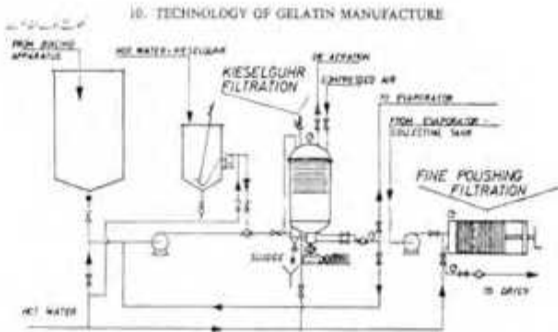
FIG. Flow diagram—gelatin filtration system "Schenk-Filterbau."

(مزید تفصیلات کے لیے The Science and Technology of gelatin (1977) ملاحظہ فرمایئے)۔

تیار شدہ جلاٹین میں نہ تو کسی جانور کی کھال یا اس کا اثر باقی رہا اور نہ ہی یہ پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس جانور کی کھال سے اسے تیار کیا گیا ہے۔ سوکھی ہوئی ہڈیاں تو زیادہ تر ذبح کردہ جانوروں سے برصغیر سے درآمد کی جاتی ہیں۔

جلاٹین غذا کے طور پر اسپتالوں میں عام ہے، یہ تقریباً اتنا ہی ہلکا پھلکا ہوتا ہے جتنا پانی، اور آپریشن وغیرہ کے بعد کئی دن تک صرف جلاٹین ہی مریضوں کو دیا جاتا ہے۔

قائم نظر ہے جو قیاساً کتنی ہی غذائی اور ماکولاتی اشیاء کو حرام کے زمرے میں گردان دیتے ہیں جو
نہ لحم خنزیر ہیں اور نہ شحم خنزیر وغیرہ شراب کا سرکہ بن کر حلال ہو جانے سے کیا یہ اصول اخذ کرنا غلط
ہے کہ نہ کسی شئی کی حرمت اس لئے ہے کہ اس کی اصل کیا تھی، اور نہ ہی یہ کہ اس اصل سے کون
سے اجزاء دوسری اشیاء میں پائے جاتے ہیں، ورنہ انگور (اور دوسری چیزیں جن سے شرابیں
بنائی جا سکتی ہیں) بھی حرام اور پانی بھی حرام ہوتا۔

یونیورسٹی میں حلال و حرام کا کورس پڑھاتے وقت مسائل اور دوسرے مذاہب کے
اصولوں کی بحث سے یہ بات بہت عمل کے سامنے آئی (حوالے کے لئے الکحل پر میرا مضمون دیکھا
جا سکتا ہے) کہ مذہبی حرمت کی بنیاد اصل کے استعمال تک محدود ہے۔ تقلیب ماہیت کے بعد اگر
اصل برقرار نہ رہے تو اس کی حرمت ختم ہو جاتی ہے (چاہے اس کی کراہیت برقرار رہے)۔

بہت سے علماء شراب کی حرمت کا سبب الکحل (Alcohal) قرار دے کر ہر اس چیز کو
حرام قرار دے دیتے ہیں، جس میں الکحل کسی بھی مقدار میں موجود ہو۔ اگر انھیں الکحل کی تعریف کا
علم ہوتا تو شاید وہ اپنی رائے پر نظر ثانی کر لیتے، جب ہم کسی سیب یا انگور کے دانے کو دانتوں سے
کاٹتے ہیں تو الکحل بننا شروع ہو جاتا ہے، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ پھل جس کو دانتوں سے
کاٹتے ہی الکحل بننے کا عمل شروع ہو گیا ہو حرام ہے؟ شراب کی حرمت خامر العقل ہونے کی بناء
پر ہے نہ کہ اس کے اجزاء ترکیبی پر، جب بھی کسی مشروب میں نشہ کم سے کم اس درجہ پر پہنچ جائے
جب وہ خامر العقل ہو جائے تو اس کی حرمت بنیادی طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔

صرف الکحل کو حرمت کی بنیاد قرار دینے سے بہت سے پیچیدہ مسائل پیدا ہو جاتے
ہیں، مثلاً جن کھانوں کے پکانے میں سرخ شراب Red Wine استعمال کی گئی ہو کیا وہ بھی
حرام ہیں؟ (یہ ذہن میں رہے کہ پکاتے وقت سرخ شراب کی الکحل اڑ جاتی ہے)، میری نظر میں
اس کی حرمت سد باب ذریعہ کی وجہ سے ہے، نہ کہ اصل کی وجہ سے، تفصیلات میں جائے بغیر

صرف یہ کہوں گا:

۱- بنیادی عناصر میں تغیر کا مفہوم علم کیمیا، کے ماہرین سے معلوم کیا جائے۔

۲- اسلامی معاشرہ کو سد باب ذریعہ کی بنیاد پر حلت وحرمت کا حق حاصل ہے، انفرادی طور پر اس کا فیصلہ شخصی اختیار پر چھوڑ دیا جائے، جلاٹین، آئس کریم، دہی وغیرہ میں شامل اجزاء اسی ضمن میں آتے ہیں۔

جلاٹین - اور اس کے مآخذ

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز ☆

صدر جلسہ و حاضرین کرام!

جیسا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے بطور سائنس کے ایک طالب علم کے، جلاٹین سے متعلق جو میرے پاس معلومات ہیں جسے میں اکٹھا کر سکا وہ آپ حضرات کے سامنے پیش کروں، یہاں پچھلی تحریر میں آپ کو کولاجین اور جلاٹین دو نام نظر آ رہے ہیں، یہ دونوں نام ایک ساتھ اس لئے ہیں کہ یہ مادّے در حقیقت پروٹین نامی مادّوں کے خاندان کا حصہ ہیں، تمام جاندار کے جسم کو بنانے والے جو اہم ترین مادّے ہیں، ان میں پروٹین ہیں جن کو عموماً اردو میں لحمیات کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی کافی مقدار گوشت میں یعنی لحم میں پائی جاتی ہے۔ اگر ہم انسان یعنی جانور سے حاصل کرنا چاہیں، اور اگر پیڑ پودوں سے حاصل کرنا چاہیں تو دالوں میں ان کی وافر مقدار پائی جاتی ہے، یہ پروٹین کہلاتے ہیں، دوسری چیز کاربوہائیڈریٹ جس کو اردو میں نشاستہ کہا جاتا ہے، تیسری چیز چکنائی ہے، چوتھی چیز پانی ہے، پھر نمکیات ہیں، وٹامنس ہیں، یعنی ترجیحی اعتبار سے جانداروں کے لئے جو سب سے اہم چیز ہے وہ پروٹین ہیں، جو کہ جسم کو بنانے میں ہر جاندار کے لئے ضروری ہیں، چاہے وہ پیڑ پودے ہوں یا جانور ہوں یا انسان ہوں ہر ذی حیات جاندار کا جسم پروٹین سے بنا ہوا ہوتا ہے، یعنی اس کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار پروٹین کی پائی جاتی ہے۔ یہ وہ بنیادی

☆ پرنسپل ذاکر حسین کالج (دہلی یونیورسٹی) نئی دہلی مدیر مجلہ "سائنس" نئی دہلی۔

مادّے تین قسم کے ہیں جن سے ہر چیز بنتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بڑا نمونہ ہے کہ جو بڑا تنوع ہمیں کائنات میں نظر آتا ہے، انواع و اقسام کے پیڑ پودے نظر آتے ہیں، نیچے سے لے کر بڑے تک، سمندر سے لے کر ریگستان تک، اور زمین سے لے کر ہواؤں تک حتیٰ کہ ایسے بھی پودے ہیں جو ہواؤں میں اڑتے ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے ہیں، کیونکہ بہت چھوٹے ہیں، اسی طرح جانوروں میں تنوع ہے، لیکن اس کے باوجود بنیادی طور پر اگر دیکھیں تو یہ جانور، یہ جاندار ان بنیادی مادوں سے مل کر بنا ہوا ہے، کاربوہائیڈریٹ، پروٹین، فیٹ، ایک اور مادہ ہے جو نیوکلیائی مادہ کہلاتا ہے۔ ان مادوں کو بنانے والے عناصر کو اگر دیکھا جاتا ہے، اگر آپ ان کی تفصیل میں جائیں تو مزید حیرت ناک بات لگتی ہے کہ صرف کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائٹروجن، فاسفورس، سلفر، یہ چھ عناصر ہیں، تمام زندہ چیزیں ان چھ عناصر کے مختلف انداز کے مظاہر ہیں، یعنی کسی بھی جاندار کا آپ تجزیہ کریں تو اس کے اندر یہ چھ کے چھ عناصر ہیں، مختلف مقدار میں مختلف مادوں کی شکل میں، تناسب الگ ہے، مادے کی ماہیت الگ ہے، کیفیت الگ ہے، لیکن بنیاد یہی ہے، یعنی اگر کوئی ایسی مشین ایجاد کرے جس سے ہر جاندار کو اس کے عناصر میں تحلیل کر دیا جائے تو ہر تحلیل کے بعد ہمیں کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائٹروجن، فاسفورس، سلفر یہ چھ چیزیں ملیں گی، یہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا قدرت کا نمونہ ہے کہ یہ چھ عناصر جو ہر جگہ پائے جاتے ہیں، مٹی میں بھی موجود ہیں، مٹی کو بھی اگر اٹھا لیجئے اس میں چھ عناصر موجود ہیں، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی خلاقی کا نمونہ ہے کہ وہ اس انداز سے ہر ایک کو ترتیب دیتا ہے کہ زندگی وجود میں آتی ہے اور مختلف شکلیں وجود میں آتی ہیں، یہ اتنا تنوع نظر آتا ہے۔ تو یہ پروٹین کا وہ خاندان ہے جس کے دو رکن یہ ہیں کولاجن اور جلاٹین، ان کا نام ایک ساتھ اس لئے لکھے ہیں کیونکہ جلاٹین کی تیاری کے لئے بنیادی طور سے کولاجین کو استعمال کیا جاتا ہے، تو چونکہ جلاٹین کے بنانے میں کولاجین کا استعمال ہوتا ہے، یہی وہ خام مال ہے جس سے جلاٹین بنتا ہے، اس لئے

کولاجین کے اوپر ہم غور کریں گے کہ کولاجین ہے کیا، تو جیسا میں نے آپ سے عرض کیا کہ پہلا نقطہ یہ ہے اور اسے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ کولاجین کا تعلق پروٹین کے خاندان سے ہے جس کی میں نے تھوڑی سی وضاحت کر دی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کولاجین ریشے کے پروٹین کے زمرے میں آتا ہے، پروٹین کی مختلف شکلیں ہیں، کچھ پروٹین وہ ہیں جو ہمارے جسم میں خامرے بناتے ہیں، جس کو انگریزی میں اینزائمس (Enzymes) کہا جاتا ہے، یہ وہ مادے ہیں جو ہر طرح کا کیمیائی عمل ہمارے جسم میں کراتے ہیں، جس میں ہاضمے کا نظام بھی شامل ہے، دوسرے پروٹین وہ ہیں جو ساخت بناتے ہیں یہ ریشے والے پروٹین ہوتے ہیں یہ وہ پروٹین ہیں جو ہمارے پٹھوں میں پائے جاتے ہیں، گوشت کو آپ دیکھیں، مسلس (Muscles) کو دیکھیں، یہ ریشہ والا پروٹین ہے، تو کولاجین کا خاندان اسی ریشے والے پروٹین کے زمرے میں آتا ہے۔

تیسرا نقطہ یہ ہے کہ جو ریڑھ دار جانور ہیں یعنی وہ تمام جانور جن کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہیں ان کے جسم میں موجود کل پروٹین کا ایک تہائی کولاجین ہوتا ہے، یعنی اگر کسی جاندار کے جسم میں ساٹھ کیلو پروٹین ہے تو اس میں بیس کیلو کولاجین ہوگا، اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جانوروں کے جسم میں کتنے وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، اور اس کی وجہ بھی صاف ہے کیونکہ یہ ریشے دار پروٹین ہیں جو جسم کی ساخت اور بناوٹ میں شامل ہے، اس لئے اس کی مقدار نسبتاً زیادہ ہے، یہ وجہ بہت اہم ہے کہ کولاجین سے کیوں جلاٹین بنائی جاتی ہے؟ اور ہمیں اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ جلاٹین ایک تجارتی مادہ ہے ایک کمرشیل پروڈکٹ ہے، جس کو بنانے والا یا کسی بھی مال کو بنانے والا یا کوئی کاریگر تو یہ جانتا ہے کہ خام مال کو کہاں سے اٹھاتا ہے اور اس سے جو چیز میں بناؤں گا اس میں منافع مجھے کتنا مل سکتا ہے، اس لئے کوشش یہ ہوتی ہے کہ خام مال سستا کہاں سے حاصل کیا جائے، اب اس میں یہ ہے کہ اگر ایمانداری کا اصول اس کے

یہاں شامل ہے وہ موٴمن ہے تو وہ سستا مال جب لینا چاہے گا تو اس کے لئے اس کی تو اپنی میں کچھ جواز نہیں کرے گا، یعنی گھٹیا مال نہیں اٹھائے گا، بلکہ ارزاں مال کی تلاش کرے گا جس کی ارزانی کی وجہ دوسری ہو اس کی ایک وجہ اس کا وافر مقدار میں ہونا ہو سکتی ہے، کہ جو چیز وافر مقدار میں پائی جاتی ہے وہ ارزاں ہوتی ہے، حالانکہ اس کی وجہ سے کبھی کبھی ناقدری بھی ہوتی رہتی ہے، پانی بڑی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، اور ارزاں ہے لیکن ہم میں سے اکثر اس کی قدر نہیں کرتے، تو یہ وافر مقدار میں پایا جانے والا پروٹین ہے اس لئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے، اس تجارت میں اس انڈسٹریل پروڈکٹ میں اس کو بیچتے ہیں، کیونکہ یہ خام مال بہت عام ہے، یہ سستا مل جاتا ہے۔

چوتھا نقطہ یہ ہے کہ جانور کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار اسی پروٹین کی پائی جاتی ہے۔ ہمارے جسم میں بھی سب سے زیادہ مقدار اسی پروٹین کی ہوتی ہے، یہ اونٹ کے جسم میں بھی ہوگا ہاتھی کے جسم میں بھی ہوگا، گائے کے جسم میں بھی، ہر ایک جانور کے جسم میں سب سے زیادہ پروٹین کولاجین ہوگا۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ اس کے ریشے لیس دار ہوتے ہیں۔ یہ پانی میں نہیں گھلتے ہیں اور ناقابل ہضم ہوتے ہیں، اس کو آپ اس طرح سمجھائیں کہ اگر قصاب کی دکان پر آپ گوشت کو دیکھیں تو جن چیزوں سے گوشت ہڈی سے جڑا رہتا ہے، وہ سفید لسلسا سا مادہ جو بہت سخت ہوتا ہے، یہی وہ مادے ہیں جسے کولاجین کہا جاتا ہے، خاص طور سے جو لوگ پائے کھانے کے شوقین ہیں، وہ بھینس کے پائے کھاتے ہیں، تو پائے کے ساتھ بھی سفید حصہ آتا ہے لمبا سا جس کو ہم قصائی سے ذرا سی چوٹ لگوا کے کروا لیتے ہیں تاکہ گلنے میں آسانی ہو جائے۔ یہ پانی میں نہ صرف گھلتے نہیں ہیں بلکہ ہضم بھی نہیں ہو سکتے، اگر چہ ان کو بہت زیادہ نرم نہ کیا جائے پکایا نہ جائے، اس لئے جب پائے پکائے جاتے ہیں تو ان میں یہ چیز سب سے دیر میں گلتی ہے اور اگر اس کو قصائی

سے چوٹ نہ لگوائیں تو یہ پورا انگوٹھا الگ ہو جاتا ہے اور انگلی ٹوٹنے کا ڈر نہیں، بہت سخت بناوٹ ہوتی ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ بھی دیگر پروٹین کی طرح یہ بھی امینو ایسڈز سے بنتا ہے، اب یہاں نقطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات میں جو مادّے ہیں وہ کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے، جو بڑے مادّے ہیں ان کی اکائی چھوٹی ہیں کچھ بڑے، جو بڑے مادّے ہیں ان کی اکائی چھوٹے مادے ہوتے ہیں، یعنی آپ ایسے سمجھ لیجئے کہ کوئی مادہ ایسا ہے جو گلاس کی طرح ہے تو وہ تو ایک اکائی ہے، کوئی مادہ ہے جو ریل گاڑی کی طرح اتنا بڑا ہے، تو وہ ظاہر ہے ڈبوں سے مل کر ریل گاڑی بنتی ہے اس میں ایک انجن بھی لگتا ہے، تو جس طرح ڈبے مل کے ایک ریل گاڑی بناتے ہیں، اسی طرح جو بڑے مالیکیول، بڑے سالمے ہیں، ان میں چھوٹے چھوٹے سالمے بہت زیادہ ہوتے ہیں، پروٹین کے سالمے جن کا میں نے ذکر کیا ہے جسامت کے اعتبار سے بہت بڑے ہوتے ہیں، تو ان کو بنانے والی جو بنیادی اکائی ہے اسے امینو ایسڈ کہا جاتا ہے، اس کو اردو کی کتاب میں امنی ترشا بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ تیزاب کو ترشا کہا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ ترش ہوتا ہے تو امینو ایسڈ وہ بنیادی مادہ ہے جس سے مل کر پروٹین بنتا ہے، جس طرح ایک عمارت اینٹ سے مل کر بنتی ہے۔

اگلا نقطہ جو نسبتاً اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے میں یہ عرض کردوں کہ امینو ایسڈ قدرتی طور پر بیس طرح کے پائے جاتے ہیں، ان بیس امینو ایسڈز میں دس امینو ایسڈز وہ ہیں جن کو ہم لازمی امینو ایسڈ کہتے ہیں، جو ہر جاندار کی صحت کے لئے بڑے ضروری ہیں، ہمارے لئے بھی بہت ضروری ہیں، ہم جو پروٹین کھاتے ہیں گوشت کی شکل میں، دودھ میں یا دالوں میں ان میں مختلف قسم کے امینو ایسڈ ملتے ہیں، اسی طرح جو امینو ایسڈ کا تناسب گوشت میں ہے وہ ارہر کی دال میں نہیں ہے، جو ارہر کی دال میں ہے وہ مونگ کی دال میں نہیں ہے، وہ گوشت میں بھی نہیں ہے، اسی لئے پروٹین لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ہر طرح کی نعمت سے استفادہ کریں، صرف گوشت پر مرکوز نہ رہیں بلکہ دال سے، راجمہ سے سویابین سے

ہر طرح کا پروٹین لیں، تا کہ ہر طرح کا امینو ایسڈ ہمارے جسم میں پہنچے اور ہمیں وہ قوت وغذائیت عطا کرے جس کے لئے اللہ تعالی نے اس شئی کو پیدا کیا ہے۔

ان بیس امینو ایسڈس میں سے کچھ امینو ایسڈس ایسے ہیں جو خصوصاً اس میں پائے جاتے ہیں، اس میں دو ایسے ہیں جن کا نام گلائسین اور ایلینین ہے کہ ان کی غیر معمولی مقدار کولاجین میں پائی جاتی ہے، یعنی جتنی مقدار کولاجین میں گلائسین اور ایلینین نام کی امینو ایسڈ کی پائی جاتی ہے اتنی مقدار کسی اور پروٹین میں نہیں پائی جاتی ہے، یعنی یہ ان کا ایک انفرادی وصف ٹھہرا، نمبر ا کولاجین کا پہلا انفرادی وصف یہ ہے کہ ان کے اندر گلائسین اور ایلینین نام کے امینو ایسڈ نسبتاً زیادہ پائے جاتے ہیں، دوسری امتیازی خصوصیت جو صرف کولاجین کے ساتھ خاص ہے وہ یہ ہے کہ اس میں پرولین نامی امینو ایسڈ کی مقدار زیادہ ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ اس میں ہائیڈروکسی پرولین نامی امینو ایسڈ پایا جاتا ہے، یعنی ان بیس امینو ایسڈس میں سے ایک امینو ایسڈ ہے ہائیڈروکسی پرولین، یہ صرف اور صرف کولاجین میں پایا جاتا ہے اور کہیں نہیں پایا جاتا ہے، اس سے اس پروٹین کی کچھ خصوصیات واضح ہو جاتی ہیں۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ امینو ایسڈ صرف کولاجین اور الاسٹین نامی دوسرے ریشے دار پروٹین میں پائے جاتے ہیں، میں نے آپ کے سامنے کولاجین کا ذکر کیا، الاسٹین ریشے دار پروٹین کی دوسری ایک قسم ہے، یہ نسبتاً کم سخت ہوتی ہے اور اسے آپ اس طرح سمجھیں کہ یہ کھال کا جزء ہوتی ہے، ہماری کھال نسبتاً کم سخت ہے، بہ نسبت ان ریشوں کے جن کو رباط یا انگریزی میں ٹینڈن کہا جاتا ہے، جس میں کولاجین کی اکثریت ہوتی ہے، تو کولاجین کی انفرادیت یوں ابھر کے آئی کہ اس میں ہائیڈرکسو پرولین پایا جاتا ہے جو کہیں نہیں پایا جاتا، پرولین کی مقدار کافی زیادہ ہے، اور گلائسین اور ایلینین کی غیر معمولی مقدار اس میں پائی جاتی ہے، اس کی وجہ سے اس پروٹین کی ایک انفرادی حیثیت بن جاتی ہے، اور جب تک یہ انفرادی حیثیت اس کی قائم ہے، یہ پروٹین

اس شکل میں قائم ہے کہ جب یہ پروٹین ختم ہوتی ہے تو کولاجین نہیں رہتا ہے۔ کسی اور شکل میں چلا جاتا ہے جو بھی کیمیائی ساخت اس کو دی جاتی ہے، قدرتاً یا مصنوعی طور سے۔ پھر کولاجین کے وجود کے بارے میں ذکر کیا جائے کہ وہ کہاں پائے جاتے ہیں؟ تو وہ جانوروں کے بہت طرح کے رباط جسے انگریزی میں ٹینڈن (Tendon) کہا جاتا ہے، ان میں، کھال کے ریشوں میں، خون کی نسوں میں، ہڈی میں اور نرم ہڈی میں، ایک ہڈی سخت ہوتی ہے اور ایک ہڈی نرم، جس سے ہمارے کان اور ناک بنے ہیں، جس کو انگلش میں کارٹیلج کہا جاتا ہے، عام اردو میں کرکری ہڈی کہا جاتا ہے، یہ ہر جانور میں پائی جاتی ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ ہائیڈروکسی پرولین کی وجہ سے ان میں سختی سی ہوتی ہے، اسی لئے یہ بات نوٹ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اسی میں یہ وصف رکھنا تھا اس لئے ہائیڈروکسی پرولین صرف کولاجین کو دیا کیونکہ سختی چاہئے تھی جو اس ڈیمو ایسیڈ کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے ان کے اندر یہ پروٹین رکھا گیا۔

اگلا نقطہ یہ ذہن میں رکھنے کا ہے کہ دوسرے ریشہ دار جو پروٹین ہیں جیسے الاسٹین اس میں کولاجین کی مقدار کم ہوتی ہے، یہ نرم ہوتا ہے، کھینچا جا سکتا ہے، یہ کھال، خون کی نسوں وغیرہ میں پایا جاتا ہے جیسا کہ میں نے آپ سے ابھی عرض کیا، یعنی ریشے دار پروٹین اس زمرے میں دو ہو گئے، ایک الاسٹین ایک کولاجین، الاسٹین خصوصی طور سے کھالوں میں اور نسوں میں پایا جاتا ہے کیونکہ اس میں کھینچاؤ ہوتا ہے، الاسٹین کا لفظ ہی الاسٹک سے بنا ہے یعنی وہ چیز جسے کچھ کھینچا جا سکے، الاسٹک ایسا وصف ہے جس میں یہ صلاحیت وطاقت ہوتی ہے کہ اس سے کوئی چیز کھینچی جائے تو وہ کھنچ جائے اور جب اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ واپس آجائے، الغرض دو طرح کے مادے ہیں ایک کولاجین ہے جس میں سختی زیادہ ہے، اس سختی کی زیادتی کی وجہ سے ہائیڈروکسی پرولین کی خصوصی موجودگی، دوسرا ریشہ دار مادہ ہے الاسٹین، اس میں نسبتاً یہ کھینچاؤ اور یہ سختی کم ہے،

یہاں ایک تصویر ہے جو مائیکروسکوپ سے لی گئی ہے، یہ ٹوٹی ہوئی ہڈی ہے۔ اس کے اندر کیسی ساختیں دکھتی ہیں، اس کی مزید وضاحت یہاں پر ہوتی ہے یہ شکل کی مدد سے دکھایا گیا ہے کہ یہ لمبی لمبی شکل جو رسی کی طرح دکھتی ہے یہ کولاجین ہے، اس لئے "کولاجین فائبرز" لکھا ہوا ہے یعنی کولاجین کے ریشے اور دھاگے، ان کے بیچ میں جو مادے ہیں یہ دوسرے مادے ہیں جن سے سردست ہمیں سروکار نہیں ہے، یہ اس طرح کے ریشے ہیں، اس کی شکل بالکل ہی طرح ہے کہ جب ہم RCC کی چھت ڈالتے ہیں تو لوہے کا جال بچھاتے ہیں، آگے اس کی ایک اور تصویر ہے جس سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ جال بنانے کے بعد اس میں دوسرے مادے اللہ تعالیٰ بھر دیتا ہے جس کی مدد سے ان میں مضبوطی اور سختی آتی ہے۔ اس پروٹین کے ریشے نہایت باریک لائنوں پر مشتمل ہوتے ہیں، جن کو فائبر کہا جاتا ہے، دیکھئے تصویر میں یہ جو ایک باریک دھاگا نظر آرہا ہے یہ فائبر کہلاتا ہے، یہ باہم بہت سارے مل کے دو ریشہ بناتے ہیں جس سے مل کر پھر یہ ربط بنتا ہے، یعنی کئی درجے ہیں اس کے، استحکام کے، تنظیم کے یا آرگنائزیشن کے۔ پہلے جو ہمیں نظر آتا ہے وہ ربط ہے، اس کے بعد اس میں باریک ریشے ہیں، اس کے بعد ان کو بنانے والے مزید باریک ریشے ہیں، اس میں دیکھئے کہ کتنی دلچسپ باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اتنی مضبوطی دی ہے کہ یہ اپنے وزن سے دس ہزار گنا زیادہ وزن برداشت کرسکتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت اور حکمت ہے، یہی وہ قوت ہے جو ہماری مسلز میں ہے، جو چیز کو تھامتی ہے، خود ہمارا وزن تھامتی ہے، جب ہم چلتے ہیں تو ہمارے وزن کو سہارا دیتی ہے، چلنے کے دوران ان مسلز کے اندر ہزاروں قسم کے عملات ہو جاتے ہیں۔ ہمیں صرف یہ لگتا ہے کہ ہم استحکام کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یا چل رہے ہیں، یا لڑکھڑائے تو سنبھل گئے، اس میں ہزاروں قسم کے پروٹین، کتنے کھنچے کتنے سکڑ گئے، کیا کیا کیمیائی عمل ہو گئے، ہمیں نہیں سمجھ میں آتا۔

گا نقطہ یہ ہے کہ یہ مضبوطی میں اسٹیل کے تار سے زیادہ پائیدار اور مضبوط ہوتے ہیں۔

یعنی یہ ریشہ جو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے یہ اسٹیل سے زیادہ پائیدار ہے اور یقیناً کبھی اسے زنگ نہیں لگتا، ہاں ایک زنگ لگتا ہے وہ یہ کہ جب چالیس سال سے اوپر ہوتے ہیں تو جوڑوں میں اور گھٹنوں میں درد، اکڑن شروع ہوجاتی ہے، جس کا شکار آج میں ہوں، اس کی خاص وجہ یہ ہوتی ہے کہ کولاجین میں کیمیائی تبدیلیاں آنے لگتی ہیں اور اس کی سختی بڑھنے لگتی ہے، اور یہ کھنچنے والے مادے کی شکل میں جس کو ہم جل کہتے ہیں، نازک ہونے لگتا ہے، جس سے اس میں ٹوٹ پھوٹ ہونے لگتی ہے اور سختی بڑھتی ہے، اب اس کے پیچھے مختلف وجوہات ہیں کیونکہ یہ رباط جسم میں جن حصوں میں پائے جاتے ہیں، ان کے اردگرد کے ماحول پر مادے اثرانداز ہوتے ہیں اور ان کی سختی کے اوپر بھی، وہ مادے مختلف لوگوں میں مختلف وجوہات سے الگ الگ شکل اختیار کرتے ہیں، وہ ایک پورا الگ موضوع ہے۔ یہ خوردبین مائیکرواسکوپ کی مدد سے لی گئی ایک تصویر ہے، کہ حقیقتاً یہ ریشے کیسے نظر آتے ہیں، بالکل رسیوں کی مانند ہیں، اور یہ تقریباً ایک لاکھ گنا بڑی کی گئی تصویر ہے جب یہ شکل ہمیں نظر آئی، یعنی الیکٹرون مائیکرواسکوپ جس کو الٹرا ایک خوردبین کہا جاتا ہے، اس کی مدد سے اس شکل کو دیکھا گیا ہے، کہ کولاجین کے ریشے کس انداز کے ہوتے ہیں۔

اگلا نقطہ نوٹ کرنے کا یہ ہے کہ کولاجین میں جو امینو ایسڈ پائے جاتے ہیں ان میں غذائیت بہت کم ہوتی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غذائیت کے لئے جو اہم امینو ایسڈز ہیں وہ اس میں نہیں پائے جاتے، یعنی غذائی نقطہ نظر سے کولاجین کی ویلیو یا قدر تقریباً صفر ہے، کولاجین کے باریک ریشے یعنی فائبرز جن اجزاء سے مل کر بنتے ہیں، ان کو ٹروپوکولاجین کہا جاتا ہے، یہ ایک اور اصطلاح ہے جس کی وضاحت اگلی شکل میں ہوجائے گی، میرے خیال میں وہ شکل دیکھ لیں، پھر وضاحت ہوگی، دیکھئے ہم نے وہاں پہلے ریشہ دیکھا تھا، اس باریک ریشے کو یہاں پر مزید بڑا کیا گیا ہے، یہ جو سب سے نیچے رسی آپ کو دکھتی ہے اس میں آپ دیکھیں گے جیسے رسی بٹی ہوئی ہے جس میں لال، ہرا اور نیلا تین رنگ کے ریشے شامل ہیں، جیسے تین یہاں

الگ الگ آتے ہیں، ان تینوں ریشوں کو بٹ کے وہ بڑا ریشہ تیار ہوتا ہے جس سے بڑا ریشہ
بنتا ہے اور اس بڑے ریشے سے دوبارہ بنتا ہے۔ اس کی تفصیل میں آپ جائیں تو یہ چھوٹا سا اس کا
حصہ وہاں پر بڑا کر کے دکھایا گیا ہے اور یہاں پر یہ مالیکیول جو پورا ٹروپوکولاجین کہلاتا ہے، اور
اس کی مزید بڑی تصویر دیکھیں تو اس طرح کے سالمے اس میں نظر آتے ہیں، جس میں یہ اس کا
گول سر ہے اور لمبا جسم ہے، یہ دوسرا گول یعنی ایک طرح سے سیدھے ہتھوڑے کی سی شکل ہے۔
جس ساخت میں یہ جسم کے اندر پائے جاتے ہیں، اسی شکل میں میں نے اس بات کی وضاحت
کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ پروٹین آخر جسم میں بنتے کس طرح ہیں، ان پروٹین کی تیاری کیسے
ہوتی ہے، اس کے لئے کچھ قدرتی اجسام پائے جاتے ہیں، ہر سیل میں ہمارے جسم میں، بلکہ
ہر جاندار کے جسم میں، جن کو رائبوزوم کہا جاتا ہے، اور جو اوپر آپ کو شکل نظر آرہی ہے یہ، رائبوزوم
بہت چھوٹے ذرے ہوتے ہیں سیل کے اندر ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ مختلف امینو ایسڈز
کو ایک خاص ترتیب میں جوڑ کر پروٹین بنا دیتے ہیں، یہاں امینو ایسڈز کو جوڑ کر پروٹین بنانے
کا عمل بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ حروف کو اکٹھا کر کے ہم لفظ کی تشکیل کرتے ہیں، کہ الف اور ب کو
ملایا تو اب بن گیا، اور ت اور کاف ملایا تو اب تک ہو گیا، لیکن ان سے جتنے الفاظ بنے آپ
دیکھیں ڈکشنری بھری پڑی ہے، یعنی لاکھوں کروڑوں ان کی ترتیب تیار کی جا سکتی ہے، اسی طرح
ان بیس امینو ایسڈز کو الٹ پلٹ کر کے لاکھوں کروڑوں طرح کے پروٹین تیار کئے جا سکتے ہیں،
اور یہاں پر کولاجین کی تیاری کا عمل دکھایا گیا ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ کولاجین کو تحلیل کر کے جلاٹین بنائی جاتی ہے، اس تحلیل کو
ہائیڈرولائسس کہتے ہیں، یعنی تحلیل کا وہ خاص عمل جس میں پانی کا استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ
لائسس کا مطلب ہے توڑنا اور ہائیڈرو کا مطلب ہے پانی، یعنی پانی کی مدد سے کسی چیز کو تحلیل
کرنا، یہ عمل تیزاب اور الکلی، دونوں کی مدد سے کیا جا سکتا ہے، دونوں طریقے استعمال کئے جاتے

ہیں کولاجین کو گلا کر اور تحلیل کر کے جلاٹین بنانے کے لئے جانور کی ہڈیاں یا کھال وغیرہ ایک بڑے برتن میں تیزاب میں ایک مخصوص مدت کے لئے ڈال دی جاتی ہیں، یہ مخصوص مدت کمپنیوں کا ایک تجارتی راز ہے اس کو ٹریڈ سیکریٹ کہا جاتا ہے، کیونکہ جتنا یہ استحالہ سے گذریں گی اتنی ہی تحلیل ہوں گی، اتنے ہی کوالٹی میں فرق پڑتا ہے، الکلی عمل دوسرا اور روایتی طریقہ ہے جس میں باقاعدہ ایک طرح سے چونے کی کنڈیاں بنائی جاتی ہیں، گڈھے اور بڑے بڑے ٹینک استعمال ہوتے ہیں، اس میں چونے کے پانی میں ہڈیوں کو ساٹھ دن کے لئے ڈال دیا جاتا ہے، کھال کو سوڈا کاسٹک کے سولوشن میں کم مدت کے لئے رکھا جاتا ہے، بعد ازاں ان کو دھو کر الکلی کے اثر کو زائل کیا جاتا ہے، یہ عمل دونوں میں کیا جاتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کو یعنی کھال اور ہڈی کو تیزاب سے گلائیں یا الکلی سے گلائیں، گلانے کا عمل مکمل ہونے کے بعد ان کو دھویا جاتا ہے، تاکہ تیزابیت اور الکلی کا اثر زائل ہو جائے، اس کے بعد تیزاب یا الکلی کے مراحل سے گذرے ہوئے ان اجزاء سے گرم پانی کی مدد سے جلاٹین کا محلول یا گھول تیار کیا جاتا ہے، جس میں چار سے سات فیصد جلاٹین ہوتی ہے، یعنی بہت ہی ڈائلیوٹ یا کم قوت کا محلول یا سولوشن جس میں جلاٹین کا ملتا ہے، اس کو چھان کر صاف کر کے خالص کیا جاتا ہے، جس میں پھر ۱۵ سے ۳۰ فیصد تک جلاٹین ہوتی ہے، اس کو خشک کر کے پوڈر کی شکل میں تیار کر لیا جاتا ہے۔

کا نقطہ یہ ہے کہ جلاٹین کی ظاہری ساخت، شکل، رنگت، ذائقہ، بو ہر چیز کولاجین سے مختلف ہوتی ہے، کیوں کہ کیمیائی عمل سے گذرنے کے بعد وہ تحلیل ہونے کے بعد ایک نئی چیز وجود میں آتی ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ جلاٹین ایک الگ قسم کا کیمیائی مادہ اور پروٹین ہے جو کولاجین سے مختلف ہے، یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ جلاٹین کا مادہ اور جلاٹین بالکل الگ چیز ہے، کولاجین کے مقابلہ میں اور اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ جلاٹین کتنی نرم ہوتی ہے اس کا اندازہ ان لوگوں کو ہوگا

جنہوں نے وہ آئس کریم کھائی ہو جس کو کون میں رکھ کر دیا جاتا ہے، جس کو سافٹی کہا جاتا ہے، سافٹی آئس کریم جس کو بچے بہت شوق سے کھاتے ہیں، اور ہم میں سے بہت سے حضرات نے کھائی ہوگی، وہ اتنی نرم ہوتی ہے کہ اس میں ہونٹ یا زبان لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی سیدھے اندر چلی جاتی ہے، اس میں یہ پھولا پن جس کو فلافینس کہتے ہیں، وہ جلاٹین کی وجہ سے آتا ہے، کہاں یہ مادّہ اور کہاں وہ کولاجین کہ جو نہ گلتا ہے اور نہ پانی میں ہضم ہو سکتا ہے، جب کہ یہاں اس کی ساخت بالکل بدل گئی ایک دوسری چیز وجود میں آگئی، کہ وہ کولاجین تھا یہ جلاٹین ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ کولاجین میں پائے جانے والا کوئی بھی مخصوص مادہ جلاٹین میں نہیں ہے، یعنی اس کی ہائیڈروکسی پرولین یا پرولین یا ان کی مقداریں زیادہ ہونا، گلائسین اور الینین کی جو خصوصیت تھی وہ جلاٹین میں نہیں پائی جاتی، کیوں کہ یہ سائنسی اصول ہے کہ تبدیلیاں کائنات میں دو طرح کی ہوتی ہیں: ایک کو ہم ظاہری تبدیلی کہتے ہیں یعنی فزیکل چینج جس میں چیز اپنی ظاہری شکل بدلتی ہے لیکن اس کی کیمیائی شکل، ساخت، تاثیر، خواص، خاصیت وہی کی وہی رہتی ہے، مثال کے طور پر پانی کا جم کر برف بن جانا، برف کا پگھل کے پھر پانی بن جانا، پانی کا بھاپ بننا، بھاپ کا تبخیر کے عمل سے واپس پانی بن جانا، یہ طبعی تبدیلیاں ہیں، اس تبدیلی سے گذرا ہوا مادہ اپنی خاصیت قطعاً نہیں بدلتا، اس کے برخلاف دوسری تبدیلی کیمیائی تبدیلی ہے، اس کا پہلا اصول یہ ہے کہ اس تبدیلی کے لئے جو خام مال استعمال کیا جاتا ہے، تبدیلی کے بعد اس کی خاصیت، بناوٹ، ہر چیز خام مال سے بالکل الگ ہوتی ہے، مثال کے طور پر ہرے پودوں میں قدرتاً جو ضیائی تالیف کا عمل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہرے رنگ میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ شکر سازی کرتا ہے اور گلوکوز بناتا ہے یہ گلوکوز کاربن ڈائی اکسائیڈ اور پانی کے ملنے سے بنتا ہے، کاربن ڈائی اکسائیڈ اس وقت ہوا میں موجود ہے، پانی بھی موجود ہے، لیکن یہاں وہ میکنزم نہیں ہے، اس لئے یہاں کاربن ڈائی اکسائیڈ اور پانی مل کر گلوکوز نہیں بنے گا، تو پانی اور کاربن ڈائی

اکسائیڈائز کر گلوکوز بنانا ایک کیمیائی عمل ہے، کیوں کہ گلوکوز میں نہ کوئی خاصیت کاربن ڈائی آکسائیڈ کی ہے نہ پانی کی، یہ ایک الگ کیمیائی مادہ ہے، تو کیمیائی تبدیلی وہ تبدیلی ہے جس کے نتیجے میں بننے والی چیز اس چیز سے یکسر مختلف ہوتی ہے جس سے وہ بنی ہے، اسی طرح جلاٹین سازی ایک کیمیائی عمل ہے لہذا جلاٹین کولاجین سے یکسر مختلف چیز ہے۔

اصلاح / ترمیم بقلم خود

محمد اسلم پرویز

۱۵ راگست ۲۰۰۸ء

جلاٹین اور اس کے حصول کے ذرائع

ڈاکٹر اصغر علی☆

جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک Product ہے جو کہ جانوروں کی آنتوں، ہڈیوں اور کھالوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوتا۔

جلاٹین حاصل ہونے کے ذرائع عام طور سے جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں جس میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے جس سے عام طور پر Hard Capsule بنتے ہیں۔

جلاٹین بنانے کے مختلف طریقے

۱- سوکھی ہوئی ہڈی یا کھال کو صاف کرنے کے بعد اس کو 5% Hcl (ایک طرح کے تیزاب) میں دس سے پندرہ دن تک رکھتے ہیں، جو ایک کیمیکل کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے Dicalcium Phosphate کہتے ہیں پھر اس کیمیکل کو 10% Lime (چونا) میں چار سے آٹھ گھنٹے تک رکھتے ہیں اس کے بعد چونے سے نکال کر اس کو گرم پانی میں ڈالتے ہیں پھر اس کو ٹھنڈا کر کے خشک کرتے ہیں اور اس کی نمی کو اڑانے کے بعد پیس کر جلاٹین بناتے ہیں۔

۲- بچھڑے کی کھال کو دھو کر 10% Lime چونا میں چھ سے بارہ گھنٹے تک رکھتے ہیں

☆ جامعہ ہمدرد، دہلی۔

پھر چونے سے نکال کر اس کو گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں، پھر مندرجہ بالا پہلے طریقہ کے مطابق جلاٹین بنا لیتے ہیں۔

۳۔ خنزیر کی کھال کو صاف کر کے دو تا (تیزاب) 1-5% Hcl میں دس سے تیس گھنٹے تک رکھتے ہیں پھر تیزاب سے نکال کر گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں پھر مندرجہ بالا طریقہ سے جلاٹین حاصل کرتے ہیں۔

استعمال:

میڈیکل میں جلاٹین عام طور پر کیپسول بنانے میں استعمال ہوتا ہے اس سے نرم اور سخت دونوں قسم کے کیپسول بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پیسٹ، Passied, Coffee سرکہ کے بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے، نیز مصنوعی جوس میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

الکحل اور اس کی مختلف شکلیں

ڈاکٹر اصغر علی ☆

الکحل کی کئی قسمیں ہیں جس میں دو مشہور ہیں:

۱-میتھ ئیل الکحل

۲-ایتھائیل الکحل

جس میں صرف ایتھائیل الکحل ہی کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، جو دماغ اور اعصاب کو خاص طور پر متاثر و معطل کرتا ہے جس کی وجہ سے یادداشت، توجہ اور فیصلہ کی قوت ختم ہو جاتی ہے، اس کا لگاتار استعمال، بے خوابی اور نفسیاتی طور پر معذوری کو پیدا کرتا ہے، مرکزی اعصابی نظام کے علاوہ اس کے اثرات پھیپھڑوں، عضلات اور معدہ، جگر، گردوں پر بھی ہوتے ہیں۔ ہومیو دوائیں جو مقوم ہوتی ہیں ان میں الکحل کا استعمال ضروری نہیں ہے البتہ وہ الیم کی وجہ سے تقویم کا اثر رکھتی ہیں نہ کہ الکحل کی وجہ سے۔

الکحل کی مختلف شکلیں ہیں

جن میں وہسکی، رم، برانڈی، الکسٹرینائیز، پروف اسپرٹ، ٹنکچر یعنی بیئر، اسپرٹ، شیمپین وغیرہ معروف ہیں۔

☆ جامعہ ہمدرد، نئی دہلی۔

الکحل کا استعمال خاص طور پر دواؤں کو گھولنے کے لئے ہوتا ہے چونکہ اس کا اثر جلد پر ٹھنڈا ہوتا ہے اس لئے بخار، اور درد کو کم کرنے کے لئے اس کا استعمال زیادہ ہوا کرتا ہے، کھانسی کے شربت میں بھی اس کا استعمال ہوا کرتا ہے۔

سمیت اور زہر کو ختم کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے خون سے Anil Body کے ٹیکے بنائے جاتے ہیں، لیکن دواؤں میں خون کا استعمال نہیں ہوتا۔

نہیں ہوتی، جیسا کہ قرص (ٹکیہ / ٹیبلٹ) بنانے کے لئے ہوتی ہے۔

کیپسولس کا استعمال بالعموم بہت تیزی سے حل ہونے والے کیمیائی مادوں، مثلاً پوٹاشیم کلورائڈ، پوٹاشیم برومائڈ یا امونیم کلورائڈ وغیرہ کو بھرنے کے لئے نہیں کیا جاتا ہے، کیونکہ معدے میں ان دواؤں کے بہت تیزی اور بہت جلد داخل ہونے سے طبیعت اور معدے میں گرانی ہوسکتی ہے۔

کیپسولس میں بڑھنے والے اور پگھلنے پانی جذب کرنے والے مادوں کو نہیں بھرنا چاہئے، کیونکہ بڑھنے والے مادوں کے باعث کیپسولس نرم ہوسکتے ہیں جب کہ پگھلنے پانی جذب کرنے والے مادوں کی موجودگی کے باعث کیپسولس خشک ہو کر کمزور ہوسکتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں۔ بعض اوقات کیپسولس میں موجودگی کو برقرار رکھنے کے لئے دواؤں کے مخلوط میں جامد روغن کی ایک قلیل مقدار ملا دی جاتی ہے۔

کیپسولس کی تیاری میں استعمال ہونے والا خام مال

ایک دوسرے میں پیوست ہونے والے دو ٹکڑے کیپسولس (Telescopic) عموماً طور پر جلاٹین سے بنائے جاتے ہیں جن کی تیاری میں منظور شدہ رنگوں، غیر شفاف بنانے والے مادوں، چکنانے والے مادوں اور محفوظ رکھنے والے مادوں کی قلیل مقدار بھی استعمال کی جاتی ہے۔ کیپسولس میتھائل سیلولوز، پولی وینائل الکحل اور ہائیڈروجنیٹڈ جلاٹین سے تیار کئے جاتے ہیں تاکہ یہ آسانی معدے میں حل ہوسکیں۔ ان کی تیاری کے لئے جلاٹین کے محلول میں اسٹیل سے بنی مولڈ پن ڈالی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے طریقے سے بھی کیپسول بنائے جاسکتے ہیں، مثلاً جلاٹین کے محلول کو شکل دے کر پن (ٹیکی ٹیکل نما چھڑ) مشین کا استعمال کرنے کا کیپسول بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

جلاٹین ایک مختلف العناصر مادہ ہے جو کہ جانوروں کے کیمیائی عوامل سے گزر کر (Collagen) کی مدد سے بنایا جاتا ہے اور یہ کہیں بھی قدرتی طور پر نہیں پایا جاتا ہے۔ اس کی کیمیائی اور طبیعیاتی خصوصیات براہ راست جانوروں کے (Vcollagen) اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیائی مادوں وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں۔ (Collagen) کو حاصل کرنے کا بنیادی ماخذ جانوروں کی ہڈیاں، کھال کے حصے اور خنزیر کے نرم سے گوشت کی اوپری پرت ہے۔ ہڈیوں اور کھال سے حاصل کیا جانے والا جلاٹین تجارتی مقدار میں دنیا کے مختلف حصوں میں با آسانی دستیاب ہے۔

ٹائپ 'A' جلاٹین تیزاب کے کیمیائی عمل سے گزرے [Precursor] سے حاصل کیا جاتا ہے اور (pHg) کی حدود میں آئسو الیکٹرک پوائنٹ ظاہر کرتا ہے جب کہ ٹائپ 'B' جلاٹین الکلی کے کیمیائی عمل سے گزر کر (Precursor) سے حاصل کیا جاتا ہے اور (pH4.7) کی حدود میں آئسو الیکٹرک پوائنٹ ظاہر کرتا ہے۔ جیلاٹن کیپسول کسی بھی ٹائپ کے جلاٹین سے تیار کئے جا سکتے ہیں لیکن عام طور پر دونوں اقسام کے جلاٹین کے آمیزے کی مدد سے کیپسول بنائے جاتے ہیں۔ تیار شدہ کیپسول کے طبیعیاتی خواص میں جلاٹین کی قسم کے باعث کسی قسم کا قابل ذکر فرق نہیں پایا گیا۔

سخت قسم کے کیپسول بنانے کے لئے عام طور پر ہڈی اور خنزیر کے گوشت کی پرت (کھال) حاصل کردہ جلاٹین سے بنائے جاتے ہیں۔ ہڈی سے حاصل کردہ جلاٹین کے کیپسول سخت ہوتے ہیں لیکن غیر شفاف ہوتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں۔ خنزیر کے گوشت سے بنا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے۔

جلاٹین بنانے کے میدان میں حال ہی میں کچھ تبدیلیاں آئی ہیں۔ ٹائپ B جلاٹین بنانے کے لئے تازہ ہڈیاں استعمال میں آنے لگی ہیں۔ ان ہڈیوں میں گے ٹکڑوں اور

(Tissue) اور چربی کے ٹکڑوں کو الگ کیا جاتا ہے اور ان کیمیائی مادوں سے بھی صاف کیا جاتا ہے جیسا کہ پرانی ہڈیوں کے لئے کیا جاتا تھا، تیار شدہ جلاٹین میں پرانی اور نئی تازہ ہڈیوں کا کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا۔

تیسرا باب

فقہی نقطہ نظر

تفصیلی مقالات:

قلب ماہیت اور حلت و حرمت اور طہارت ونجاست میں اس کا اثر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

شریعت نے بعض احکام انسان کے افعال سے متعلق کئے ہیں، اور انسان کے فعل میں معمولی تغیر و تبدیلی سے حکم بدل جاتا ہے، اس کی مثال خاص کر عبادات ہیں کہ تھوڑے سے تفاوت اور فرق سے جائز و ناجائز اور مستحب و مکروہ کا حکم بدلتا رہتا ہے، جس میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہ صریح و قوی نص سے ثابت ہے، بعض احکام اشیاء سے متعلق ہیں جن کو اللہ نے انسان کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ کوئی چیز حلال ہے، کوئی حرام اور کوئی پاک ہے، کوئی ناپاک، ایک شئ بظاہر جب تبدیل ہو کر دوسری شئ بن جاتی ہے تو اس کا بنیادی قوام وہی ہی چیز سے ہوتا ہے، لیکن اثرات وخواص بدل جاتے ہیں، اگر اس کی ساخت کے مواد پر نظر رکھی جائے تو اس کا حکم وہی برقرار رہنا چاہئے جو پہلے تھا، اور اگر اثرات و خواص کو اصل سمجھا جائے تو اس کی تبدیلی سے وہ حکم باقی نہیں رہنا چاہئے، کیونکہ اب یہ "وہ چیز" باقی نہیں رہی، لہذا اگر اس تبدیلی سے پہلے حرام یا نجس تھی تو اب اس سے حرمت کا اور نجاست کا حکم متعلق نہ ہونا چاہئے، بلکہ اس کو حلال اور پاک ہو جانا چاہئے، کیوں کہ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے: "الأصل في

☆ ناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

"الأشياء الإباحة" اور قرآن وحدیث کے نصوص سے اس نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے۔

اسی پس منظر میں فقہاء کے یہاں یہ بحث آئی ہے کہ اگر کسی ناپاک اور حرام چیز کی حقیقت تبدیل ہوجائے تو اس کی نجاست اور حرمت کا حکم باقی رہے گا یا نہیں؟

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جزوی طور پر تحویل حقیقت سے حکم میں تبدیلی نہیں ہوتی، البتہ شوافع نے چند صورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے، چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں:

"النجس ضربان: نجس العين وغيره، فنجس العين لا يطهر بحال إلا الخمر فيطهر بالتخلل وجلد الميتة بالدباغ والعلقة والمضغة والدود هو حشو البيضة إذا [illegible] الثلاثة فاستحالت حيوانات" (روضۃ الطالبین ۱/ ۲۳)۔

حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہے، چونکہ مردار کے چمڑے کی دباغت ان کے نزدیک ازالۂ نجاست کے قبیل سے ہے نہ کہ تحویل حقیقت کے، اور علقہ، مضغہ اور وہ جو انسانی تخلیق کے مراحل ہیں، یہ ان کے نزدیک نجس نہیں، اس لئے انہوں نے صرف خمر کا استثناء کیا ہے کہ شراب اگر آپ سے آپ سرکہ بن جائے اور اس کے سرکہ بننے میں انسانی فعل اور تدبیر کو کوئی دخل نہ ہو تو پاک ہے ورنہ نہیں، علامہ زین الدین تنوخی حنبلی نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے، اسی گفتگو کا ایک اقتباس اس طرح ہے:

"ولا يطهر شيء من النجاسات بالاستحالة إلا الخمرة إذا انقلبت بنفسها فإن خللت لم تطهر وقيل تطهر، وكون شيء من النجاسات غير الخمرة لا يطهر بالاستحالة نحو أن يلقى خنزير في ملاحة فيصير ملحا وفي تنور فيصير رمادا أو نحو ما أشبه ذلك" (الممتع فی شرح المقنع [illegible]، نیز دیکھئے المغنی [illegible])۔

یہی رائے مالکیہ کی بھی ہے، دیکھئے بدایۃ المجتہد ۱/ ۳۱۔

پس مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک انقلاب ماہیت اور تحویل حقیقت سے بنیادی

حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ائمہ ثلاثہ کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فلا تطهر نجاسة بالاستحالة ولا بنار فرمادالروث النجس نجس والتراب المجبول بروث حمار أو بغل و نحو مما لا يؤكل لحمه نجس ولو احترق كالخزف والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس وماتصاعد من بخار رماد نجس إلى صقيل أو غيره نجس، ولو وقع كلب في ملاحة فصار ملحاً أو في صبانة فصار صابوناً فهو نجس" (الفقہ الاسلامی وأدلتہ ۱/ ۸۵)۔

حنفیہ کے نزدیک ''انقلاب'' کا اثر حکم پر پڑتا ہے، چوں کہ حرمت ونجاست میں بہ مقابلہ حلت وطہارت کے زیادہ احتیاط ہے، کیوں کہ کسی چیز کا حلال وپاک ہونا اس کے استعمال کے جائز ہونے کی دلیل ہے، نہ کہ واجب ہونے کی، اگر ازراہ احتیاط اس کا استعمال نہ کیا جائے تو گناہ اور حکم الٰہی کی مخالفت نہیں، اس کے برخلاف جو چیز حرام اور ناپاک ہے، اس کا ترک کرنا واجب ہے، اور مرتکب ہونا موجب گناہ، حنفیہ نے حکم لگانے میں اس پہلو کو ملحوظ رکھا ہے اور حلال چیز کے حرام اور پاک کے ناپاک ہونے میں انقلاب وصف کو کافی قرار دیا ہے، چنانچہ ایک وصف میں تبدیلی سے بھی ناپاکی کا حکم لگایا جاتا ہے، اور حرام وناپاک کو حلال وپاک قرار دینے میں انقلاب عین کو ضروری قرار دیا ہے، کہ جب تک وہ حرام اور ناپاک شی مکمل تبدیل نہ ہو جائے حلال وپاک نہ ہوگی اور ممانعت کا پہلو راجح رہے گا، حنفیہ میں بھی یہ امام محمد کا نقطۂ نظر ہے، اور امام صاحب کی طرف بھی ایک روایت کے مطابق اس کی نسبت کی گئی ہے، اور احناف کے یہاں یہی قول مختار ومفتی بہ ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۲۳۹)۔

اس میں شبہ نہیں کہ حنفیہ کا نقطۂ نظر نقل وعقل کے مطابق ہے، دم سے علقہ، علقہ سے

مقصد اور مفسد ہے۔ انسان بننے کے تخلیقی مراحل خود قرآن کریم میں مذکور ہیں، گویا انسان کی ابتداء ایک ناپاک شئی سے ہے اور یہی بدلی ہوئی حالت میں وہ پاک ہے، یہ انقلاب ماہیت کے سوا اور کیا ہے؟ مشک کا پاک ہونا حدیث سے ثابت ہے اور خمر سے سرکہ خواہ آپ سے آپ بن جائے یا کسی تدبیر سے، ہر دو صورت میں انقلاب ماہیت کی کیفیت پائی جاتی ہے، مٹی کا پاک ہونا بلکہ بعض حالات میں ازالہ حدث کے لئے اس کے استعمال کا کافی ہونا کتاب وسنت سے ثابت ہے، اور مٹی میں حتی کہ ناپاکیاں بھی اس طرح دفن ہوتی ہیں اور مٹی ہی بن جاتی ہیں، اگر تحویل حقیقت سے نجاست ختم نہیں ہوتی تو شاید ہی زمین کا کوئی ٹکڑا ہو جس کو یقین کے ساتھ پاک کہا جاسکے، کیوں کہ زمین کے چپے چپے نے انسان اور حیوانات کے جسم اور ان کے فضلات کو ہضم کر رکھا ہے، اور یہی عقل وقیاس کا تقاضہ ہے، کیوں کہ جس چیز کو ناپاک قرار دیا گیا تھا جب وہ چیز ہی باقی نہ رہی تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اس کو ناپاک قرار دیا جائے، بقول علامہ شامی کے

"لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة وقد زالت بالكلية فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صارت الحقيقة ملحاً ترتب عليه حكم الملح وكذا الرماد حتى لو أكل الملح وصلى على ذلك الرماد جاز"

(شامی ۱/ ۲۰۸، نیز دیکھئے فتح القدیر ۱/ ۱۷۱)۔

چنانچہ دوسرے مکاتب فقہ کے بعض محقق علماء نے بھی قلب ماہیت کو تبدیلی حکم کا سبب تسلیم کیا ہے، امام غزالی فرماتے ہیں

"فكما نرى الكلب يقع في المملحة فيستحيل ملحاً ويحكم بطهارته لصيرورته ملحاً وزوال صفة الكلبية عنه" (احیاء العلوم ۲/ ۹۵)۔

اس مسئلہ کی وضاحت علامہ ابن تیمیہ نے بھی کی ہے (دیکھئے فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۴۸۰، ۶۱۰)۔

غرض کہ حرمت ونجاست کا حکم تو بعض اوقات محض انقلاب وصف کی وجہ سے بھی بد

جاتا ہے، لیکن اگر اصل ماہیت اور حقیقت تبدیل ہو جائے تو اس کی وجہ سے شئی کرام کی حرمت اور ناپاک چیز کی نجاست کا حکم بھی بدل جاتا ہے، یہی حنفیہ کا مفتی بہ قول ہے اور نقل وعقل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس تمہید کے ساتھ اب سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں:

انقلاب ماہیت سے مراد

۱، ۲- غور کیا جائے تو عام طور پر کسی چیز کے ساتھ تین صورتیں پیش آتی ہیں: اختلاط، تجزیہ، تحویل یا انقلاب، اختلاط کا احکام میں موثر ہونا یقینی ہے، اگر پاک چیز میں کوئی ناپاک چیز مل جائے تو وہ شئی ناپاک ہو جاتی ہے، گو اس کی مقدار اتنی کم ہو کہ اس کا اثر محسوس نہ کیا جائے، اس لئے ماء قلیل بغیر تغیر وصف کے بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور بعض دفعہ اختلاط کی وجہ سے ناپاک پر پاکی کا حکم بھی لگ جاتا ہے، جیسے ماء قلیل ناپاک تھا اور اس میں اتنا پانی ملا دیا گیا کہ کثیر کی حد میں داخل ہو گیا، تو یہاں ناپاک پانی کے ساتھ پاک پانی کا اختلاط ہی اس کے پاک ہونے کا باعث ہو گیا۔

''تجزیہ'' یہ ہے کہ کسی شئی کے ایک جزء کو نکال لیا جائے اس کی وجہ سے ناپاک چیز پاک نہیں ہو سکتی، اس کی نظیر فقہاء کے اس قول میں ملتی ہے کہ اگر فضلات سے اٹھنے والے بخارات چھت یا دیوار وغیرہ پر جم جائے اور یہ قطرات کپڑے یا جسم پر لگ جائیں تو کپڑے اور جسم پر ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا:

"وإن ارتفع بخار الكنيف أى الخلاء أو بخار المربط أى المكان الذى تربط فيه الدواب و تروث كالإصطبل فاستجمد ذلك البخار أى جمع فى الكوة التى فى السقف أو الجدار أو استجمد فى الباب ثم ذاب الجمد

میں آتی ہے کہ "شراب" کی اصل حقیقت اس کا مسکر ہونا ہے، یہی بات اس کے حرمت و نجاست کا حقیقی سبب ہے، اس لئے جب مسکر کی کیفیت ختم ہوگئی تو جو وصف اصل میں اس کی حرمت و نجاست کا باعث تھا وہ جاتا رہا، لہٰذا گویا اس کی حقیقت تبدیل ہوگئی۔ لیکن صابن میں تیل اور چربی کا اثر باقی رہتا ہے، اور غالباً اسی سے وسعت پیدا ہوتی ہے، بظاہر یہ کہنا دشوار ہے کہ صابن میں تیل اور چربی کا وجود معدوم ہو چکا ہے، اسی لئے فقہاء نے جہاں بھی تحویل حقیقت کے ذیل میں ناپاک تیل اور چربی سے بنے ہوئے صابن کا ذکر کیا ہے، وہاں یہ بات بھی کہی ہے "انه يفتى به للبلوى" گویا ابتلاء عام کی وجہ سے صابن میں یہ بات مان لی گئی ہے کہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے اب اس تیل اور چربی کی نجاست کا حکم باقی نہیں رہا۔

پس انقلاب کے لئے اصل معیار یہ بات ضروری ہے کہ اس شئ کی بناوٹ میں جو اجزاء ہیں وہ اجزاء تو تبدیل ہو جائیں اور ان کا وجود ہی باقی نہ رہے، لیکن اس کا اندازہ کیوں کر ہوگا کہ اس شئ کے اجزاء کلیۃً بدل گئے ہیں؟ اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اس شئ میں پائے جانے والے اوصاف و آثار کو اس کے باقی رہنے اور نہ رہنے کا معیار تصور کیا جائے، اور یہ آثار وہی رنگ، بو اور مزہ ہے، امام غزالی نے اپنے مخصوص حکیمانہ اسلوب میں طہارت و نجاست کے فلسفہ اور ان احکام کی مصلحت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"وإن كانت عينية فلا بد من إزالة العين وبقاء الطعم يدل على بقاء العين وكذلك بقاء اللون إلا فيما يلتصق به فهو معفو عنه بعد الحت والقرص، وأما الرائحة فبقاؤها يدل على بقاء العين ولا يعفى عنها إلا إذا كان الشيء له رائحة فائحة يعسر إزالتها" (احیاء علوم الدین ۱/ ۱۵۵)۔

اسی لئے فقہاء نے تحویل حقیقت کے لئے بعض مواقع پر "ذہاب اثر" یعنی نجاست کے اثر کے باقی نہ رہنے کی قید لگائی ہے: "والنجاسة إذا دفنت في الأرض وذهب

آثرها" (بدائع الصنائع ۱/ ۸۳)۔

اور علامہ حلبی نے تحویل حقیقت کا مدار زوال وصف کو قرار دیا ہے " فعلم أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (حلبی، ۹۸)۔

تغیر اوصاف کی وجہ سے قلب ماہیت کے حکم پر کاسانی کی اس عبارت سے بھی روشنی پڑتی ہے جو امام محمدؒ کے نقطۂ نظر کی توضیح میں آئی ہے (دیکھئے بدائع الصنائع ۱/ ۸۳)۔

پس انقلاب ماہیت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کیمیا تجزیہ کے ذریعہ معلوم ہو جائے کہ وہ شئی جن حیوانی، نباتی یا جماداتی اجزاء پر مشتمل تھی، اب وہ بدل گئی ہے، یا اس کے تینوں اوصاف رنگ، بو اور مزہ بدل جائے، پاک ہونے اور ناپاک ہونے کے حکم میں یہ فرق ہوگا کہ ناپاکی کا حکم تو ایک وصف کی تبدیلی سے بھی لگایا جاسکتا ہے، لیکن ناپاک شئی پر پاک ہونے کا حکم تمام اوصاف کی تبدیلی پر موقوف ہوگا، صرف بعض اوصاف کا بدل جانا انقلاب حقیقت متصور نہ ہوگا۔

تبدیلی کے بعد بعض خصوصیات کا برقرار رہنا

۳- نجاست وطہارت کا اصل تعلق ان تین اوصاف: رنگ، بو اور مزہ سے ہے، اگر یہ اوصاف مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں اور بعض خواص اس کی سابق حقیقت کے باقی رہ جائیں تو یہ انقلاب ماہیت میں مانع نہیں، کیوں کہ شراب سرکہ بن جائے تو رقت وسیلان کی کیفیت اب بھی باقی رہتی ہے، چربی صابن میں ڈالی جائے تو دسومت ختم نہیں ہوتی، فضلات مٹی میں دفن کر دیئے جائیں تو فضلات میں پودے کو بار آور کرنے کی جو صلاحیت ہوتی ہے، اس مٹی میں بھی وہ صلاحیت باقی رہتی ہے، اور جیسے فضلات میں کثافت ہوتی ہے نہ کہ رقت، اسی طرح مٹی میں بھی کثافت ہوتی ہے، لیکن ان امور کو فقہاء نے انقلاب ماہیت کے لئے چنداں مضر نہیں سمجھا۔

انقلاب ماہیت ہر طرح کی نجاست میں مؤثر

۴- حنفیہ کے یہاں تحویل حقیقت کی وجہ سے ایسی چیزیں بھی پاک ہو جاتی ہیں، جو اپنی ذات میں ناپاک ہیں، جیسا کہ خنزیر اور کتے، گدھے وغیرہ کے نمک بن جانے اور فضلات کے مٹی بن جانے کا مسئلہ ہے، اس لئے جو شئی اپنی ذات میں ناپاک نہ ہو، بلکہ کسی ناپاک چیز کے اتصال کی وجہ سے ناپاک ہوگئی ہو وہ تو بدرجہ اولی انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک ہو جائے گی، چنانچہ علامہ شامیؒ نے مجتبیٰ کے حوالے سے مسئلہ نقل کیا ہے کہ ناپاک تیل صابن میں ملا دیا گیا ہو تو تغیر کی وجہ سے اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا، پھر لکھا ہے کہ بظاہر یہ حکم مردار کی چربی کا بھی ہوگا، کیوں کہ مصنف نے ''نجس'' کا لفظ استعمال کیا ہے نہ کہ متنجس کا ''وظاهره ان دهن الميتة كذالك لتعبيره بالنجس دون المتنجس'' پھر اس کی تائید میں کبیری سے یہ جزئیہ نقل کیا ہے کہ اگر انسان، یا کتا صابن بنانے والے دیگ میں گر جائے اور صابن بن جائے تو انقلاب حقیقت کی وجہ سے اسے پاک سمجھا جائے گا (رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

قلب ماہیت کے اسباب

۵- ''قلب ماہیت'' کے باب میں نتیجہ اصل ہے نہ کہ ذرائع و وسائل، اسی لئے فقہاء نے ان اسباب پر توجہ نہیں دی ہے جن کی وجہ سے ماہیت میں تبدیلی ہوتی ہے، صرف مثالیں دی ہیں، بعض صورتیں جلا کر قلب ماہیت کی ہیں، جیسے فضلات کی راکھ، بعض صورتوں میں کوئی شئی ڈال کر ماہیت بدل جاتی ہے جیسے خمر میں نمک ڈال کر سرکہ بنانا، بعض صورتوں میں کسی چیز کا دوسری چیز میں داخل ہونا یا کیا جانا قلب ماہیت کا سبب بنتا ہے، جیسے گدھے کا نمک کی کان میں گرنا اور فضلات کا مٹی میں دفن کیا جانا، پس ہر شئی کے لحاظ سے قلب ماہیت کے وسائل اختیار کئے جاتے ہیں، آج کل مختلف کیمیکلس جو اس مقصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، اگر ان

کے استعمال سے اس شی کے جوہری اوصاف رنگ، بو، مزہ وغیرہ بدل جائیں تو یہ قلب ماہیت کے لئے کافی ہوگا۔

فلٹر اور کشید کرنے کے احکام

۴- کیمیاوی عمل کے ذریعہ جس ناپاک چیز کے اجزاء کو نکالا گیا ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک ایسی چیز جس کا عین ناپاک ہو، دوسری وہ چیز جو کسی ناپاک کے مل جانے کی وجہ سے ناپاک ہوگئی ہو، یعنی نجس نہیں ہے "متنجس" ہے۔ جو چیز متنجس ہو اگر اس کے ملنے والے اجزاء نکال دیئے جائیں تو وہ پاک ہو جائے گی، اس لئے کہ متنجس کے پاک ہونے کے لئے انقلاب عین ضروری نہیں، انقلاب وصف کافی ہے، جیسا کہ زمین خشک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، مردار کا چمڑہ دباغت کی وجہ سے پاک ہوتا ہے، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قلب ماہیت سے پاکی کا حکم نہیں لگتا، لیکن مردار کا چمڑہ دباغت سے کیوں پاک ہو جاتا ہے؟ کاسانیؒ اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

"بخلاف جلد الميتة فإن عين الجلد طاهرة و إنما النجس ما عليه من الرطوبات و إنها تزول بالدباغ" (بدائع الصنائع ۱، ۳۳)۔

کچھ صورتیں جن کو بعض اہل علم نے قلب ماہیت کی وجہ سے پاک قرار دیا ہے، علامہ شامی نے اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ یہ قلب ماہیت کی صورت نہیں بلکہ انقلاب وصف کے قبیل سے ہے

"إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة لأنه عصير جمد بالطبخ و كذا السمسم إذا درس و اختلط دهنه بأجزائه ففيه تغير وصف فقط كلبن صار جبنا و بر صار طحينا و طحين صار خبزا بخلاف نحو خمر صار خلا و حمار وقع

فی مصلحۃ فصار ملحا.

فإن ذالک کلہ انقلاب حقیقۃ إلی حقیقۃ أخری لا مجرد انقلاب وصف واللہ أعلم" (رد المحتار ار ۲۵۹)۔

اس لئے خیال ہوتا ہے کہ جو اشیاء بذات خود نجس نہیں ہیں، بلکہ نجس ہوگئی ہیں اور متنجس ہیں، اگر کیمیائی عمل کے ذریعہ اس کے ناپاک اجزاء کو نکال لیا جائے تو وہ شئی پاک ہو جائے گی، لیکن فضلات یا خون بذات خود نجس ہیں، اس لئے ان کے بعض اجزاء کو کشید کرلیا جائے، پھر بھی یہ ناپاک ہی ہوں گے، کیونکہ اس کا ہر جز اپنی ذات میں ناپاک ہے، اور اس کے اجزاء تحلیل نہیں ہوئے ہیں، بلکہ ان کا وجود باقی ہے، صرف ان کو ایک دوسرے سے الگ کردیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات اہم ہے کہ گندے پانی میں اصل ناپاکی اس کا سیال جزء ہے، اس کے ساتھ جو مٹی وغیرہ ہے وہ اس پانی کی وجہ سے ناپاک ہے، اور اس کی ناپاکی کم درجہ کی ہے (حلبی ۱۹۳)۔

الکحل کا حکم

۷- فقہی جزئیات کو پیش نظر رکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ "استہلاک عین" قلب ماہیت کے مقابلہ عام ہے، اگر کسی شئی کو دوسری شئی کے ساتھ اس طرح خلط ملط کردیا جائے کہ اب اس کو الگ کرنا ممکن نہ ہو تو اس اختلاط کو بھی "استہلاک" سے تعبیر کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ اختلاط سے قلب ماہیت بھی ہو جائے، قلب ماہیت کا اطلاق رنگ و بو، مزہ میں تبدیلی اور خمر میں مزید کیفیت سکر کے معدوم ہونے پر ہوگا، جیسا کہ تخلیل خمر میں ہوا کرتا ہے۔

تاہم الکحل کے مسئلہ میں حنفیہ کے یہاں بڑی گنجائش ہے، کیوں کہ اگر الکحل انگور اور کھجور سے نہ لیا گیا ہو تو حنفیہ کے یہاں بالاتفاق حرام و ناپاک نہیں، کھجور اور پکے ہوئے شیرہ انگور

لدین محمد رملی (م ۱۰۰۴ھ) فرماتے ہیں:

"لا يجوز استعمال الأشربة المحرمة للتداوي صرفاً ولكن إذا كانت مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوي بها إن عرف عارف بنفعها بأن لا يغني طاهر" (نہایۃ المحتاج ۸/ ۲۰)۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان حضرات کے یہاں نشہ آمیز عطریات کا استعمال درست نہ ہوگا، کیوں کہ نہ اس کا استعمال ضرورت کے درجہ میں ہے اور نہ یہ ہے کہ اس کا متبادل دستیاب نہ ہو۔

چربی آمیز صابن

۸- الف: صابن میں جو چربی ملائی جاتی ہے اس کو فقہاء نے جل جانے کی وجہ سے قلب ماہیت کے حکم میں رکھا ہے اور ایسے صابن کو پاک قرار دیا ہے: "جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتى به للبلوى وظاهره أن دهن الميتة كذلك لتعبيره بالنجس دون المتنجس" ([illegible] ۱/ ۲۱۹، نیز دیکھئے البحر الرائق ۱/ ۲۳۹)۔

چربی آمیز بسکٹ

ب- بسکٹ میں اگر چربی کا استعمال اس طرح ہو جیسے بعض پکوان میں گھی ڈالا جاتا ہے تو یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب، اس لئے ایسے بسکٹ کا کھانا جائز نہیں، کیوں کہ پاک اور ناپاک کا اختلاط ہو تو پاک جزء بھی ناپاک ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

"الماء والتراب إذا خلطا وكان أحدهما نجساً فالطين الحاصل منهما نجس لأن اختلاط النجس بالطاهر ينجسه هذا هو الصحيح كما ذكره

قاضیخان وهو اختيار الفقيه أبي الليث و كذا روي عن أبي يوسف ذكره في الخلاصة" (ہندیہ ۵/۸۸)۔

اپنے ملک کی واضح تعبیر فقہ کا یہ جزئیہ ہے کہ اگر آٹا شراب سے گوندھا جائے اور اس کی روٹی پکائی جائے تو وہ روٹی حرام ہی رہے گی، حلال نہ ہوگی، اس لئے جس بسکٹ میں حرام یا مردار جانور کی چربی شامل ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

ٹوتھ پیسٹ میں ہڈیوں کا پاؤڈر

۷- ٹوتھ پیسٹ میں اگر مردار اور خنزیر کی ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوا ہو اور اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ تبدیل ہو گئے ہوں تو یہ صورت بھی قلب ماہیت کے زمرہ میں آجائے گی اور یہ حلال و پاک متصور ہوں گے، جیسا کہ نمک کی کان اور صابن بنانے والے دیگ میں گدھے کے گرنے اور نمک و صابن بن جانے کا حکم ہے۔

حیوانی اجزاء کا بطور دواء کا استعمال

۸- مذبوح جانور اگر حلال ہو تو ذبح کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء پاک ہیں اور سات اعضاء کے علاوہ جن کو فقہاء نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، باقی حلال بھی ہیں لہذا اس تفصیل کے مطابق اگر ان کا گوشت، چمڑا یا ہڈی وغیرہ کا دواء میں استعمال ہو تو خواہ دواء کھانے کی ہو یا خارجی استعمال کی، ان کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر خنزیر کے علاوہ کوئی اور حرام جانور ہو تو ان سات اعضاء مکروہہ کے علاوہ باقی حرام تو ہیں لیکن ذبح شرعی کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں، لہذا ان دواؤں کا خارجی استعمال درست ہوگا اور ان کا کھانا درست نہ ہوگا، جسم کا بہتا ہوا خون چونکہ ہر جانور حرام اور ناپاک ہے اور اس میں حلال اور حرام جانور کی کوئی تفریق نہیں، اس سے خون سے بنی ہوئی ادویہ کا نہ کھانا درست ہے نہ خارجی استعمال۔ یہ عمومی احکام ہیں لیکن دو

صورتیں مستثنیٰ ہیں:

اول یہ کہ دوا میں ان اجزاء کا اس طرح استعمال کیا جائے کہ ان کی حقیقت بدل جائے اور ان کے رنگ، بو اور مزہ میں مکمل طور پر تبدیلی آجائے، اب یہ صورت قلب ماہیت کی اور شراب کے سرکہ بن جانے کے مماثل ہو جائے گی، لہذا اس کا داخلی اور خارجی استعمال درست ہوگا، اور اگر واقعی قلب ماہیت ہو جاتی ہے تو اس میں حلال وحرام اور ذبیحہ ومردار کا فرق بھی نہ ہوگا۔

دوسرے یہ کہ ان دواؤں کا کوئی متبادل نہ ہو یا متبادل ہو لیکن دستیاب نہ ہو، یا دستیاب ہو لیکن گراں ہو کہ اس کو خریدنے کی قوت نہ ہو، کیوں کہ ضرورت کے مواقع پر حرام اشیاء سے علاج درست ہے:

"وفي النهاية: يجوز التداوي بالمحرم كالخمر والبول إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يجد غيره من المباح ما يقوم مقامه ، والحرمة ترتفع للضرورة فلم يكن متداوياً بالحرام" (تبیین الحقائق ۶/ ۳۳)۔

اور اس کی دلیل خود ارشاد ربانی ہے جس میں حالت اضطرار میں محرمات کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے: "فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه" (البقرہ ۱۷۳)۔

اور رسول اللہ ﷺ کا اسوہ مبارکہ ہے کہ آپ نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے اونٹ کا پیشاب پینے کا مشورہ دیا تھا: " فأمرهم النبي ﷺ بلقاح ، وأن يشربوا من أبوالها و ألبانها" (صحیح بخاری، حدیث: ۲۳۳)۔

جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین اگر حلال ذبیحہ سے حاصل کیا گیا ہو تو اس کے حلال اور پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اگر خنزیر کے سوا کسی اور مردار کے چمڑے کا ہو تو گو حلال نہ ہوگا، لیکن پاک ہوگا اور

جو الکحل تیار کی گئی ہو وہ پاک ہے، اور کچے انگور کے الکحل کا بھی از راہ علاج متبادل نہ ہونے، یا ہو تو اس پر قادر نہ ہونے کی صورت میں استعمال درست ہے، البتہ عطریات میں ایسے الکحل کا استعمال درست نہیں۔

۸- (الف) صابن میں جو چربی ملائی جاتی ہے وہ قلب ماہیت کے حکم میں ہے۔

ب- اگر بسکٹ میں چربی کا استعمال ہوا ہو تو یہ اختلاط ہے، نہ کہ انقلاب، اس لئے اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔

ج- پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال ہوتا ہے، اگر ان میں اوصاف ثلاثہ بدل جاتے ہوں تو وہ قلب ماہیت کے حکم میں ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کے خون کی اگر یہ کیفیت ہو کہ رنگ، بو اور مزہ مکمل طور پر تبدیل ہو جائے تو یہ صورت قلب ماہیت، اور شراب کے سرکہ بن جانے کی ہے، اگر یہ کیفیت نہ ہو تو پھر انہیں حالات میں خون آمیز ادویہ کا استعمال جائز ہوگا، جن میں فقہاء نے حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے۔

۱۰- جلاٹین کی جو تفصیل مذکور ہے، اس کے تحت خیال ہوتا ہے کہ ہر صورت قلب ماہیت کے دائرہ میں آجاتی ہے۔

فلٹر و کشید کا عمل اور انقلاب ماہیت

مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی ☆

شئ کے بنیادی عناصر اور حقیقت و ماہیت

۱- کسی بھی شئ کا اصل وجود اس کی ان مخصوص شکل وصورت کے وجود پر موقوف ہے جس کے پیش نظر اس کو مخصوص نام وعنوان دیا جاتا ہے، اگر مخصوص نام والی شکل وصورت باقی نہ رہ جائے تو یہی کہا جائے گا کہ شئ کی ماہیت وحقیقت ختم ہوگئی، یہ تو ہوئی بات حسی وجود کی۔

اس میں ایک بات معنوی وجود کی ہے، جس کا تعلق شئ کے اثرات وخواص اور اوصاف سے ہے، یہ معنوی وجود اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک کہ شئ کے مخصوص خواص واثرات جزئی مقدار میں باقی وبرقرار رہتے ہیں، بعض کا ختم ہونا اور اکثر کا باقی رہنا شئ کے وجود کا خاتمہ نہیں کہلائے گا، جیسے کہ پانی میں اگر کوئی پاک چیز مل جائے تو مسئلہ معروف ہے۔

معنوی وجود کا تعلق دوسری اشیاء کے ساتھ ملانے اور اس میں خلط ملط ہو جانے سے ہے۔

انقلاب ماہیت کیا ہے؟

۲- انقلاب ماہیت کا جو لغوی مفہوم ہے وہی شرعی واصطلاحی مفہوم بھی ہے، اور وہ یہ کہ

☆ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ، یوپی۔

شئی اپنی حقیقت چھوڑ کر دوسری حقیقت اختیار کرلے، جسی وجود میں یہ کہ صورت اور اس کے لوازم بدل جائے، جیسے کسی شئی کا نمک ہو جانا، گوبر وغیرہ کا جل کر راکھ ہو جانا، ظاہر ہے کہ اس صورت میں نام بدل گیا، صورت بدل گئی، خواص بدل گئے۔ استعمال کے مواقع بدل گئے حالانکہ اس صورت میں اس متغیر شئی کے موقع کی تعیین ممکن ہوتی ہے، جیسے لکڑی یا گوبر جل کر راکھ ہو جائے، گو وہ ایک جگہ موجود ہے، تو یہ کہنا ممکن ہے کہ یہ فلاں چیز کی راکھ ہے یا نمک کی کان میں کسی مردہ جاندار کی لاش پڑے پڑے نمک بن گئی، اور نمک کا ڈھیر ہو گئی تو یہ کہنا ممکن ہوگا کہ نمک کا یہ ڈھیر فلاں جانور کا تھا جس نے ایک شکل اختیار کر لی اور کبھی یہ تعیین ناممکن بھی ہوتی ہے، مثلاً مردہ جانوروں کی لاش کا کوئی تشخص و تمیز باقی نہ رہ جائے، یا مثلاً سیال چیزوں میں مل کر کسی چیز کی ماہیت کا انقلاب ہو جیسے سرکہ میں کچھ شراب ملائی جائے لیکن وہ سرکہ پر اثر انداز نہ ہو بلکہ خود سرکہ بن جائے تو اس صورت میں بھی اس جز کی تشخیص نہیں ہو سکتی جو شراب سے سرکہ بنا، یا اسی طرح اس کا عکس ہو (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۵)۔

صورت سے بدلنے کے ساتھ بعض خواص کا باقی رہنا

۲- کسی شئی کی ماہیت بدل جانے کے بعد جب کہ صورت، نام، جوہری عناصر وغیرہ سب برقرار نہ رہے بلکہ بدل جائے تو پھر یہ ضروری نہیں رہ جاتا کہ سابق صورت اور نام والے کے خواص و تاثیرات میں کچھ بھی باقی نہ رہ جائے، یعنی انقلاب ماہیت کے لئے اصلاً نام و صورت کا بدلنا اور نام و صورت کے مجموعی خواص کا متاثر ہونا کافی ہے، جملہ اوصاف و تاثیرات کا ختم ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ یہ قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ ہر شئی و صورت کے حق تعالیٰ نے جو خواص رکھے ہیں اس کے کچھ اجزاء و اثرات مختلف قسم کے تغیرات کے بعد بھی باقی و برقرار رہتے ہیں، مثلاً مختلف درختوں کی لکڑیوں کے کوئلے، ان کی جلی ہوئی راکھ میں اسی طرح الگ الگ تاثیر ہوتی ہے جیسے کہ اصل لکڑی میں ہوتی ہے۔

انقلاب ماہیت کے تحت تمام نجس انواع برابر ہیں

۴- قلب ماہیت کا جو اثر شئ کے حکم کو بدلنے کا ہے، ناپاکی سے پاکی اور حرمت سے حلت، اس میں جیسے نجس کو فرق نہیں ہے نجس عینہ اور نجس لغیرہ وغیرہ کا بھی کوئی فرق نہیں، چونکہ مدار و نظر اس پر ہے کہ شئ نے دوسری صورت اختیار کرلی اور دوسرا نام بھی اور دوسرے خواص بھی۔

انقلاب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت و انقلاب ماہیت کے اسباب یوں دو قسم کے ہیں: اختیاری و غیر اختیاری، مثلاً ایک ہے شراب کا سرکہ بن جانا اور ایک ہے شراب کو سرکہ بنانے کی تدبیر کرنا، حنفیہ کے یہاں دونوں کا حکم ایک ہے۔

اسی طرح اپنی صورت کے اعتبار سے بھی اسباب مختلف و متعدد ہیں: جلنا و جلانا، دھوپ کھانا و کھلانا، مزج و خلط، ایک شئ کا دوسری شئ میں اس طرح ملنا و ملانا کہ دونوں شئ ایک نئی حقیقت بن جائیں، اور ایک شئ دوسری شئ کے اثرات و خواص کو ختم کردے جیسے کہ اس کے امتیازی وجود کو ختم کردے، بہرحال محض ملنا و ملانا انقلاب کا سبب نہیں ہوتا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

۶- فلٹر و کشید کا عمل اور انقلاب ماہیت

۱- انقلاب ماہیت کا مطلب آچکا ہے اور وہ ہے شئ کا اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ دوسری کوئی شکل اختیار کرنا، اور فلٹر و کشید کے عمل میں یہ ہوتا ہے کہ شئ کے مختلف اجزاء جو ممتزج ہوجاتے ہیں متمیز اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے ان کو اس عمل کے ذریعہ جدا کیا جاتا ہے، سمندر کے پانی سے نمک، پیشاب سے نمک الگ کرنا، جو بادہ چیزوں سے سیال عناصر کو یا سیال اشیاء سے اجزاء جامد اجزاء کا الگ کرنا، اس میں حقیقت کی تبدیلی نہیں ہوتی [illegible]۔

ایک شی جن چند عناصر پر مشتمل ہوتی ہے یا ایک شی کے جو چند بنیادی کیمیاوی اجزاء ہوتے ہیں وہ بس ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں جیسے کہ دودھ و پانی مل جائے تو دونوں کو الگ کرلیا جائے، شکر و پانی مل جائے تو دونوں کو الگ کرلیا جائے۔

چند اشیاء کا باہم اختلاط اور استہلاک عین اور انقلاب ماہیت

۷- پہلی بات تو یہ کہ "الخلط استهلاك" جو آیا ہے، یا یہ کہ چند چیزوں کو ایک دوسرے سے اس طرح ملادیا جائے کہ ان میں امتیاز نہ رہے تو اس کو استہلاک جو کہا جاتا ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عمل خلط شی کی ماہیت کو بدل دیتا ہے، یا یہ مطلقاً اور ہر جگہ ایسا کرتا ہے، کہیں تو ایسا ہوسکتا ہے جیسے کہ شراب کو سرکہ میں ملادیا تو وہ شراب سرکہ بن گئی۔

ورنہ اصلاً "الخلط استهلاك" کا تعلق باہمی حقوق کی ادائیگی سے ہے نہ کہ اس مسئلے سے، جس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کی شکر لے کر اپنے پانی میں دودھ میں ملالی، تو اب اس کے ذمہ شکر نہیں بلکہ اس کی قیمت ہے، اس لئے کہ شکر کا ان چیزوں میں ملادینا اس کو ختم کردینا ہے، اسی طرح کسی کے گیہوں کو، یا کسی اور غلہ کو، یا اسی قسم کی اشیاء کو اپنی مملوکہ ویسی ہی شی میں ملادیا اور دونوں میں کوئی تمیز نہیں رہ گیا، اتحاد صورت کی وجہ سے تمیز نہیں ہوتا نہ ہوسکتا ہے، تو فقہاء یہ کہتے ہیں: ایسا کرنا شی کو ضائع کردینے کے درجے میں ہے، لہذا اب ضمان میں قیمت واجب ہوگی یا مثل جو الگ سے دیا جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ دواؤں یا دوا جیسے مرکبات میں جو مختلف قسم کی اشیاء ملائی جاتی ہیں تو ان کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسے کہ پانی میں ایسی چیزیں مل جائیں جن کی وجہ سے اس سے طہارت کی اجازت نہ ہو، حالانکہ ہے اب بھی پانی، لیکن اب وہ ماء مطلق نہیں رہا اور طہارت کے لئے ماء مطلق مطلوب ہوتا ہے۔

ایسے ہی دواؤں میں جملہ اجزاء اپنے بنیادی عناصر اور اکثر خواص کے ساتھ مطلوب ومقصود ہوتے ہیں اور ان کو ملاتے ہیں مجموعے کی ایک نئی تاثیری غرض ومقصد سے۔ تو یہ دواؤں وغیرہ میں مختلف اشیاء کی آمیزش قلب ماہیت نہیں ہوتی ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آج تحلیل وکیمیاوی عمل کی ترقی کی بناء پر دواؤں کے مخلوط اجزاء ایک دوسرے سے الگ کئے جا سکتے ہیں۔ جیسے پیشاب وغیرہ میں فضلہ ممکن ہے اور ہو رہا ہے۔

لیکن جس شئی میں قلب ماہیت ہو جائے اس کو کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ سابق حال پر نہیں کیا جا سکتا، مثلاً جو شئی نمک بن گئی یا راکھ بن گئی، یا مٹی بن گئی تو اس کو سابق حال پر نہیں لوٹایا جا سکتا، سرکہ جو شراب بن جائے اس کو پھر سرکہ بنانا، یہ دوبارہ قلب ماہیت ہے نہ کہ شئی کو اپنے سابق حال پر واپس کرنا، اسی طرح سمندر کا پانی نمک بنا۔ اور پھر یہ نمک پگھل کر پانی بنا تو یہ دوبارہ دوسرا بارہ قلب ماہیت کا عمل ہوگا نہ کہ سابق حال پر لوٹانا۔

صابن و بسکٹ وغیرہ میں مردار کی چربی

۸- صابن وغیرہ یا کھانے پینے کی اشیاء میں کسی غلط چیز کا ملانا، اس میں ایک شکل یہ ہے کہ پہلے ماہیت بدل جائے پھر ملایا جائے، تو کوئی اشکال نہیں جیسے کسی حرام جانور کو جلا کر راکھ کر کے استعمال کرنا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ ملانے کے بعد تغیر ہو، جیسے کسی جانور کے مردہ جسم کو تیل وغیرہ میں ڈال کر جلانا، اس صورت میں تیل کو ناپاک قرار دیا جاتا ہے، الا یہ کہ پھر تیل کوئی دوسری شکل اختیار کرلے۔

بسکٹ وغیرہ میں ملائے ہوئے اور ملے ہوئے اجزاء کے حق میں بظاہر انقلاب ماہیت کا اعتبار نہیں، جیسے ادویہ میں مختلف اجزاء ہوتے ہیں، اس لئے کہ مجموعی شکل ضرور بدل رہی ہے،

مگر جملہ اجزاء اپنے خواص کے ساتھ مطلوب ہوتے ہیں۔

صابن میں بھی بظاہر ایسی ہی بات ہے، مگر اس کے حق میں تغیر و انقلاب ماہیت کا اعتبار کیا گیا ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ کا جزئیہ معروف ہے، اگر چہ اس بابت ارباب افتاء سے دوسرے نظریات بھی ہیں، یعنی صابن میں وہ انقلاب ماہیت کو نہیں مانتے اور غور کرنے سے یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے کہ صابن میں انقلاب ماہیت اسی طرح نہیں ہوتا ہے جیسے سکٹ وغیرہ میں نہیں ہوتا ہے، اس لئے ان چیزوں میں چربی دوسری شکل کے باوجود ایک جزء کی حیثیت سے ہوتی ہے اور دوسری شکل مجموعے کی ہوتی ہے اور احقر سمجھتا ہے کہ صابن میں اگر کیمیاوی تحلیل ہو تو چربی نمایاں ہو کر الگ ہو جائے گی، البتہ صابن میں ایک بات عموم بلوی کی ذکر کی گئی ہے، اس کو متعدد حضرات نے اہتمام سے ذکر کیا ہے۔

مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ

۹- ذبیحہ کا خون یا کوئی جزء، جس کو ناپاک قرار دیا جاتا ہے، اگر اس کو جلا کر راکھ کر لیا جائے تو یہ قلب ماہیت ہے، یا اسی طرح کسی اور مدت میں قلب ماہیت ہو جائے تو جواز میں اشکال نہیں۔

جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین: ہڈی سے بنے یا چمڑے سے، اگر اس کی صورت ہے، چمڑے یا ہڈی کو پیسنا اور پھر استعمال کرنا تو یہ درست نہیں جبکہ چمڑا یا ہڈی خنزیر کا ہو اور کسی دوسرے جانور کی ہڈی یا چمڑا جس کو دباغت دی جا چکی ہو اس کا استعمال درست ہے، اسی طرح اگر جلاٹین میں چمڑے سے کشید کی کوئی شکل ہو تو دباغت کے بعد درست ہو سکتی ہے، اس سے قبل نہیں۔

اور اگر جلا کر یوں بنایا جائے کہ ہڈی سوکھ جائے یا چمڑے کی دباغت کا عمل ختم ہو جانے کے بعد، پھر ان کو کسی طرح گلا کر دوسری شکل میں کر دیا جائے تو یہ قلب ماہیت کہلائے گا اور اس صورت میں اس کا استعمال درست و جائز ہوگا، کسی بھی جانور کی کھال و ہڈی میں کوئی اشکال نہ ہوگا خواہ خنزیر ہو یا مردار، نیز یہ کہ گلا کر دوسری شکل میں کرنے میں دباغت وسوکھنے کی بھی قید نہ ہوگی، کیونکہ گلانے کا عمل انقلاب ماہیت کا عمل ہے جو خود پاکی کا ذریعہ ہے۔

الفقہ الاسلامی دواؤں میں اس اصل حکم کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

ایک چیز جب دوسری چیز سے ملتی ہے اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکے، اسے خلط کہتے ہیں اور دونوں چیزوں کے ملنے سے جو مرکب چیز ہوتا ہے اسے مخلوط یا مکسچر کہا جاتا ہے، بشرطیکہ ایک شئی کا دوسری شئی کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات اور تاثیرات بھی پوری طرح نہ بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خصوصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیلی ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ میں پانی ملا دیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار میں ملایا گیا ہے، اس کے تناسب سے ایک شئی کی صفت اور تاثیر اور دوسری شئی کی صفت اور تاثیر سے مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، اسی سے مفرد دواؤں کی خاصیت اور مرکب دواؤں کا مزاج متعین ہوا کرتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کو دوسرے محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئی کی خاصیت پورے طور پر تبدیل ہو کر اس شئی کی اصل حقیقت اور ماہیت کو بدل ڈالتی ہے، گویا ایک نئی شئی وجود میں آتی ہے جیسے شراب (خمر) کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ سرکہ

جاتا ہوتا ہے، ان صورتوں میں جو کسی شی میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آتی ہے جو اس کی حقیقت کو بدل کر ایک نئی شی کو وجود بخشتی ہے، حکم شرع کا مدار اس تبدیلی ماہیت پر ہے، لہذا اگر کوئی شی اصلاً نجس بھی تھی لیکن اس میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آگئی جس نے اس شی کی اصل حقیقت بدل کر نئی شی کو وجود بخشا تو نجاست باقی نہیں رہتی۔

اسپرٹ اور الکحل کی آمیزش مختلف دواؤں میں ہوتی ہے۔ اگر آپ غور کریں تو اس کی حیثیت محض خلط اور ملاوٹ کی ہے اور اس کا مقصد دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچانا ہے، الکحل اور اسپرٹ اپنی وجود نہیں کھوتی، اسی لئے آپ نے سنا ہوگا کہ وہ دوائیں جس میں الکحل ایک خاص مقدار میں موجود رہتی ہے نشہ کے عادی لوگ اس کو زیادہ مقدار میں پی کر نشہ کی کیفیت اور لذت حاصل کرتے ہیں۔

لہذا اسپرٹ اور الکحل کی ملاوٹ تبدیلی ماہیت نہیں بلکہ خلط ادویہ ہے۔

"النجاسة إذا استحالت و تبدلت أوصافها و معانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف" ([illegible] ج ۱ ص ۲۰۰)

(نجاست جب کہ دوسری شکل اختیار کرلے اور اس کے اوصاف و حقائق بدل جائیں تو پھر وہ نجاست نجاست نہیں رہ جاتی اس لئے کہ نجاست مخصوص اوصاف کے ساتھ متصف ذات کا نام ہے، لہذا جب وہ وصف ہی نہیں رہ جائے گا تو نجاست بھی ختم ہو جائے گی)۔

علامہ شامی نے ایک موقع پر اس مسئلہ کی بحث میں صاحب فتح القدیر سے نقل کیا ہے

"شریعت نے وصف نجاست کو ایک خاص حقیقت کے ساتھ متعلق کیا ہے اور کوئی بھی حقیقت اپنے بعض اجزاء کے ختم ہو جانے سے ختم ہو جاتی اور بدل جاتی ہے تو اگر سارے اجزاء ختم ہو جائیں تو کیوں نہ حقیقت ختم ہو جائے گی۔

ظاہر ہے کہ نمک، ہڈی، گوشت سے الگ ایک چیز ہے تو جب ہڈی، گوشت نمک بن

جائیں تو ان کا حکم نمک کا ہوگا، شریعت میں اس کی نظیر یہ ہے کہ نطفہ نجس ہوتا ہے، وہی خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے، تو نجس رہتا ہے اور جب یہ لوتھڑا گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے، تو پاک ہو جاتا ہے، دوسری نظیر انگور کا شیرہ ہے کہ وہ پاک ہوتا ہے، وہی شراب بن جاتا ہے تو ناپاک قرار پاتا ہے اور پھر وہی جب شراب سے بدل کر سرکہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عین و حقیقت کا دوسری حقیقت وشکل سے بدل جانا اس وصف وحکم کے زوال اور خاتمہ وتبدل کو مستلزم ہو جاتا ہے جو کہ سابقہ حقیقت وعین سے متعلق تھا" (رد المحتار ۱؍ ۴۷، ۴۸)۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے بعض فتاوی توضیح مدعا کے لئے ملاحظہ ہوں:

۱-سوال: خاکستر عقرب کا استعمال اکلا (یعنی کھانے میں) جائز ہے یا نہیں؟ جب وہ جل کر خاک ہو گیا تو بوجہ قلب ماہیت جائز ہونا چاہئے "کالخمر المتخلل و غیرھا" (جیسے کہ شراب جو کہ سرکہ بن جائے اور اس انداز کی چیزیں)۔

الجواب: جائز ہے، سوال میں مذکور وجہ کی بنا پر (امداد الفتاوی ۴؍ ۱۰۱، ۱۱۵، ۱۱۲، ۲)۔

۲-سوال: ایک فریق کا خیال ہے کہ خمر (شراب) دوسرے اجزاء ملحیات ارضی وغیرہ سے امتزاج پانے کی وجہ سے خل (سرکہ) کا حکم پیدا کرتی ہے، بعض کا قول ہے کہ جو ہر مذکورہ داخل دائرہ "ما خامر العقل" (عقل کو مغلوب کرنے والی چیز) نہیں ہے، جس پر خمر کا اطلاق ہو سکے کیا یہ صحیح مانا جا سکتا ہے؟

الجواب: اجزاء خمر حکم خمر میں ہیں، اس لئے دوسرا عذر صحیح نہیں ہے، اور اگر اس کا استحالہ (وتغیر) ہو جاتا تو خواص بھی باقی نہیں رہتے، حالاں کہ وہ باقی ہیں، پس پہلا عذر بھی صحیح نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

۳-سوال: ادویات ڈاکٹری کے عرقیات جن کو بزبان انگریزی ٹنکچر کہتے ہیں، عموما الکحل یعنی شراب کا جو ہر بروئے طب ڈاکٹری بالخاصیت ومفید ومقوی مسلم ہونے کی وجہ سے

شریک رہتا ہے، ایسی ادویات کا استعمال شرعاً جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر اس کا ماخذ اشربہ اربعہ کے ماسوا ہو جیسا کہ غالب ہے تو مختلف فیہ ہے، تقویٰ تحرز ہے، اور ابتلاء پر بھی زیادہ دار و گیر نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

مذکورہ تینوں فتاویٰ علاج و معالجہ و ادویہ سے ہی متعلق ہیں، پہلے میں انقلاب حقیقت کا اعتبار کیا گیا ہے باقی دو میں دوسری کے ساتھ آمیزش اور ان کے غلبہ کے باوجود شراب کو باقی مانا گیا ہے اور انقلاب حقیقت کا حکم نہیں لگایا گیا ہے۔

مزید یہ کہ ممتاز علماء ہند کے جو فتاویٰ مل سکے، اس میں دوا اور اس طرح کی دیگر کھانے پینے کی اشیاء میں محرمات آمیزش کے بعد جو شکل بنتی ہے، اس کو انقلاب ماہیت کا درجہ نہیں دیا گیا ہے، بلکہ محض خلط اور امتزاج کا، اسی لئے حرمت کا ہی حکم ذکر کیا گیا ہے (فتاویٰ دار العلوم، امداد المفتین ۱/ ۱۸۱، فتاویٰ رشیدیہ ۵۶۵، فتاویٰ عبد الحی/ ۵۳۵، ۵۳۶، ۳۰۸، امداد الفتاویٰ ۱/ ۳۰، فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۴۴)۔

اور چند اشیاء سے مل کر وجود پانے والی چیزوں میں، جب کہ ان میں کوئی حرام شی بھی ہو جیسے مردار کی چربی وغیرہ تو خصوصیت سے صابن کا تذکرہ شامی وغیرہ میں بھی معروف ہے اور فتاویٰ میں ہے، شامی میں چونکہ صابن کے لئے امام محمد کے قول کو بنیاد بنا کر تغیر و انقلاب کی بات آتی ہے اس لئے متعدد حضرات نے اسی کو اختیار کیا ہے (محمودیہ ۵/ ۱۵۹، رحیمیہ ۳/ ۱۵۹، امداد الفتاویٰ ۱/ ۳۵، ۱۳۳، عزیز الفتاویٰ، امداد المفتین ۱/ ۱۰۰، ۱۱۷۱)۔

جب کہ بعض ارباب افتاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب تک حرام شی کی آمیزش کا یقین نہ ہو گنجائش ہے اور تغیر وغیرہ کی بات ذکر نہیں کی ہے (نظام الفتاویٰ ۱/ ۱۳، امداد ۴/ ۱۲۰، محمودیہ ۱۷/ ۳۰۸، ۱۶/ ۲۰۰)۔

صابن کے مسئلہ میں غور کرنے پر بات الکحل اور دواؤں وغیرہ کی ہی سمجھ میں آتی ہے

کہ جیسے وہاں انقلاب نہیں بلکہ صرف امتزاج ہے، اس لئے جواز کا حکم نہیں، بلکہ عدم جواز ہوگا، جیسا کہ بعض حضرات کے فتاویٰ سے مترشح ہے۔

البتہ ایک بات شامی کی عبارت میں اور خصوصیت سے حضرت تھانوی کے فتاویٰ میں عموم بلویٰ کی آئی ہے، کہ گنجائش میں یہ بھی ملحوظ ہے، صابن ایک اہم ضرورت کی چیز ہے، اور بغیر چربی و چکنائی کے بنتا نہیں، اور اس میں کس طرح کی چربی و چکنائی ہے، کچھ کہا نہیں جا سکتا، لہذا اس کے پیش نظر جواز کا حکم ہوگا، اور توسعاً انقلاب بھی مان لیا جائے گا، اگرچہ حقیقۃً نہیں ہے، ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ج۴ ص ۱۲۱)۔

جدید مخلوطات کا شرعی حکم - تحقیق و تجزیہ

مولانا اختر امام عادل ☆

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں ان میں کچھ چیزیں پاک ہیں اور کچھ چیزیں ناپاک، کچھ انسانوں کیلئے حلال ہیں اور کچھ حرام، اس تقسیم کے پیچھے اللہ کی بے پناہ حکمتیں پوشیدہ ہیں اگر غور کیا جائے تو اس میں دو چیزیں بنیادی طور پر ملحوظ رکھی گئی ہیں "پاکیزگی اور نافعیت" ہر وہ چیز انسان کیلئے حلال ہے جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے پاک اور اپنے وصف کے لحاظ سے نفع بخش ہو اور ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا گیا جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے ناپاک اور وصف کے لحاظ سے مضرت رساں ہو۔

اشیاء میں تغیر

یہ شریعت کا ایک عام ضابطہ ہے لیکن دنیا تغیر پذیر ہے اور اس کے وجود و بقاء کی بنیاد ہی تغیرات و انقلابات پر ہے آئے دن تغیرات ہوتے رہتے ہیں، ان تغیرات کا اثر اشیاء پر بھی ہوتا ہے، بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز پہلے پاک تھی مگر کسی تغیر کے سبب وہ ناپاک ہوگئی، یا کوئی نفع بخش تصور کی جاتی تھی بعد میں کسی تبدیلی کی بناء پر وہ نقصان دہ سمجھی جانے لگی، اس تغیر کا اس کے شرعی حکم پر کیا اثر پڑے گا۔

☆ بانی و ناظم جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور بہار۔

کے دائرے سے خارج نہیں لیکن سنت الٰہی یہ ہے کہ اللہ اپنی قدرت کا استعمال ناممکنات کے لئے نہیں کرتا، مثلاً تانبا کی حقیقت سونے میں نہیں بدل سکتی، لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ انقلاب ماہیت نہ صرف ممکن ہے بلکہ اشیاء میں اس کا وقوع ہوتا ہے اور اللہ اس پر قادر ہے کہ کسی چیز سے تانبا کے اوصاف سلب کرکے سونا کے اوصاف پیدا فرمادے، امر محال صرف یہ ہے کہ ایک چیز تانبا رہتے ہوئے سونا بھی بن جائے، یعنی بیک وقت تانبا بھی ہو اور سونا بھی، علامہ شامی نے اسی رائے کو حق قرار دیا ہے اور ائمہ تفسیر کے حوالے سے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے: "فإذا هي حية تسعى" (اچانک عصاء موسیٰ سانپ میں تبدیل ہوکر میدان میں دوڑنے لگی)، عصاء موسیٰ عصاء رہتے ہوئے سانپ تو نہیں بن سکتی لیکن ممکن ہے کہ اللہ نے اس عصا میں عصاء کے اوصاف ختم کرکے سانپ کے اوصاف پیدا فرمادے اگر امکان کو تسلیم نہ کیا جائے (جو عصاء موسیٰ میں واقعہ بن کر سامنے آیا) تو پھر اس اعجاز کی توجیہ کیا کی جائے گی؟ (حاشیہ ابن عابدین باب الانجاس ۱/ ۳۲۳)۔

شراب کو سرکہ بنانا

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ چاروں مذاہب فقہیہ میں کسی نہ کسی درجہ میں عین انقلاب ماہیت کو موثر تسلیم کیا گیا ہے، شراب کے بارے میں تو تقریباً تمام ہی فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر اس کی ماہیت بدل جائے اور سرکہ بن جائے تو وہ حلال اور طیب ہے اور اس کا استعمال درست ہے خواہ وہ شراب انگوری ہو یا غیر انگوری اور ایک چیز سے تیار ہوئی ہو یا کئی چیزوں سے مل کر (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۲۱۰، التاج والاکلیل بہامش الحطاب ۱/ ۹۷، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرملی ۱/ ۲۳۰، کشاف القناع وبہامشہ شرح منتہی الارادات ۱/ ۳۵)۔

حنفیہ اور مالکیہ

البتہ اختلاف اس میں ہے کہ بالقصد شراب کو سرکہ بنانا اور اس کو استعمال کے قابل بنانا

استدلال

اس سلسلہ میں ان کے پاس سب سے مضبوط دلیل ایک روایت ہے "عن أبي طلحة انه سأل النبي ﷺ عن أيتام ورثوا خمرا فقال أهرقها قال أفلا أخللها؟ قال لا" (مسند احمد بن حنبل، سنن ابی داؤد، سنن الدارمی) (حضرت ابو طلحہؓ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے چند یتیموں کے بارے میں سوال کیا جن کو وراثت میں شراب ملی تھی تو حضور نے ارشاد فرمایا: اس کو بہادو، انہوں نے پوچھا، کیا میں اس کا سرکہ نہ بنالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں)۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شراب کو سرکہ بنانے کا عمل درست ہوتا تو حضور ﷺ اس کی ضرور اجازت دیتے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ یہ مال یتیموں کا تھا۔

استدلال کا جائزہ

مگر اس روایت کے بارے میں امام طحاوی کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق ابتداء اسلام سے ہے جب کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہی ہوا تھا اور لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا کرنے کے لئے کافی تاکید وتشدید سے کام لیا جارہا تھا، حتیٰ کہ شراب سازی کے روایتی برتنوں کے استعمال سے بھی منع کردیا گیا اور ایسا اس لئے کیا گیا تاکہ لوگ سرکہ بنانے کے بہانے شراب کی لعنت میں گرفتار نہ ہوجائیں، اور شراب جس کو بالکلیہ طور پر اسلامی معاشرہ سے ختم کرنا مقصود تھا وہ کسی عنوان سے گھروں میں باقی نہ رہ جائے، لیکن بعد کے ادوار میں جب کہ لوگ اس حکم کی حقیقت سے واقف ہوگئے اور شراب کی نفرت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی تو پھر اس درجہ احتیاط اور شدت کی ضرورت باقی نہ رہی، چنانچہ شراب کے قدیم برتنوں کے استعمال کی بھی اجازت دے دی گئی اور جیسا کہ اوپر روایت میں آیا کہ شراب کو سرکہ بنانے کے عمل کی گنجائش بھی

دی گئی۔ ابتداء اسلام سے اس حدیث کے متعلق ہونے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ مجمع طبرانی اور دارقطنی کی روایت میں شراب بہانے کے ساتھ مٹکا توڑنے کا بھی حکم ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت طلحہ سے فرمایا: "اهرق الخمر و کسر الدنان" (نصب الرایہ للزیلعی ج ۴ ص ۳۱۰) شراب بہادو اور مٹکا توڑ دو، یہ صاف علامت ہے کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا ہے، اس لئے کہ برتنوں کے توڑنے کا حکم ابتداء اسلام ہی میں دیا گیا تھا۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے بعض طرق میں حضور ﷺ کی اجازت منقول ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ نے حضور ﷺ سے مذکورہ شراب کو سرکہ بنانے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا ہاں، گویا روایت میں تعارض ہے، اس لئے اس سے استدلال درست نہیں (بدائع الصنائع ج ۵ ص ۱۱۴)۔ علامہ کاسانی نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے۔

عمل اور نتیجۂ عمل کا رشتہ

علاوہ ازیں اگر اس روایت کی صحت کو انہی الفاظ کے ساتھ مان لیا جائے جو کہ عام طور پر متداول کتابوں میں مذکور ہیں اور جو بظاہر شوافع کا مستدل ہیں تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمل تخلیل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے کہ یہ پسندیدہ نہیں، لیکن اگر کوئی ممانعت کے باوجود یہ عمل کرے تو سرکہ پاک نہ ہوگا، اس کا ثبوت اس حدیث سے نہیں ہوتا اور حنفیہ کے اصول کے مطابق عمل کی کراہت سے حاصل شدہ نتیجہ کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص نمک یا اس طرح کی کسی دوسری چیز سے براہ راست سرکہ بنانا چاہے تب بھی ہماری طور پر تبدیل شراب بننے کے بعد ہی سرکہ بن سکتا ہے جس کا اعتراف شوافع کو بھی ہے اور اس کے باوجود وہ سرکہ کی حلت وطہارت تسلیم کرتے ہیں۔

نہایۃ المحتاج میں ہے: "ولأن العصير لا يتخلل إلا بعد التخمر غالباً فلو لم نقل بالطهارة لربما تعذر الخل وهو حلال إجماعاً" (۱؍ ۳۰)۔

تو گویا مسئلہ صرف قصد وارادہ کا رہ جاتا ہے، مگر قصد وارادہ کی خرابی کسی چیز پر اس درجہ مؤثر نہیں ہوسکتی ورنہ اگر قصد وارادہ اس درجہ مؤثر ہوتا تو اس کا اثر اس صورت میں بھی ظاہر ہونا چاہئے جب کہ شراب کو دھوپ میں اٹھا کر اس غرض سے رکھ دیا جائے کہ وہ دھوپ کی حرارت سے سرکہ بن جائے، یہ حنفیہ اور مالکیہ کی طرح شافعیہ کے یہاں بھی درست ہے اور اس سے حاصل شدہ سرکہ کا استعمال حلال ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۵؍ ۲۱)۔

حنفیہ کے یہاں اس مسئلہ میں قصد وارادہ کو دوسری جہت دی گئی ہے کہ یہ دراصل ایک فاسد مادہ کو صالح اور لائق انتفاع بنانے کی کوشش ہے جو ایک بہتر بات ہے۔

قلب ماہیت کا دائرہ

شراب کے علاوہ دیگر نجاستوں میں بھی انقلاب ماہیت مؤثر ہوگا یا نہیں اس باب میں فقہاء کا اختلاف ہے: حنفیہ میں امام محمدؒ تمام ناپاک اشیاء اور محرمات میں انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم کرتے ہیں اور اس کو سبب تطہیر قرار دیتے ہیں، امام ابو یوسفؒ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک انقلاب عین سے کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوتی۔

"جن چیزوں سے تطہیر حاصل ہوتی ہے ان میں ایک چیز انقلاب عین ہے، اگر انقلاب عین شراب میں ہو تو اس کی طہارت میں کوئی اختلاف نہیں لیکن اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہو مثلاً خنزیر یا مردار نمک کے کان میں گر کر نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کو کھایا جاسکتا ہے یا گوبر یا گندگی جل کر راکھ ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا مگر امام ابو یوسفؒ کو اس سے اختلاف ہے، ان کی رائے میں انقلاب عین سے ناپاک اشیاء پاک نہیں ہوں گی" (البحر الرائق ۱؍ ۲۳۹، فتح القدیر ۱؍ ۳۹)۔

امام ابو یوسفؒ کی دلیل یہ ہے کہ قلب ماہیت کے بعد بھی نجاست کے اجزاء کسی نہ کسی وجہ سے باقی رہتے ہیں، اس لئے احتیاط یہ ہے کہ اس کو بالکلیہ نجس مانا جائے۔ تجنیس میں امام ابو یوسف ہی کے قول کو اختیار کیا گیا ہے (فتح القدیر ۱/ ۱۷۱)، مگر علامہ ابن نجیم کے بقول زیادہ تر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے، خلاصہ میں اسی کو مفتی بہ قول اور فتح القدیر میں قول مختار قرار دیا گیا ہے، المحیط میں امام ابو حنیفہؒ کو بھی امام محمدؒ کا ہم خیال بتایا گیا ہے، اس نقطہ نظر کی دلیل یہ ہے کہ کسی شئی پر نجاست یا حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکم اسی وقت تک باقی رہتا ہے جب تک وہ شئی اپنی حقیقت کے ساتھ موجود ہو، لیکن اگر اس کی ماہیت و حقیقت تبدیل ہو جائے اور اس کا نام اور اس کی صفات باقی نہ رہیں تو اب وہ شئی ہی باقی نہیں رہی جس پر نجاست و حرمت کا حکم لگایا گیا تھا، اس لئے وہ حکم بھی باقی نہ رہے گا۔ بلکہ موجودہ حقیقت اور نام کے لحاظ سے اس پر حکم لگایا جائے گا، اس کے نظائر شریعت میں بکثرت موجود ہیں، نطفہ نجس ہے، علقہ بننے کے بعد بھی نجس ہے لیکن مضغہ بننے کے بعد پاک ہو جاتا ہے، کسی پھل کا شیرہ پاک ہے، اگر وہ شراب بن جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور پھر وہ سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا، اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ عین کی تبدیلی سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے (البحر الرائق ۱/ ۲۳۹)۔

اگر ناپاک کھال کو دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتی ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵، فتاویٰ ہندیہ ۱/ ۴۴)۔

مشک، نافۂ مشک، عنبر اور زباد اپنی سابقہ اصل کے لحاظ سے ناپاک ہیں لیکن موجودہ صورتوں میں پاک ہیں (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۲۱۴)۔ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ عموم بلوی کی وجہ سے امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم کسی صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں ہر وہ صورت داخل ہے جس میں تغیر حقیقت اور انقلاب ماہیت پایا جائے اور اس میں ابتلاء عام ہو، ناپاک تیل سے صابن بنایا جائے، ناپاک و حرام چیز جل کر راکھ بن جائے، یا

کنواں میں گر کر کیچڑ بن جائے وغیرہ ان تمام صورتوں میں طہارت کا حکم لگایا جائے گا (رد المحتار علی الدر المختار ۱ر ۲۹۱)۔

مالکیہ

مالکیہ دباغت کے مسئلہ کو چھوڑ کر اس باب میں جمہور احناف کے ہم خیال ہیں، وہ انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں اور تغیر کے بعد کی صورت حال پر حکم لگانے کے قائل ہیں، الشرح الکبیر اور حاشیہ الاسلامی میں اس کی متعدد مثالیں دی گئی ہیں (دیکھئے الشرح الکبیر مع حاشیہ الدسوقی ۱ر ۵۷-۵۸)۔

البتہ دباغت کے مسئلہ میں مالکیہ کے یہاں مختلف عبارتیں ملتی ہیں، التوضیح میں ہے کہ اکثر مالکیہ اس کی طہارت کو مقید طور پر تسلیم کرتے ہیں، یعنی خشک مقامات یا صرف پانی کے لئے اس کا استعمال درست مانتے ہیں جب کہ عبد الوہاب اور ابن رشد اس کو نجس کہتے ہیں لیکن استعمال کی اجازت دیتے ہیں مگر اس پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ صاحب التوضیح کا کہنا ہے کہ یہ اختلاف لفظی ہے حقیقی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ معلوم حد تک امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ دباغت سے کھال پاک نہیں ہوتی، البتہ مذکورہ بالا امور میں اس سے محض استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دباغت شی کی حقیقت کو نہیں بدلتی بلکہ وہ محض کھال کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے، یعنی دباغت کے بعد کھال خراب نہیں ہوتی جیسے کہ زندگی کی حالت میں کھال خراب نہیں ہوتی (انقلاب علی خلیل ۱ر ۱۰۱-۱۰۶ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی جمال عبد الناصر ۶ر ۱۰)، گویا دباغت کو مطہر نہ ماننے کی علت یہ نہیں ہے کہ امام مالکؒ انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ دباغت میں سرے سے انقلاب ماہیت ہی تسلیم نہیں کرتے، اس لئے طہارت کا حکم بھی نہیں لگاتے، اس طرح اس جزوی اختلاف کے باوجود مالکیہ اصولی طور پر حنفیہ سے متفق ہیں۔

گویا شافعیہ اور حنابلہ دونوں نے ہی اس باب میں قیاس کے دروازے کو بند کردیا ہے اور مسئلہ کو معلول اور متعدی بنانے کے بجائے اس کو غیر متعدی بنادیا ہے، حالانکہ اس طرح کی کسی تخصیص کا ثبوت نص سے نہیں ملتا اور نہ قیاس وعقل سلیم اس کی تائید کرتے ہیں، اس لئے اصولی طور پر ایک تو ماہیت کی تبدیلی حکم کی تبدیلی کی متقاضی ہے، دوسرے اس لئے کہ قلب ماہیت کی اکثر صورتیں عموم بلویٰ کی ہیں اور عموم بلویٰ تسہیل کا متقاضی ہے، نہ کہ تشدید کا۔ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں: "فمعناه أن عموم البلوى علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين" (رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۲۹۱)۔

انقلاب ماہیت کا مطلوبہ معیار

یہاں ایک اہم بحث یہ بھی ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شی کا کس حد تک تغیر مطلوب ہے؟ فقہاء کی جزئیات اور مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے مباحث کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شی کی پوری حقیقت یا اس کے تمام بنیادی اجزاء کا تبدیل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مختلف اشیاء کی طبعی خاصیات کے لحاظ سے اس کے غالب بنیادی اجزاء کا تبدیل ہوجانا کافی ہے، اس سلسلے میں علامہ شامیؒ کی عبارت کافی واضح اور فیصلہ کن ہے:

"فتح القدیر میں ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول مختار ہے، اس لئے کہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر مرتب کیا ہے اور حقیقت تو اس کے مفہوم کے بعض اجزاء کے خاتمہ سے منتفی ہوجاتی ہے تو اگر تمام اجزاء ختم ہوجائیں تو وہ حقیقت کیسے باقی رہے گی؟" (رد المحتار ۱/ ۲۹۱)۔

پانی کی طبعی طہوریت کا خاتمہ

اس باب میں نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان سے بھی روشنی ملتی ہے آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: "خلق الماء طهوراً لا ينجسه شيء إلا ما غير لونه أو طعمه أو ريحه" (شرح معانی الآثار ۱/۱۹، دار قطنی ۱/۲۹، علل الحدیث لابی حاتم ۱/۴۴) (پانی پاک پیدا کیا گیا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی مگر جو اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل دے)۔

حرف او کے ساتھ حضور ﷺ کا ارشاد بتاتا ہے کہ پانی کی طبعی طہوریت کے خاتمہ کے لئے طبعی رنگ، مزہ، بو، سب کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ جزوی تغیر کافی ہے چنانچہ فقہاء نے پانی کی طبعی طہوریت کے زوال کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اس سے اس کی مزید توضیح ہوتی ہے، دیکھئے: (رد المحتار ۱/ ۳۳۶ - ۳۳۷، بدائع الصنائع ۱/ ۸۳)۔

ہر شئی کا اپنا معیار

ہر چیز کی اپنی طبعی خصوصیات اور فطری صفات ہوتی ہیں کوئی ضروری نہیں کہ ہر چیز میں تغیر و تبدیل کا وہی تدریسی یا پہلو دار ضابطہ جاری ہو جو پانی میں جاری ہوتا ہے یا ہر چیز اپنے اندر اسی طرح متعدد اوصاف و خصائص رکھے جس طرح کہ پانی میں موجود ہیں، اشیاء مختلف میں بعض ایسی چیز بھی ہو سکتی ہے جس میں کوئی ایک وصف ہی طبعی اور فطری ہو اور اسی ایک کی تبدیلی سے اس پر تبدیلی ماہیت کا فیصلہ کر دیا جائے مثلاً شراب اس میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہے کڑواہٹ (مرارۃ) اور اس کا نشہ اسی وقت تک رہے گا جب تک کہ یہ وصف اس میں موجود ہو، اس لئے کہ شراب میں سرکہ یا نمک اور کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے، جس سے اس کی تلخی ختم ہو کر کھٹا پن (حموضہ) میں بدل جائے تو شراب کی ماہیت باقی نہ رہے گی اور اب اس پر سرکہ کا اطلاق ہوگا، البتہ ایسی چیزوں میں جس میں ایک ہی وصف طبعی ہو ان میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ تبدیل ماہیت کے لئے ضروری ہے یا اس کا زیادہ تر حصہ ختم ہو جانا کافی ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ

ضروری ہے اور اگر مثلاً شراب میں تھوڑی سی تلخی بھی باقی رہ گئی تو اس کا استعمال حلال نہ ہوگا، اس لئے کہ ابھی وہ شراب ہی ہے، اس پر سے شراب کا اطلاق ساقط نہیں ہوا ہے لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد کا خیال یہ ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ ضروری نہیں ہے، خاص کر شراب کے بارے میں ان دونوں حضرات کا کہنا ہے کہ اگر تھوڑا سا کھٹا پن بھی اس میں پیدا ہو جائے تو وہ شراب نہیں رہے گی بلکہ سرکہ قرار پائے گی اور اس کا استعمال درست ہوگا (دیکھئے بدائع الصنائع ۱/۸۵، رد المحتار ۱/۲۰۳)۔

قلب ماہیت اور عموم بلوی

قلب ماہیت کی اعتباری حیثیت میں عموم بلوی کا بڑا دخل ہے اور عموم بلوی کے زیادہ تر مسائل کی اساس تساہل اور چشم پوشی پر ہوتی ہے، ان میں عام لوگوں کو دقتوں سے بچانے کے لئے کئی طرح کے منفی امکانات و احتمالات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، علامہ حصکفیؒ نے الخزائن کے حوالے سے تیس سے زیادہ ان مطہرات کا حوالہ دیا ہے جو بعض یقینی شبہات کے باوجود تطہیر کا فائدہ دیتے ہیں:

- مثلاً ناپاک فرش پر پانی بہا دیا جائے تو پاک ہو جائے گا جب کہ ناپاک قطرات کے باقی رہنے کا پورا امکان موجود ہے۔
- پانی ایک جانب سے داخل ہو رہا ہو اور دوسری جانب سے نکل رہا ہو تو یہ ماء جاری ہے اگر اس میں خاصی مقدار میں نجس پانی مل جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔
- ایک کپڑے میں نجاست لگی مگر بھول گیا کہ کہاں لگی تو سوچ کر کسی گوشے کو دھو دینا کافی ہے۔
- ناپاک زمین خشک ہو جائے تو پاک ہے۔

● خف پر نجاست لگی تو رگڑ دینا کافی ہے۔

● کپڑے پر منی لگی تو کھرچ دینا کافی ہے۔

● کنواں میں نجاست گر گئی اور اس کے اندر چشمہ جاری ہو تو پانی کی ایک مقدار کا نکال دینا کافی ہے اور اسی سے کنواں کی دیوار اور ڈول سمیت بقیہ پانی بھی پاک ہو جائے گا۔

● مسلک شافعی کے مطابق چھوٹے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا کافی ہے نجاست کا باقاعدہ اخراج ضروری نہیں (شامی ۱/ ۲۱۵)۔

اس طرح کے بیسوں مسائل کتب فقہ میں موجود ہیں جن میں نجاست اور گندگی کے باقی رہنے کے قوی امکانات موجود ہیں پھر بھی لوگوں کے ابتلاء عام کی بناء پر شریعت نے ان کو نظر انداز کیا ہے، اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انقلاب ماہیت کا مسئلہ بھی چونکہ اسی قبیل سے ہے، اور اسی لئے فقہاء حنفیہ نے انہی تمیں مطہرات کے ذیل میں انقلاب عین کو بھی شمار کیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی تسامح اور چشم پوشی کا اصول کو نظر انداز نہ کیا جائے اور اسی لئے یہ قول زیادہ قرین مصلحت ہے کہ بنیادی عناصر کی کلی تبدیلی کے بجائے جزوی تبدیلی کافی ہے۔

نام کی تبدیلی کا اثر

علامہ ابن حزم ظاہری نے "المحلی" میں اس موضوع پر کافی مفصل کلام کیا ہے ان کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسی چیز کی بنیادی صفات میں ایسی تبدیلی کہ اس سے نام تبدیل ہو جائے، انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہے، انہوں نے اس کی بہت سی مثالیں دی ہیں اور پھر کہا ہے:

"الاحکام للاسماء والاسماء تابعة للصفات التی هی حد ما هی فیه المفرق بین انواعه" (۱/ ۳۰۸) (احکام اسماء پر مرتب ہوتے ہیں اور اسماء ان صفات کے تابع ہیں جو ان کی مختلف قسموں کے درمیان وجہ امتیاز ہیں)۔

انہوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اللہ نے ہمیں جس نام سے مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے اگر وہ نام باقی نہیں رہے تو حکم بھی باقی نہ رہے گا اور ہم اس کے مکلف نہ ہوں گے (۱/ ۴۸)، نام کی تبدیلی سے ماہیت اور حکم کی تبدیلی کو فقہاء حنفیہ نے بھی تسلیم کیا ہے (عالمگیری ۱/ ۹، رد المحتار ۱/ ۲۲۶، بدائع الصنائع ۱/ ۹۳)۔

انقلاب ماہیت میں مادہ تبدیل نہیں ہوتا ہے

مگر ابن حزم نے ذرا وضاحت کے ساتھ اس سے اگلی بات بھی تحریر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس کو ہم انقلاب ماہیت کہتے ہیں اور جس کی بنیاد پر ہم حکم کے تغیر کا فیصلہ کرتے ہیں اس میں نفس ذات تبدیلی نہیں ہوتی وہ قائم رہتی ہے اس کے صرف بنیادی عناصر تبدیل ہوتے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے المحلی ۱/ ۱۶۲، دلیل العروۃ الوثقی ۲/ ۱۳۹)۔

انقلاب صورت کی شکلیں

یہ انقلاب صورت بالعموم دو طریقے پر ہوتا ہے، کبھی یہ ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت (جس سے صورت تیار ہوئی تھی) کسی خارجی سبب سے پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور اس تفرق کے نتیجے میں نئی صورتیں اور نئے اطلاقات وجود میں آتے ہیں، مثلاً کسی نجس لکڑی کو جلا دیا جائے تو لکڑی کے عناصر جل کر بکھر جائیں گے اور راکھ، دھواں اور بھاپ میں تبدیل ہو جائیں گے جل کر بکھر جانے کی بناء پر متعدد صورتیں اور متعدد نام وجود میں آئیں گے مگر مادہ تو ایک ہی رہے گا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت تو ختم نہیں ہوتی لیکن وہ دوسری نوعیت میں تبدیل ہو جاتی ہے مثلاً گدھا نمک میں گر کر نمک بن جائے (دلیل العروۃ الوثقی ۲/ ۱۳۹، بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۹/ ۵)۔

۱- انقلاب ماہیت کے لئے اصل مادہ اور حقیقت کی تبدیلی ضروری نہیں، طبعی خصوصیات اور بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے۔

۲- طبعی خصائص اور بنیادی عناصر میں بھی تمام کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کے غالب عنصر کا تبدیل ہو جانا کافی ہے۔

۳- اس کا مطلب ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد سابق اصل کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہ سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو انقلاب ماہیت قرار دیا جائے گا۔

۴- خارجی یا غیر بنیادی اوصاف کے تغیر و تبدل کا اعتبار نہیں اور اس طرح کے تغیر سے انقلاب ماہیت کا تحقق نہیں ہوگا۔

۵- کسی چیز میں ایسی صوری و حقیقی تبدیلی کہ اس سے اس کا نام بدل جائے اور کسی دوسرے نام کا اس پر اطلاق ہونے لگے یہ بھی انقلاب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے۔

۶- ہر چیز کے طبعی خصائص مختلف ہوتے ہیں اس کا فیصلہ ہر شی کی اس کی خاصیت اور موقع استعمال کے لحاظ سے کسی ماہر شخص کے تجزیہ کے مطابق کیا جائے گا۔

۷- فقہ حنفی کی رو سے انقلاب ماہیت کے مسئلے میں مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، نجس العین اور غیر نجس العین ہر دو کے مختلف اجزاء کا حکم یکساں ہے، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں اس قسم کی ایک تفریق کی گئی ہے مگر وہ حقیقی بنیادوں پر نہیں ہے۔

۸- فقہاء نے مختلف ابواب کے تحت قلب ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شی کے اندر دوسری شی کا ملانا، ہوا لگانا، دباغت دینا، وقت گزرنا وغیرہ، آج کے جدید ترین دور میں تو قلب ماہیت کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں۔

آج کھانے پینے اور دیگر استعمالی اشیاء میں کثرت سے اس قسم کے تغیرات ہوتے ہیں، مثلاً:

ناپاک تیل یا کسی ناپاک سیال مادہ سے دباغت دیا گیا، ان صورتوں میں امام محمدؒ اور بعض روایات کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کا خیال ہے کہ ان کو پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے، مگر امام ابو یوسفؒ گیہوں اور کھال کے بارے میں کہتے ہیں کہ تین بار پانی سے صاف کیا جائے اور ہر بار سکھایا جائے، گوشت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پاک پانی میں تین بار پکایا جائے اور ہر بار خشک اور ٹھنڈا کیا جائے۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"وما قاله محمد أقيس وما قاله أبو يوسف أوسع" (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵) (امام محمدؒ کا قول قیاس کے مطابق ہے لیکن امام ابو یوسف کے قول کی بنیاد توسع پر ہے)۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں جن میں عموم بلوی کے پیش نظر عام ضابطہ سے ہٹ کر لوگوں کی حاجات کا خیال رکھا گیا ہے، کنواں میں نجاست گرگئی، پورا کنواں ناپاک ہوگیا، مگر مختلف چیزوں کے تناسب سے مختلف مقدار مقرر کی گئی ہے کہ اتنے ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا، حالانکہ آخری ڈول سے قبل تک پورا پانی ناپاک تھا، اور آخری ڈول نکلتے ہی پورا پانی پاک ہوگیا، اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات بھی ناپاک نہیں رہے۔

علامہ کاسانیؒ امام محمدؒ کے قول کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس لئے کہ آخری ڈول نجاست کے لئے شرعاً متعین ہے، اس دلیل سے کہ کنواں کے سرے پہ آخری ڈول جونہی نکل جاتا ہے بعینہ پانی پاک ہوجاتا ہے، رہے اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات تو دفع حرج کے لئے شرعاً اس کی نجاست کا اعتبار ساقط ہے، اس لئے کہ ان قطرات پر نجاست کا حکم لگایا جائے تو کنواں کبھی پاک نہ ہوگا، لوگوں کو نجاست گرنے کے بعد کنواں کی طہارت کی ضرورت ہے۔

مذکورہ مسائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی بلکہ عموم بلوی کے تمام مسائل

میں فقہاء نے کافی رعایت کا معاملہ کیا ہے، اس روشنی میں اگر کسی نہر، یا ندی کا گندا پانی فلٹر کر کے صاف کردیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا، ایک تو انقلاب ماہیت کی بنیاد پر، دوسرے اس لئے کہ آج شہروں میں لوگوں کو استعمالی پانی کی جو دقت ہے اس کے پیش نظر اس میں توسع کا پہلو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

ناپاک چربی سے تیار ہونے والے صابن کا حکم

آج کل صابن میں عموماً چربی ڈالی جاتی ہے اور یہ چربی مردار کی بھی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے لیکن یہ چربی دوسری اشیاء کے ساتھ مل کر جب صابن میں تبدیل ہوگئی، تو اب یہ مردار کی چربی نہیں رہی، اب یہ پاک صابن ہے اور اس کا استعمال درست ہے، فقہاء نے اپنی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اس جزئیہ کو بیان کیا ہے (دیکھئے ردالمحتار ۱/ ۵۸)۔

ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ مرہم

فقہ حنفی کی کتابوں میں ہڈیوں سے تیار ہونے والی کسی چیز کا صراحتاً ذکر تو نہیں ملا، لیکن انقلاب ماہیت کے متعلق بہ اصول پر اس کی پوری گنجائش نظر آتی ہے، البتہ فقہ مالکی کی کتاب "حطاب علی خلیل" میں مردار کی ہڈی سے تیار شدہ مرہم کا ذکر موجود ہے اور اس کے بارے میں مختلف روایات نقل کئے گئے ہیں، امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کا مرہم لگائے ہوئے ہو تو اس حالت نماز نہیں پڑھ سکتا، ابن عرفہ نے بھی یہ بات شیخ کی روایت سے نقل کی ہے، لیکن ابن ماجشون سے منقول ہے کہ یہ مرہم لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یعنی یہ پاک ہے، فقہ مالکی میں بھی انقلاب ماہیت کا اصول تسلیم کیا گیا ہے، اس سے ابن ماجشون کے نظریہ کو تقویت ملتی ہے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ خالص ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے مرہم یا ٹوتھ پیسٹ تیار نہ کیا گیا ہو بلکہ بہت سی اشیاء سے مل کر تیار کیا گیا ہو، بہت ممکن ہے مذکورہ اختلاف

شاید صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہو جب کہ پورا مرہم ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے تیار کیا گیا ہو، اور اس میں کوئی اور شی نہ ملائی گئی ہو، اس صورت میں بالیقین انقلاب ماہیت مشکوک ہو جاتا ہے (الحطاب علی الخلیل ۱/ ۱۰۶ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی مصر ۶/ ۱۰)۔

انگریزی اور ہومیو پیتھ دواؤں کا حکم

یہاں ایک اہم ترین مسئلہ ان دواؤں کا ہے جن میں الکحل یا دوسری نجس اشیاء، (مثلاً مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ) ڈالی جاتی ہیں جو دوا کے مختلف اجزاء سے مل کر ایک نئی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، آج کل زیادہ تر انگریزی دواؤں اور ہومیو پیتھ دواؤں کا یہی حال ہے۔

اس مسئلے پر ہم کئی اعتبار سے غور کر سکتے ہیں:

۱- حرام چیزوں سے علاج کا جواز ہے یا نہیں۔

۲- الکحل کی حقیقت کیا ہے؟ فقہ حنفی کی رو سے کیا اس پر قرآنی خمر کا اطلاق ہوتا ہے۔

۳- اور دواؤں میں ڈالنے کے بعد اس کی ماہیت بدل جاتی ہے یا نہیں؟

حرام چیزوں سے علاج کا مسئلہ

حرام اور ناپاک چیز سے علاج کے باب میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنابلہ مطلقاً عدم جواز کی طرف گئے ہیں، ان کے نزدیک نہ کسی حرام چیز سے علاج جائز ہے اور نہ ایسی چیز سے جائز ہے جس میں کوئی حرام یا ناپاک چیز ملائی گئی ہو (المغنی کتاب الاطعمہ ۱/ ۳۳۸، الشرح الکبیر ۱/ ۱۰۸)۔

شافعیہ کے نزدیک خالص حرام یا نجس چیز سے علاج درست نہیں، اسی طرح مسکرات سے علاج درست نہیں، البتہ اگر اس کو کسی جائز دوا میں اس طرح ملا دیا جائے کہ وہ باہم ایک دوسرے سے متمیز نہ ہو سکے، اور بالکل حل ہو جائے جس کو فقہی اصطلاح میں استہلاک کہتے ہیں، تو اس سے علاج درست ہے، بشرطیکہ یہ دوا تجویز کرنے والا ڈاکٹر ماہر ہو، اور اس مرض میں علاج

کے لئے یہ دوا متعین ہو، اور کوئی دوسری جائز دوا موجود نہ ہو (حاشیۃ الدسوقی [illegible])۔

یا دوسری جائز دوا موجود ہو مگر اس سے جلد شفایابی کا یقین نہ ہو، اور کسی دوسرے نے اس رائے کا اظہار کیا ہو (کشاف القناع [illegible]، المغنی [illegible]، الموسوعۃ الفقہیہ [illegible])۔

مالکیہ اس باب میں حنابلہ کے ہم خیال ہیں (تفسیر قرطبی [illegible]، المنتقی [illegible])۔

البتہ انتہائی شدید صورت حال میں خارجی استعمال کے لئے اس کی اجازت دیتے ہیں (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/۱۲۰)۔

حنفیہ کا نقطہ نظر

حنفیہ کے درمیان اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، امام ابو حنیفہ سے مشہور روایت یہ ہے کہ حرام چیزوں سے علاج درست نہیں، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک درست ہے (مبسوط [illegible])۔

متاخرین علماء حنفیہ نے دونوں قول کو ملا کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ طبیب حاذق مریض کے لئے کوئی حرام دوا تجویز کرے اور کہے کہ اس کے علاوہ کوئی جائز دوا موجود نہیں ہے تو ایسے مریض کے لئے حرام دوا استعمال کرنا جائز ہے (بحر الرائق ۸/۲۸۰)۔

حنفیہ کا یہی قول معتدل ہے، فقہ حنفی کے کئی جزئیات سے اس کی تائید ہوتی ہے، پیاسے کو ضرورۃً شراب پینے اور بھوکے کو مردار کھانے کی اجازت ہے، اور نکسیر کی صورت میں بطور علاج مریض کی پیشانی پر خون سے سورۂ فاتحہ لکھا جا سکتا ہے، اور اگر معلوم ہو جائے کہ پیشاب سے لکھنے میں شفا ہوگی تو اس کی بھی گنجائش ہے (رد المحتار [illegible])۔

تو کسی ایسی دوا کا استعمال کیوں جائز نہ ہوگا جس میں حرام چیز ملی ہوئی ہو یا ناپاک مادہ سے تیار ہوئی ہو۔

اس کی حرمت کی وجہ کیا ہے؟ دراصل خمر کے تعلق سے قرآن میں آیت آئی ہے:

"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ" (سورہ مائدہ) (شراب، جوا، بت، تیر شیطانی عمل ہے اس لئے اس سے پرہیز کرو)۔

مگر خمر کس قسم کی شراب کو کہتے ہیں، فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کا اطلاق حقیقی معنی میں صرف انگوری شرابوں پر ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا دو ثلث جلا نہ دیا گیا ہو، دوسری شرابوں پر اس کا اطلاق مجازا ہے یا بالواسطہ ہے۔ ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) کے نزدیک خمر ہر قسم کی شراب کو کہتے ہیں۔ صاحب قاموس نے لغوی طور پر خمر کا اطلاق ہر قسم کی شراب پر کیا ہے، مگر امام لغت علامہ زمخشری نے اس کے لغوی معنی وہی بتائے ہیں جو امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ علامہ زمخشری کا مقام صاحب القاموس سے مقدم ہے (العرف الشذی علی الترمذی ص ۲۸۵)۔

دیگر ائمہ نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور نے ہر مسکر پر خمر کا اطلاق فرمایا ہے اور انگوری و غیر انگوری کی تفریق نہیں کی ہے، مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"كل مسكر خمر وكل خمر حرام" (مسلم شریف ج ۲ ص ۱۶۷) (ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے)۔

مگر حنفیہ اس طرح کی روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ خمر کا اطلاق تمام مسکرات پر حقیقی طور پر نہیں بلکہ معنوی طور پر ہے، اس لئے کہ لغت اور عربوں کے حقیقی اطلاق کے لحاظ سے خمر کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے، یا دو تہائی سے کم پکی ہوئی انگوری شراب پر، اور قرآن نے حرمت کا حکم خمر پر عائد کیا ہے، اس لئے کہ یہ حکم صرف اس کے حقیقی معنی ہی پر عائد ہوگا۔ باقی شرابیں جو معنوی اشتراک کی بنا پر خمر کی ذیل میں آتی ہیں وہ صفت سکر کے ساتھ مقید ہے، اس لئے ان کی حرمت کا ثبوت اجتہاد یا اخبار آحاد سے ہے، اس لئے ان کو وہ قطعیت حاصل نہیں

ہے جو حقیقی خمر کو حاصل ہے اور جو مسئلہ اجتہاد اور قیاس سے ثابت ہو وہ اپنی علت کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، اگر کسی صورت میں وہ علت موجود نہ ہو تو وہ حکم بھی عائد نہ ہوگا، مثلاً انگور کے شیرہ کو اتنا پکا دیا جائے کہ اس کا دو تہائی جل جائے اور صرف ایک تہائی باقی رہ جائے یا انگور کے علاوہ دوسری دوسری چیز کی شراب اگر اس کو تھوڑا پینے سے نشہ نہ آئے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک اس کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اس کا استعمال نیک مقاصد مثلاً تقویت یا علاج وغیرہ کے لئے کیا گیا ہو، محض لہو ولعب مقصود نہ ہو، اور صرف اتنی مقدار ہی استعمال کی جائے جس کے بارے میں یقین یا غلبہ گمان ہو یا عادتاً علم ہو کہ اس سے نشہ پیدا نہ ہوگا، البتہ امام محمدؒ کو اس رائے سے اختلاف ہے (بدائع الصنائع ۵/ ۱۱۳، حاشیہ ابن عابدین مع الدر المختار ۵/ ۲۹۱)۔

حنفیہ کے دلائل

ان حضرات کے سامنے ایک تو لغوی اطلاق ہے، دوسرے بعض روایات وآثار سے ان کو تقویت ملتی ہے مثلاً، نبی کریم ﷺ نے کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "الخمر من هاتين الشجرتين" (صحیح مسلم ۳/ ۱۵۷۳، سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۳۶۷۸)۔

حضرت عبداللہ ابن عمر روایت کرتے ہیں:

"أن النبي ﷺ أوتي نبيذ فشمه فقطب وجهه لشدته ثم دعا بماء فصبه عليه شرب منه" (دار قطنی ۴/ ۲۶۴، المجتبیٰ ۸/ ۳۲۴) (نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نبیذ لائی گئی آپ نے اس کو سونگھا تو چہرہ مبارک اس کی شدت کی وجہ سے متغیر ہوگیا، پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس میں ڈالا اور پھر اس کا کچھ حصہ نوش فرمایا)۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک برتن میں نبیذ بناتے تھے، ہم ایک مٹھی کھجور اور

ایک مٹھی کشمش اس میں ڈال دیتے تھے، پھر پانی دیتے تھے، اس طرح ہم صبح نبیذ بناتے تو حضور رات میں نوش فرماتے اور رات میں بناتے تو صبح میں نوش فرماتے تھے" (ابن ماجہ ص ۲۴۰)۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں مروی ہے انہوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو تحریر فرمایا:

"میرے پاس شام سے شراب آئی جس کو پکا کر دو ثلث جلا دیا گیا اور ایک ثلث باقی رہا تو اس سے اس کے شیطانی اور جنونی اثرات ختم ہو گئے، اور طیب و حلال حصہ باقی رہ گیا، اپنی طرف مسلمانوں کو حکم دو کہ اپنے مشروبات میں توسع سے کام لیں" (نیل الاوطار ۸ / ۲۰۵)۔

اس سے اشارہ ملتا ہے کہ جب تک شراب کا دو تہائی حصہ نہ جلا دیا گیا ہو اس کی قوت سکر باقی رہتی ہے اور دو تہائی جل جانے کے بعد وہ لائق استعمال بن جاتی۔

خمر اور دوسری شرابوں میں فرق

ان روایات سے امام ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ انگوری مخصوص شرابوں کے علاوہ تمام شرابوں کی حرمت قطعی نہیں ہے، بلکہ اجتہادی ہے یعنی اس کی حرمت سکر کے ساتھ مشروط ہے اور بہت تھوڑی مقدار جو کسی جائز مقصد کے لئے استعمال کی جائے اور سکر پیدا نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

انگوری کی حرمت چونکہ قرآن سے صاف طور پر ثابت ہے، اس لئے یہ شراب اپنے حقیقی مصداق میں بلا کسی علت کے حرام ہے، اور اس کا قلیل اور کثیر دونوں حرام ہے، لیکن دوسری شرابیں حرام تو ہیں مگر اتنی تھوڑی مقدار جس سے نشہ پیدا نہ ہو (اس کا فیصلہ ڈاکٹر کی تجویز، غلبہ گمان اور عادت سے کیا جائے گا) اس کی گنجائش ہے۔

غیر انگوری شرابوں کی نجاست کا مسئلہ

یہیں پر اس کی نجاست کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ غیر انگوری شرابوں کی جو مقدار

حلال ہے وہ پاک بھی ہے، اس لئے کہ اگر وہ ناپاک ہوتی تو اس کا استعمال بھی جائز نہ ہوتا، اللہ نے کسی گندی اور ناپاک چیز کو انسانوں کے لئے حلال نہیں کیا ہے، اس نے صرف پاکیزہ چیزوں کو حلال کیا ہے جس کا اشارہ قرآنی لفظ "طیبات" سے ملتا ہے۔ طیبات کا اطلاق بہت ہی پاکیزہ چیزوں پر ہوتا ہے، لیکن حرمت کے لئے ناپاک ہونا ضروری نہیں، بعض پاک چیزیں بھی حرام ہیں، مثلاً ہر قاتل پاک ہے مگر حرام ہے۔

الکحل کا مسئلہ

الکحل (جوکہ جوہر شراب ہے) اس کا استعمال آج کل عام ہے، الکحل سے پاک چیزوں کی کمی کی بنیاد پر آج لوگوں کے لئے کافی دقتوں کا سامنا ہے، الکحل کن چیزوں سے تیار ہوتا ہے، مولانا تقی عثمانی صاحب نے تکملہ فتح الملہم میں اپنی تحقیق پیش کی ہے (دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۵۱)۔

تیسرا پہلو ہے انقلاب ماہیت، الکحل اسپرٹ یا خون یا اس طرح کی کوئی حرام اور ناپاک چیز کو دوا میں ڈال کر کیمیاوی عمل کے بعد ایک مرکب تیار کرلیا گیا، تو ان نجس اشیاء کی ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں؟ اوپر تبدیلی ماہیت سے متعلق جو مباحث پیش کئے گئے ہیں، اس کی روشنی میں یہ بھی انقلاب ماہیت کی صورت معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ شراب میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہوتا ہے، مرارہ (تلخی) یا سکر، دوا میں ڈالنے کے بعد اس کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے، اس لئے کہ انگریزی دوائیں پینے سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، ممکن ہے زیادہ مقدار استعمال کرنے پر غشی یا چکر کی کیفیت پیدا ہو، مگر یہ دوا کی قوت کا اثر بھی ہو سکتا ہے، سکر ہونا ضروری نہیں، البتہ الکحل کا نفس مادہ ختم نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی کیفیت سکر ختم ہو جاتی ہے، نفس مادہ اپنی دوسری خصوصیات اور قوت کے ساتھ دوا کے اندر موجود رہتا ہے، اس لئے کہ دوا میں

تیسرے الکحل یا اس جیسی کسی حرام و نجس چیز دوا میں ڈالنے کے بعد اپنی ماہیت تبدیل کر لیتی ہے، غرض ان تینوں پہلوؤں میں سے کوئی پہلو ایسا نہیں جس سے ان دواؤں کی حرمت یا نجاست ثابت ہو سکے، بالخصوص آج جب کہ ان دواؤں کے سوا کوئی اور متبادل طریقۂ علاج آسانی سے میسر نہیں، آج کے دور میں ان دواؤں کے تعلق سے کوئی نئی بات سوچنا لوگوں کو دقت میں ڈالنا ہے۔

جلاٹین کا مسئلہ

آج کل جلاٹین کا معاملہ بھی بہت اہم ہے اور اس کے سلسلہ میں بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوالات اٹھتے ہیں، جلاٹین سے میں صحیح طور پر واقف نہیں کہ کیا ہے اور کس چیز سے بنتا ہے لیکن جیسا کہ سوالنامہ میں لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے، کیونکہ دباغت دینے اور دواؤں کے ذریعہ تبدیل کرنے کا عمل شرعی لحاظ سے بالکل درست ہے، اور اس عمل سے ناپاک کھال پاک ہو جاتی ہے البتہ خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی، اور اگر صرف خنزیر کی کھال یا ہڈی ہی سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ نجس العین ہے اور نجس العین دباغت سے پاک نہیں ہوتا (ہدایہ ۱/ ۴۴۴، ۲۵)۔

زیادہ سے زیادہ بوقت ضرورت خنزیر کا بال استعمال کرنے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے۔ البتہ اگر ایسی صورت ہو کہ خنزیر کی کھال یا ہڈی ریزہ ریزہ ہو کر دوسری جزء اشیاء میں اس طرح مل جائیں کہ باہم تمیز نہ ہو سکے جس کو فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک تعبیر کرتے ہیں، ایسی صورت میں خیال یہ ہوتا ہے کہ قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

لیکن یہ سارے مسائل اس وقت ہیں جب یقین سے معلوم ہو کہ فلاں چیز میں خنزیر کا جز شامل کیا گیا ہے، محض شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔

خلاصۂ تجاویز

۱- ہر شئی کے بنیادی عناصر کی تعیین اس کی ساخت اور مزاج کے مطابق ہوگی، کبھی کسی شئی میں کئی بنیادی عناصر ہوں گے اور کبھی ایک ہی کوئی بنیادی عنصر ہوگا، خارجی اوصاف وظاہری شکلوں کے تغیر سے ماہیت تبدیل نہیں ہوتی، بلکہ حقیقت کے اعتبار سے تبدیلی ماہیت کے لئے تغیرات اور تبدیلی لازم وضروری ہیں۔

۲- انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئی کے بنیادی عناصر کا بدل جانا ضروری نہیں۔ بلکہ اس کے مناسب حصہ کا بدل جانا کافی ہے۔

۳- انقلاب ماہیت کے لئے ضروری نہیں کہ سابقہ اصل کی تمام خصوصیات فنا ہو جائیں۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلے میں فقہ حنفی اور فقہ مالکی کی رو سے مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نجس العین اور غیر نجس العین سب کا حکم یکساں ہے البتہ فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں اس قسم کا کچھ فرق موجود ہے مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرق نجاست کی نوعیت کا نہیں بلکہ ثبوت کی نوعیت کا ہے، شوافع اور حنابلہ نے انقلاب ماہیت کو صرف انہیں اشیاء تک محدود رکھا ہے جہاں منصوص طور پر ثابت ہے، غیر منصوص چیزوں میں اس قسم کا انقلاب وہ تسلیم نہیں کرتے اور نہ اس کو موثر مانتے ہیں۔

۵- قلب ماہیت کے متعدد اسباب کتب فقہ میں مذکور ہیں مثلاً جلانا، دھوپ لگانا، کسی شئی کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا اور فن کے ترقی یافتہ دور میں تو تجزیہ اور مزید زیادہ موثر اسباب موجود ہیں۔

۶- فلٹر کرنے یا تقطیر کرنے وغیرہ کا عمل بھی قلب ماہیت ہے اور اگر گندے اور غلیظ پانی کو فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا۔

۷- دواؤں میں جو اشیاء کا اختلاط ہوتا ہے اگر وہ دوسرے اجزاء میں اس طرح مل جائے کہ باہم متمیز نہ ہو سکے خواہ وہ اصلی ہو یا اور کوئی چیز ہو یہ قلب ماہیت ہے، اور قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کا جواز فراہم ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں فقہ شافعی اور فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق مذکورہ الکحل بھی درست ہے، کیونکہ الکحل کا تعلق شراب کی اس قسم سے ہے جو انگور اور تمر سے نہیں بنتی۔

۸- مردار کی چربی جو صابن، کاسمیٹک یا ٹوتھ پیسٹ میں ملائی جاتی ہے وہ قلب ماہیت کی بنیاد پر پاک اور اس کا استعمال جائز ہے۔

۹- مذبوحہ جانوروں کا خون یا ان کے دیگر اجزاء اگر دوسری دواؤں میں ڈالنے کے بعد بالکل خلط ہو گئے ہوں اور ان کا مجموعی مزاج تبدیل ہو گیا ہو تو یہ قلب ماہیت ہے اور ان دواؤں کا بضرورت استعمال درست ہے۔

۱۰- جیلاٹین کا معاملہ بھی سامنے آنے کے مطابق قلب ماہیت کا معلوم ہوتا ہے اور اس بنیاد پر اس کے جواز کی گنجائش نظر آتی ہے، البتہ صرف خنزیر کے چمڑے یا ہڈی کو دباغت دے کر یا مسالہ ڈال کر کوئی استعمال کی چیز بنائی جائے اور اس میں دوسری جائز اشیاء کا اختلاط نہ کیا جائے تو اس کے استعمال کا جواز نہیں ہے، اس لئے کہ نجس العین دباغت یا کسی قسم کے کسی عمل تطہیر سے پاک نہیں ہوتا، البتہ دوسری اشیاء میں اختلاط کے بعد اگر قلب ماہیت ہو جائے تو اس کے جواز کی گنجائش ہے۔

ہیں، اور محال یہ ہے کہ تانبا ہوتے ہوئے سونا بن جائے، کیونکہ کسی شی کا زمانِ واحد میں تانبا اور سونا دونوں ہونا محال ہے، اور قلب حقیقت کا ثبوت ان دونوں اعتباروں میں سے کسی بھی ایک سے ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: "فإذا هي حية تسعى (حضرت موسیٰ کا عصا اچانک سانپ بن کر دوڑنے لگا) کے سلسلہ میں ائمہ تفسیر متفق ہیں، ورنہ اگر یہ ثابت میں انقلاب حقیقت نہ مانا جائے تو معجزہ باطل ہو جائے گا، اسی پر یہ بات بھی مبنی ہے کہ علم کیمیا، جو قلب حقیقت تک پہنچاتا ہے اس شخص کے لئے اسے سیکھنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے جو اس علم سے یقینی طور پر واقفیت رکھتا ہو اور دوسرے قول کے مطابق جو انقلاب حقیقت کے عدم ثبوت کا ہے، علم کیمیا کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ دھوکہ ہے، پوری تفصیل ابن حجر کے تحفہ میں موجود ہے، ہم شروع کتاب میں اس سلسلے میں اس سے زائد گفتگو پیش کر چکے ہیں" (رد المحتار [illegible])۔

آغاز کتاب کی جس عبارت کا حوالہ علامہ شامی نے یہاں دیا ہے (اس کے لئے دیکھئے ردالمحتار ۱/ ۳۳)۔

علامہ شامی ان تفصیلات کے بعد پھر لکھتے ہیں:

"والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكروه في انقلاب عين النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكاً ونحو ذلك والله أعلم" (رد المحتار ۱/ ۳۴) (ظاہر یہ ہے کہ ہمارا (راجح) مذہب انقلاب حقائق کے ثبوت کا ہے، اس کی دلیل وہی ہے جو فقہاء کرام نے عین نجاست کے بدلنے میں ذکر کی ہے جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، خون کا مشک بن جانا اور اس کے مثل دوسری چیزیں، واللہ اعلم)۔

انقلاب ماہیت سے حکم کی تبدیلی

جس کسی شی کی حقیقت و ماہیت بدل جاتی ہے تو اس کے اوصاف و آثار، امتیازات

وخصائص تبدیل ہو جاتے ہیں، نام بدل جاتا ہے، صورت بدل جاتی ہے تو حکم بھی بدل جاتا ہے۔ اگر ناپاک چیز پاک کی حقیقت و ماہیت اختیار کرے تو پاکی کا حکم حاصل کرے گی، پاک شئی ناپاک شئی کی حقیقت و ماہیت اختیار کرے تو ناپاکی کا حکم پائے گی۔

انقلاب ماہیت کے بعد حکم کی تبدیلی کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے، سورۂ مومنون میں تخلیق انسانی کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"ولقد خلقنا الانسان من سلٰلة من طين، ثم جعلنٰه نطفة في قرار مكين، ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظم لحما ثم انشأنٰه خلقا آخر فتبارك الله احسن الخالقين" (سورۂ مومنون ۱۲-۱۴) (ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے، اور اس کو ایک محفوظ ٹھکانے میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر نطفہ کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا، تو اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے بڑا بابرکت ہے)۔

نطفہ بھی نجس ہوتا ہے، نطفہ علقہ (بستہ خون) بنتا ہے، وہ بھی نجس ہوتا ہے۔ علقہ مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بنتا ہے، وہ پاک ہوتا ہے۔

انگور کا شیرہ پاک ہوتا ہے، جب وہ شراب بن جاتا ہے تو ناپاک ہو جاتا ہے، وہی شراب سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا بالاتفاق (۲۰)۔

معلوم ہوا کہ انقلاب ماہیت اور استحالۂ عین کے نتیجے میں وہ اوصاف بھی زائل ہو جاتے ہیں، جو پہلے موجود تھے۔

"فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (۲۱) (اس سے معلوم ہوا کہ استحالۂ عین کے ساتھ وہ وصف بھی زائل ہو جاتا ہے جو اس شئی پر مرتب ہوتا ہے)۔

انقلاب ماہیت کا حکم کب لگے گا؟

کسی شی کی حقیقت و ماہیت کب بدلتی ہے؟ یا بالفاظ دیگر وہ کون بنیادی اور جوہری عناصر ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے شی کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلتی؟ اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہو گئے ہوں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بنیادی عناصر درج ذیل ہیں:

۱- نام

۲- صورت و ہیئت

۳- رنگ

۴- بو

۵- مزہ

۶- امتیازات، خواص و آثار

جب یہ ساری چیزیں بدل جائیں گی تو کہا جائے گا کہ انقلاب ماہیت ہے، جیسے گوبر، ولید کا جل کر راکھ بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، ہرن کے خون کا مشک بن جانا، کتا، خنزیر یا کسی مردار کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، یا پاخانہ کا کیچڑ بن جانا۔

"استحالہ یعنی عین نجاست کا بدل جانا، کبھی بذات خود ہوتا ہے، کبھی کسی چیز کے واسطے سے، جیسے ہرن کے خون کا مشک بن جانا، اور جیسے شراب کا خود بخود سرکہ بن جانا، یا کسی چیز کے واسطے سے سرکہ بن جانا، مردار کا نمک بن جانا، کتے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، اور گوبر ولید کا جل کر راکھ بن جانا، ناپاک تیل کا صابن بن جانا، بالوعہ (کھاڑ کنواں) کی مٹی جب خشک ہو جائے اور اس کا اثر ختم ہو جائے، نجاست جب زمین میں دفن ہو جائے اور مرور زمانہ سے اس کا اثر ختم ہو جائے، یہ امام محمد کے قول پر ہے، امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ امام محمدؒ کے قول

ہو جائیں تو اس پر انقلاب ماہیت صادق آئے گا، اور کہا جائے گا کہ وہ سابق کے مقابلہ میں ایک دوسری چیز بن چکی ہے۔

مفتی نظام الدین صاحب اعظمی کہتے ہیں:

"قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں" (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۱)۔

مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

"تبدیل حقیقت، صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے، نہ کہ حل ہو جانے سے، جیسا کہ پیشاب کا قطرہ پانی میں مغلوب اور حل ہو جاتا ہے، اور نہ اڑ جانے سے، جیسا کہ کپڑا کو شراب میں بھگو کر دھوپ میں ڈال دینے سے شراب اڑ جاتی ہے، کوئی اثر نہیں رہتا ہے مگر کپڑا ناپاک ہی رہتا ہے" (فتاوی محمودیہ ۱/ ۴۲)۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

"فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت مطہر ہے، لیکن انقلاب وصف مطہر نہیں رد المحتار ۱/ ۲۳۵" (امداد الفتاوی ۱/ ۱۰۰)۔

مکمل انقلاب ماہیت اور اس کا حکم

اگر نجس اشیاء مکمل انقلاب ماہیت کے مرحلہ سے گزر جائیں اور کسی ایسی چیز کا نام و حقیقت وماہیت اختیار کرلیں جو پاک ہو تو وہ نجس اشیاء بھی انقلاب ماہیت کے بعد پاک مانی

جائیں گی۔ردالمحتار میں ہے:

"یجوز أکل ذلك الملح والصلوة علیٰ ذلك الرماد کما فی المنیة وغیرها وما فیها من أنه لو وقع ذلك الرماد فی الماء فالصحیح أنه ینجس فلیس بصحیح ا ﮪ لا علیٰ قول أبی یوسف" (ردالمحتار ۱/ ۳۰۹) (اس نمک کو (جو پہلے گدھا یا خنزیر تھا) کھانا اور اس راکھ پر (جو پہلے پاخانہ یا گوبرولید تھی) نماز پڑھنا جائز ہے، جیسا کہ منیہ وغیرہ میں ہے، اور جو اس میں یہ لکھا ہوا کہ اگر وہ راکھ پانی میں پڑجائے تو صحیح مذہب کے مطابق پانی ناپاک ہوجائے گا، یہ صحیح نہیں ہے، البتہ امام ابویوسف کے قول کے مطابق یہی بات ہے)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''گوبر جب جلادیا گیا اور راکھ بن گیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا، اسی پر فتویٰ ہے، ایسے ہی خلاصہ میں ہے، ایسے ہی پاخانہ بھی جل کر راکھ ہوجانے پر پاک ہے، ایسے ہی البحرالرائق میں ہے، جب بکری کا خون سے لت پت سر آگ میں جھونا گیا اور خون زائل ہوگیا تو اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا، نجس مٹی سے جب پیالہ یا ہانڈی بن گئی اور پکادی گئی تو پاک ہوگئی، ایسے ہی محیط میں ہے، پکی اینٹ، نجس پانی سے بنائی گئی اور آگ میں پکائی گئی تو پاک ہوگئی، ایسے ہی فتاوی الغرائب میں ہے، کسی عورت نے تنور دہکایا، پھر اسے ایسے تر کپڑے سے پونچھ دیا جو نجس تھا، پھر اس میں روٹی پکائی تو اگر تنور میں روٹی جانے سے پہلے آگ کی تپش سے تری ختم ہوچکی ہے تو روٹی ناپاک نہ ہوگی، ایسے ہی ''محیط'' میں ہے، تنور کو گوبرولید سے دہکا کر اس میں روٹی پکانا مکروہ ہے، لیکن اگر اسی تنور میں پانی کا چھینٹا مار دے تو مکروہ نہیں، ایسے ہی ''قنیہ'' میں ہے اور پاکی کے طریقوں میں سے استحالہ بھی ہے، نئے مٹکے میں شراب سرکہ بن گئی بالاتفاق پاک ہے، ایسے ہی قنیہ میں ہے۔ وہ روٹی جو شراب سے گوندھی گئی، دھونے سے پاک نہ ہوگی، اور اگر اس پر سرکہ بہایا گیا اور شراب کا اثر ختم ہوگیا تو پاک

ہے، ایسے ہی ظہیریہ میں ہے، جو روٹی شراب میں ڈال دی گئی پھر شراب سرکہ بن گئی تو اگر
شراب کی مہک باقی نہ ہو تو صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے، ایسے ہی پیاز جب شراب میں ڈالی گئی، پھر
شراب، سرکہ بن گئی تو پیاز پاک ہے، کیونکہ اس میں شراب کے جو اجزاء ہیں وہ بھی سرکہ بن
چکے ہیں، ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، اگر شراب پانی میں پڑی، یا پانی شراب میں پڑا
اور شراب سرکہ بن گئی تو پاک ہے، ایسے ہی خلاصہ میں ہے: جب شراب شوربے میں ڈالی گئی،
پھر اس میں سرکہ بھی ڈالا گیا، اگر شوربہ کھٹے پن میں سرکہ کی طرح ہو گیا تو پاک ہے: ایسے ہی
ظہیریہ میں ہے، چوہیا شراب میں گری، پھر پھٹنے سے پہلے نکال لی گئی اور وہ شراب سرکہ بن گئی تو
اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ چوہیا شراب میں مرنے کے بعد پھٹ گئی، پھر نکال
گئی اور وہ شراب سرکہ بن گئی تو اس کا کھانا حلال نہیں، ایسے ہی اگر کتے نے انگور کے شیرہ میں
منھ ڈال دیا پھر وہ شیرہ شراب بن گیا، پھر شراب، سرکہ بن گئی اس کا کھانا حلال نہیں، کیونکہ کتے
کا لعاب اس میں موجود ہے، وہ سرکہ نہیں بنا، ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، اگر پیشاب
شراب میں پڑ جائے پھر شراب، سرکہ بن جائے تو پاک نہیں، ایسے ہی خلاصہ میں ہے، نجس سرکہ
شراب میں ڈالا گیا، پھر سرکہ بن گیا، نجس ہی رہے گا، کیونکہ نجس متغیر نہیں ہوا، ایسے ہی فتاوی
قاضی خان میں ہے، گدھا یا خنزیر نمک کی کان میں گر گئے اور نمک بن گئے، یا بالوعہ (کھاد
کنواں) مٹی بن گیا، طرفین کے نزدیک سب کے سب پاک ہو گئے، امام ابو یوسف کا اختلاف
ہے، ان کے نزدیک پاک نہیں ہوئے، ایسے ہی محیط سرخسی میں ہے، انگور کے شیرہ کا عرق اتنا اس
نے جوش مارا اور شدت پیدا ہوئی اور جھاگ آ گیا (یعنی شراب بن گیا) پھر جوش ختم ہو گیا اور
ساکن ہو گیا اور گھٹ گیا، پھر سرکہ بن گیا، سرکہ اس کپڑے میں پڑا رہ گیا اور مدت لمبی ہوئی، کپڑا
پاک ہو گیا، ایسے ہی وہ کپڑا جس میں شراب لگ گئی، اسے سرکہ سے دھو دیا گیا تو پاک ہو گیا، ایسے
ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، نجس تیل صابن میں ڈالا گیا تو اس کی طہارت کا فتوی دیا جائے گا

کیونکہ متغیر ہو گیا، ایسے ہی زاہدی میں ہے" (فتاویٰ ہندیہ [illegible] نیز دیکھئے ردالمحتار [illegible])۔

علامہ شامی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف وصف بدل جانا انقلاب حقیقت نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اشیاء کے اوصاف تین ہیں، رنگ، بو، مزہ اور گاڑھا و پتلا ہونا، اشیاء کا مزاج و طبیعت کہلاتا ہے، لہٰذا اگر اوصاف ثلاثہ بھی بدل جائیں، طبیعت بھی بدل جائے، لیکن نام نہ بدلے، خواص نہ بدلیں، امتیازات نہ بدلیں، مختصر یہ کہ ایک نئی حقیقت و ماہیت کے ساتھ اس کی تعبیر نہ ہو سکے، تو اسے قلب ماہیت یا استحالہ نہیں کہہ سکتے، ناپاک چیز پاکی کا حکم نہیں اختیار کر سکتی۔

چند گرام شراب میں چند کلو پانی یا عرق گلاب، عرق کیوڑہ ملا دیا جائے، ظاہر ہے کہ شراب کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ تبدیل ہو جائیں گے، پھر بھی اسے طہارت کا حکم نہ ملے گا، کیونکہ یہ تحلیل ہے، استحالہ یا انقلاب نہیں۔

بعض صورتیں جن میں انقلاب ماہیت مانی گئی

سابقہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ شراب، سرکہ بن جائے تو انقلاب ماہیت ہے، اسی طرح گوبر و لید، پاخانہ جل کر راکھ ہو جائے تو انقلاب ماہیت ہے، گدھا و خنزیر وغیرہ نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائیں، نجس مٹی کے برتن بنا کر پکا دئے گئے، اینٹ بنا کر پکا دی گئی تو انقلاب ماہیت ہے، نجس تیل سے صابن بن گیا تو انقلاب ماہیت ہے، حتی کہ مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی سے صابن بن گیا تو بھی انقلاب ماہیت ہے (ردالمحتار [illegible] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند [illegible] عزیز الفتاویٰ [illegible] فتاویٰ رحیمیہ [illegible] احسن الفتاویٰ [illegible])۔

گندے پانی سے بنائے ہوئے نمک میں انقلاب ماہیت ہے (احسن الفتاویٰ [illegible])۔

بچھو جل کر راکھ ہو گیا، قلب ماہیت ہو جانے کی وجہ سے حلال ہے (امداد الفتاویٰ [illegible])۔

بعض صورتیں جن میں انقلاب ماہیت نہیں مانی گئی

کتے نے انگور کے شیرہ میں منہ ڈالا، شیرہ شراب بنادیا گیا، پھر شراب سرکہ بن گئی تو یہ انقلاب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ کتے کا لعاب اس میں موجود ہے، وہ سرکہ نہیں بنا، پیشاب، شراب میں پڑ گیا۔ شراب کا سرکہ بن گیا، انقلاب ماہیت نہیں ہوا، پیشاب اس میں موجود ہے، نجس سرکہ شراب میں ملا، شراب سرکہ بن گئی، پاک نہیں ہوئی، انقلاب ماہیت نہیں ہے، ناپاک سرکہ اس میں موجود ہے (فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۴۵)۔

ناپاک خشک انگور کا شیرہ بن گیا، ناپاک دودھ کا گویا پنیر بن گیا، ناپاک گیہوں کا آٹا بن گیا، آٹے کی روٹی پک گئی، قلب ماہیت نہیں ہوا سب ناپاک ہیں (رد المحتار ۱/ ۳۱)۔

پیشاب سے بنائے گئے نمک میں انقلاب ماہیت نہیں، ہاں البتہ اگر پیشاب نمک میں گر کر نمک بن جائے تو انقلاب ماہیت ہے (نظام الفتاویٰ)۔

پیشاب کو فلٹر کر کے اس کو مثل پانی اسی طرح کردیا گیا جس طرح سمندر کا کھارا پانی میٹھا بنایا جاتا ہے تو انقلاب ماہیت نہیں ہوا۔ پیشاب نجس العین ہے جو بچا ہوا ہے، وہ بھی پیشاب ہی ہے (نظام الفتاویٰ)۔

تارکول میں ڈالی گئی، قلب ماہیت نہیں ہوا (فتاویٰ محمودیہ ۱/ ۳۱)۔

برش میں سور کے بال لگانا قلب ماہیت نہیں ہے (کتاب مذکور ۱۲/ ۳۴۲)۔

گندھک کو پیشاب میں اتنا پکایا گیا کہ پیشاب باقی نہیں رہا تو بھی گندھک ناپاک ہے، قلب ماہیت نہیں ہوا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۴۲)۔

دواؤں اور معجون وغیرہ میں نجس اشیاء کا استعمال انقلاب ماہیت نہیں ہے، دواء کے مجموعی اثر اور خاصیت کو انقلاب عین نہ کہا جائے گا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۳۱)۔

انقلاب ماہیت اور موروثی خصوصیات کا معاملہ

انقلاب ماہیت سے گزرنے والی چیز، خواہ نجس العین ہو (مثلاً شراب، گوبر، لید، پاخانہ، خنزیر، مردار، بہتا خون وغیرہ) یا غیر نجس العین (مثلاً کتا، ہاتھی، نجس تیل، نجس چربی، نجس پانی وغیرہ) سب کا حکم یکساں ہے، انقلاب کے بعد سب کو پاک قرار دیا جائے گا۔

خواہ تبدیلی کے بعد، جن اشیاء سے مل کر یہ بنی ہو ان کا کوئی اثر اور کوئی خاصیت اس میں برقرار رہ گئی ہو یا نئی پیدا ہونے والی شی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہو، دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہوگا۔

لیکن خیال رہے کہ حکم کی یکسانیت اس وقت ہوگی جب اس پر استحالۂ عین یا انقلاب ماہیت پورے طور پر صادق آجائے، اس مفہوم کے صادق آجانے کے بعد طہارت کے حکم میں دونوں کے مابین کوئی فرق نہ ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت کے لئے ناپاک تیل سے بنے صابن کے مسئلہ کو لیجئے۔ صابن بنانے کے لئے تیل و چربی کا استعمال ہوتا ہے، کسی بھی صابن میں چکناہٹ اور جھاگ تیل و چربی کے ذریعہ ہی پیدا ہوتی ہے، پھر الگ الگ تیلوں کی الگ الگ خصوصیات ہیں جو صابن بنانے میں اپنا اظہار کرتی ہیں۔ صابن بنانے والی کتابوں میں یہ تفصیلات موجود ہیں۔

جب کوئی تیل یا چربی صابن کی شکل اختیار کرے گی تو اس صابن میں تیل و چربی کی موروثی خصوصیات (چکناہٹ، جھاگ اور پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت) ضرور برقرار رہیں گی، اس وجہ سے کہ وہ نجس العین ہے یا غیر نجس العین ہے، صابن بن جانے کے باوجود موروثی خصوصیات ختم نہ ہوں گی۔

لہذا جب کتب فقہ وفتاویٰ میں ناپاک تیل کی طرح، مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی، صابن بن جانے پر تحول عین قرار دے کر طہارت کا حکم رکھتی ہے جب کہ ایک (ناپاک تیل) غیر

نجس العین ہے، اور دوسرا (مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی) نجس العین ہے، اور موروثی خصوصیات (چکناہٹ، جھاگ وغیرہ) دونوں میں برقرار ہے، اس سے معلوم ہوا کہ موروثی خصوصیات کی برقراری کے باوجود طہارت کا حکم نجس العین اور غیر نجس العین ہر ایک پر لگے گا۔

اسی طرح گوبر ولید اور پاخانہ کا معاملہ ہے جو بالوصف ہے، مٹی بن جانے پر انقلاب ماہیت کی وجہ سے طاہر قرار پاتے ہیں، جب کہ اس مٹی کو خالص مٹی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ کھاد کہا جاتا ہے، اور اس مٹی (کھاد) میں موروثی خصوصیات (نباتات کو نشو نما دینے کی صلاحیت) موجود ہوتی ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہر چیز میں دو طرح کے خواص ہوتے ہیں: ظاہر کچھ اور باطنی کچھ، تحول عین یا انقلاب ماہیت کے نتیجہ میں ظاہری خواص کا ختم ہو جانا ضروری ہے، باطنی خواص (موروثی خصوصیات) کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے، اور اس معاملہ میں نجس العین وغیر نجس العین دونوں برابر ہیں۔

قلب ماہیت کے اسباب

قلب ماہیت کبھی بذات خود ہو جاتی ہے، جیسے خون کا مشک بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، گوبر ولید کا مٹی بن جانا، اور کبھی کبھی کسی دوسری چیز کے واسطے سے ہوتی ہے، جیسے شراب میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے جس سے وہ سرکہ بن جائے، مثلاً پیاز ڈالنا، دھوپ یا دوا وغیرہ کے ذریعہ قلب ماہیت جیسے چمڑے کی دباغت، جلانا، جیسے لید و گوبر کا راکھ بن جانا، خلط کے نتیجہ میں استہلاک عین جیسے ناپاک تیل کا صابن بن جانا، ناپاک چیز کا کسی پاک چیز میں پڑ کر وہی چیز بن جانا جیسے خنزیر کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کیمیاوی عمل سے کوئی چیز اس طرح بدل دی جائے کہ وہ بالکلیہ دوسری حقیقت و ماہیت بن جائے۔

فلٹر یا کشید کرنے کا عمل

فلٹر یا کشید کرنے کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں شئ کی خصوصیات، اثر انگیزی وغیرہ بدلتی ہیں، شئ کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی۔ یہ صرف ایک تحلیل وتجزیاتی عمل ہے، کسی شئ کے اجزاء میں سے بعض کو علاحدہ کرلینا ہے، ناپاک پانی کے ہر ہر جزء میں ناپاکی اور نجاست حلول کئے ہوئے ہوتی ہے، کسی تجزیاتی عمل سے اگر بظاہر ناپاک اجزاء نکال دیے جائیں تو بھی ان کا جو اثر پانی میں سرایت کر چکا ہے وہ پانی کو ناپاک بنا چکا ہے، اس کے پاک ہونے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ وہ ماء کثیر میں ملا دیا جائے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے گیارہویں سیمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۹ء میں ایسے پانی کے پاک ہونے کا جو فیصلہ کیا ہے (اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیرہویں سیمینار کے موضوع مسئلہ بابت انقلاب ماہیت، ۹ پر اس فیصلہ کا ذکر ہے) احقر کی نگاہ میں قابل غور ہے۔

البتہ جہاں نجاست اور شئ نجس دونوں کا اتحاد ممکن ہو وہاں نجاست کو الگ کر دینا اس شئ کو پاک بنا دے گا، جیسے چمڑے سے جب نجس رطوبت ختم کر دی جائے تو چمڑا پاک ہو جائے گا، خواہ وہ مردار کا چمڑا ہو یا مذبوح جانور کا۔

مرکب دواؤں اور مرکب اشیاء کا حکم

مرکب دوا میں جو مختلف اجزاء و عناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان کے خلط و امتزاج کو "انقلاب حقیقت و استحالہ" نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ مجموعی تاثیر اگرچہ بدل جاتی ہے مگر ہر جزء اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، انہی صفات و خواص کے مجموعہ سے نئی تاثیر پیدا ہوتی ہے، اسے تحویل کہہ سکتے ہیں، یعنی حال ہو جانا، نہیں قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے۔ دواؤں کے مجموعی اثر اور خاصیت کو انقلاب عین نہ کہا جائے گا (فتاوی دار العلوم دیوبند ۱/ ۳۰۲)۔

دواؤں کے علاوہ دیگر اشیاء میں نجس تیل یا مردار کی چربی یا خنزیر کی چربی سے بنے صابن کی طہارت کا مسئلہ سابقہ عبارت میں متعدد مقامات پر گذر چکا ہے۔ بسکٹ میں ایسی چربی ملانا قلب ماہیت نہیں ہے، فتاویٰ محمودیہ ۱۸ / ۱۹۱ پر ایک مسئلہ موجود ہے جس میں بسکٹ میں تاڑی ملانے کو قلب ماہیت تسلیم نہیں کیا گیا، اس کے پیش نظر بسکٹ میں خنزیر یا مردار کی چربی کے استعمال کو بھی قلب ماہیت نہیں کہا جا سکتا۔

ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ میں چونکہ اجزاء کی صرف تحلیل ہوتی ہے، استحالہ نہیں ہوتا، اس لئے خنزیر کی ہڈی ہو تو حرام ہے، استعمال نہ کی جائے۔ دیگر جانوروں کی ہڈیوں میں مذبوح جانوروں کی ہڈیاں تر و خشک، دونوں کا استعمال جائز ہے، مردار کی ہڈیوں کا خشک ہونے پر استعمال جائز ہے۔ کتے کی خشک ہڈی بھی استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے (فتاویٰ عالمگیری ۵ / ۳۵۲ کتاب الکراہیہ)۔

الکحل کی حقیقت

موجودہ زمانہ میں بہت سی دواؤں اور بہت سی چیزوں میں الکحل استعمال ہوتا ہے، ہومیوپیتھی کی کوئی دوا الکحل سے خالی نہیں ہوتی، اسی طرح ایلوپیتھی میں بھی اس کا استعمال ہے، کھانے کی چیزوں بسکٹ اور شربت میں بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے، بعض سینٹ اور خوشبو اور خاص طور سے اسپرے میں الکحل ڈالا جاتا ہے۔

لہٰذا اب سے پہلے اس کی حقیقت میڈیکل سائنس دانوں کے بیانات کی روشنی میں واضح کی جاتی ہے، اس کے بعد اس کا حکم بیان کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد علی بار کہتے ہیں:

"یہ دراصل عربی لفظ "الغول" کی تحریف ہے، "غول" عربی میں نشہ اور درد کی اس

کیفیت کا نام ہے جو شراب سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب سے اس وصف کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: "لا فیہا غول ولا ھم عنھا ینزفون" (سورہ صافات ۴۷) (نہ اس میں دردِ سر ہوگا، نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا)۔

اہل مغرب نے اس لفظ کو عربی سے نقل کرکے "الکحل" بنا دیا۔

الکحل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے "الکحل ایک بے رنگ، بخارات بن کر اڑ جانے والا سیال ہے جو کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ساتھ کاربن کے مرکب میں خمیر اٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

الکحل ایک ایسا نامیاتی مرکب (Organic Comound) ہے جو تیس کی تین اقسام کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے، الکحل کی دو قسمیں ہیں:

۱- میتھائل الکحل (Mathyl Alcohal)

۲- ایتھائل الکحل۔

الکحل کی عام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر الکحل بے رنگ اور رقیق ہوتے ہیں، اس میں ایک مخصوص قسم کی بو اور آتشی ذائقہ ہوتا ہے، عام الکحل پانی سے ہلکے ہوتے ہیں، اور پانی میں مکمل طور پر حل ہو جاتے ہیں۔

میتھائل الکحل نوعیت کے اعتبار سے زہریلا اور نشہ آور ہوتا ہے، اگر اس کو پینے میں استعمال کیا جائے تو اس سے اندھا پن بلکہ موت واقع ہو سکتی ہے، یہ ہلکے شعلے کے ساتھ جلتا ہے اس کا استعمال پینٹ اور لکڑی کی پالش کو حل کرنے، مختلف عطریات اور دواؤں میں بطور پگھلانے والے مادہ کے استعمال ہوتا ہے۔

ایتھائل الکحل بھی نشہ آور ہوتا ہے، اور بہت تیزی سے اڑ جانے والا مادہ ہوتا ہے، یہ شراب کی روح اور اس میں سکر پیدا کرنے کا سبب ہے۔

الکحل کی اقسام میں سب سے زیادہ استعمال ایتھائل الکحل ہی کا ہوتا ہے، ایتھائل الکحل دو طرح سے بنایا جاتا ہے:

۱- شکر یا نشاستہ کو خمیر کر کے۔

۲- ایتھین میں پانی ملا کر (Hydrotion) زیادہ تر ایتھائل الکحل مولاسیس (Molasses) سے تیار کیا جاتا ہے، مولاسیس ایک گہرے رنگ کے گاڑھے شربت کی طرح کا رقیق ہوتا ہے، جو گنے کے رس سے شکر کے دانے بنانے کے دوران دانے بننے کے بعد بچا رہ جاتا ہے (ہمارے علاقہ میں اسے "چوٹا" (واؤ مجہول کے ساتھ) کہتے ہیں)۔ مولاسیس کے اندر اس کے بعد بھی تقریباً ۳۰ فیصد شکر موجود ہوتی ہے جس کو دانوں کی شکل میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا ہے، لہٰذا خمیر کے عمل کے نتیجہ میں مولاسیس میں موجود شکر کو ایتھائل میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔

ایتھائیل کا استعمال پینٹ، وارنش، دوائیں، رنگ، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے پٹرول کے بدل کے طور پر موٹر کار کو چلانے کے لئے بھی مستعمل ہے، ایتھائیل کو جراثیم کش کے طور پر زخموں کو صاف کرنے اور سرنج وغیرہ صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

الکحل آمیز مشروبات میں ایتھائیل استعمال کیا جاتا ہے، ایتھائیل کو محلول کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، نیز غیر منجمد رکھنے والے مرکبات (Anti Freege Mixtures) بنانے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے میں بھی ہوتا ہے، کچھ دوسری دواؤں میں صرف ایک خاص لذت پیدا کرنے کی غرض سے ملایا جاتا ہے، مختلف قسم کے انجکشن میں ایتھائیل کا استعمال ہوتا ہے، کھانسی کے شربت میں بھی استعمال ہوتا ہے، جب کہ ایلوپیتھک دواؤں میں الکحل کا استعمال احساس کو دبانے کے لئے ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں الکحل کی بابت درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱- الکحل ایک نشہ آور مرکب ہے۔

۲- یہ مختلف اقسام کی گیسوں سے مل کر بنتا ہے۔ نیز مولاسس سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

۳- مولاسس گنے کے رس سے نکلنے والا ایک گاڑھا رقیق مادہ ہے۔

۴- الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے والے مادہ کے طور پر نیز ایک خاص لذت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

۵- الکحل احساس کو کم کرنے کے لئے بھی دواؤں میں ملایا جاتا ہے (ملخص از عبارت انقلاب ماہیت، ۶-۸ مرتب محمد نعیم اختر ندوی)۔

الکحل کا حکم

الکحل سے متعلق جو تفصیلات مذکور ہوئیں ان میں سے خشک دواؤں (ٹیبلٹ پاؤڈر) خشک رنگ جو پاؤڈر کی شکل میں ہو، صابن اور مصنوعی ریشہ بنانے میں الکحل کا استعمال استحالہ یعنی اور قلب ماہیت قرار دیا جا سکتا ہے۔

لیکن سیال ماہیت کی شکل والی دوائیں، سیال و پیسٹ کی شکل کے رنگ، ہاتھ منہ دھونے یا کپڑا دھونے کے ایسے صابن جو سیال یا پیسٹ کی شکل میں ہوں، ان میں الکحل کا استعمال قلب ماہیت نہیں ہے۔

اسی طرح پینٹ، وارنش، خوشبو پیسٹ، خمیر اٹھانے میں اور ہومیو پیتھی میں الکحل کا استعمال قلب ماہیت نہیں قرار دیا جا سکتا، تحلیل یا حل ہو جانا کہہ سکتے ہیں۔

کیونکہ مذکورہ استعمالات میں الکحل اپنی پوری خصوصیت کے ساتھ باقی رہتا ہے۔
البتہ جن مواقع پر الکحل کے استعمال کو قلب ماہیت نہیں قرار دیا جا سکتا، وہاں بھی بعض صورتوں میں جواز کی شکل ممکن ہے۔ جب وہ انگور، کشمش و کھجور سے تیار نہ کیا گیا ہو، ان کے علاوہ چیز (ل

مثلاً جو، گندم، جوار، مولاسیس (چونا) وغیرہ سے بنا ہو۔

اس سلسلہ میں مولانا رشید احمد اور مفتی نظام الدین ؒ کے فتاوی قابل توجہ اور لائق دید ہیں (دیکھئے احسن الفتاوی ۲/ ۹۵ منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۵۲، امداد الفتاوی ۳/ ۹۹، ۲۰۰)۔

دواؤں میں خون کا استعمال

بعض ادویات میں جانوروں کے خون کا استعمال ہوتا ہے، سمت اور زہر کو ختم کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے انٹی باڈی (Antibody) ٹیکے بنائے جاتے ہیں۔

مریض کے خون میں ہیموگلبین (Hemoglobin) کی کمی دور کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے نکالے گئے ہیموگلوبین کو ایک خاص شکل دے کر بعض ادویات بنائی جاتی ہیں، اور ایسے مریضوں کو استعمال کرائی جاتی ہیں۔

ان ادویات کے بنانے کی تفصیلات فراہم نہ ہوسکیں اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ کون سی صورت قلب ماہیت ہے، کون صرف تحلیل وتجزیہ ہے۔

خون، خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح کا، نجس العین ہونے کی وجہ سے حرام ہے، جس دوا میں پڑا ہو وہ دوا بھی حرام ہے، خارجی وداخلی کوئی استعمال جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی دوا میں قلب ماہیت اور استحالہ عین صادق آجائے تو پاک وحلال ہو جائے گا، لیکن صرف تحلیل وتجزیہ ہو تو نجس العین کا حکم باقی رہے گا، اور اسی صورت میں اجازت ہوگی جہاں حاجت وضرورت کے تحت حرام ونجس اشیاء سے علاج کی گنجائش ہو جاتی ہے۔

خیال رہے کہ جب حرمت ہوگی تو خارجی وداخلی ہر استعمال کی حرمت ہوگی اور جب اجازت وحلت ہوگی تو داخلی وخارجی ہر استعمال کی اجازت وحلت ہوگی۔

اشیاء کو گاڑھا کرنے کے باعث درج ذیل صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔

☆ غذا (مٹھائیوں اور دودھ سے بننے والی اشیاء گوشت کی مصنوعات وغیرہ)

☆ دواؤں کی صنعت

☆ فوٹوگرافی

☆ بے شمار تکنیکی استعمالات (عربی مقالہ بابت انقلاب ماہیت)۔

ایک اور مقالہ نگار یوں لکھتے ہیں:

"میڈیکل میں جلاٹین عام طور پر کیپسول بنانے میں استعمال ہوتا ہے، اس سے نرم اور سخت دونوں قسم کے کیپسول بنائے جاتے ہیں، ان کے علاوہ یہ چیونگ گم Passted Coffee کے بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے، نیز مصنوعی جوس میں بھی استعمال ہوتا ہے (ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی پیش کردہ تحقیق)۔

ایک اور وضاحت یہ ہے:

"ماہرین کے مطابق سخت قسم کے کیپسول عام طور پر ہڈی اور خنزیر کے گوشت کی پرت سے بنائے جاتے ہیں، کیونکہ خنزیر کے گوشت سے بنا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے (محمد نعیم احمد ندوی عربی مقالہ بابت انقلاب ماہیت ۱۱)۔

یہ تو جلاٹین کے استعمال کی عمومیت ہوئی، ظاہر ہے کہ شاید ہی کوئی بچ جائے جسے جلاٹین کسی نہ کسی طور پر استعمال کرنے کی نوبت نہ آئے، ورنہ ہر ایک کا سابقہ پڑتا ہے، یا پڑ سکتا ہے۔

ماہرین بتاتے ہیں کہ جلاٹین حاصل ہونے کے عام ذرائع جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں، جن میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے۔ اس کے خام مال میں گائے بھینسوں کی ہڈیاں، (سو فیصد) خنزیر کی کھال ۴۴ فیصد اور گائے بھینسوں کی کھال ۲۷ فیصد استعمال

ہوتی ہے۔

جلاٹین دو طرح سے پایا جاتا ہے، دانوں کی شکل میں اور باریک سفوف کی شکل میں، یہ
بے بو اور بے ذائقہ ہوتا ہے، یہ بآسانی ہضم ہو جاتا ہے، یہ خالصتاً ایک پروٹینی غذا ہے، یہ
جانوروں کے کولاجین (Collagen) سے حاصل کیا جاتا ہے، کولاجین جانوروں کی کھال اور
ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے، جلاٹین تغیر پذیر ہوتا ہے، جلاٹین کی طبعی خصوصیات
براہ راست جانوروں، کے کولاجین اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیاوی مادوں وغیرہ سے متعلق
ہوتی ہیں (ملخصاً از ...)۔

جلاٹین کا حکم

جلاٹین بنانے کے جو طریقے ماہرین کی تحریروں سے معلوم ہوئے، ان میں سے کسی
بھی طریقہ پر انقلاب ماہیت اور استحالۂ عین کی تعریف صادق نہیں آتی ہے، کیونکہ ہر صورت میں
عین یعنی اصل مادہ موجود ہے، خواہ اسے گوند کی شکل دیدی گئی ہو یا برادہ اور پاؤڈر کی، لیکن یہ
برادہ اور پاؤڈر یا گوند اور لئی اسی چمڑے اور ہڈی یا گوشت کی ہی ہے، اس کے اوصاف بدلے
ہیں، حقیقت نہیں بدلی۔

اسے تحلیل و تجزیہ کہہ سکتے ہیں، انقلاب ماہیت و حقیقت نہیں کہہ سکتے، یا ایسے ہی ہے
جیسے پیشاب کو فلٹر کر دیا جائے، اس سے اس کی شوریت و تیزابیت وغیرہ ختم ہو جائے گی، شکل پانی
ہو جائے گا، جیسے سمندر کے کھارے پانی سے نمکینی ختم کر کے میٹھا بنا دیتے ہیں، اس میں اصل مادہ
ختم نہیں ہوتا، نہ اس میں کوئی ایسی تغیر آتا ہے جسے انقلاب ماہیت و حقیقت اور استحالۂ عین قرار دیا
جائے۔ بعض ماہرین کا یہ جملہ:

"جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک (Product) ہے، جو کہ جانوروں کی

آنتوں، ہڈیوں اور کھالوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوتا"۔

آنتوں کی جلاٹین کا طریقہ میں اندازہ یہ ہے کہ وہی ہوگا جو کھالوں اور ہڈیوں کا مذکور ہوا صرف تحلیل وتجزیہ ہی ہے، جب اصل مادہ ختم نہ ہوگا تو اسے انقلاب ماہیت نہ کہہ سکیں گے۔

البتہ اگر آنتوں کی جلاٹین کا کوئی اور طریقہ ہو تو ماہرین کی وضاحت کے بعد اس پر بھی غور کیا جاسکتا ہے، فی الحال تو اسے بھی قلب ماہیت قرار دینے کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اپنی اصل حالت میں واپس نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا، پیشاب، فلٹر کرنے کے بعد اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوگا، ناپاک خشک انگور کا شیرہ بن گیا تو انقلاب ماہیت نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خشک انگور اب اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوسکتا، یا دودھ کا کھویا بن گیا، ناپاک گندم کا آٹا پس گیا، آٹے کی روٹی پک گئی، انقلاب ماہیت نہیں ہوا، جب کہ دودھ اور گندم اب اصل حالت میں واپس نہیں ہوسکتے۔

لیکن بہر حال انقلاب ماہیت واستحالۂ عین نہ ہونے کے باوجود جلاٹین کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، تفصیل یہ ہے:

۱- خشک ہڈی جو خنزیر کی نہ ہو خواہ کسی بھی مردار یا مذبوح جانور کی ہو اس کی جلاٹین استعمال کرنا جائز ہے (دیکھئے ہدایہ ۳/ ۵۵ باب البیع الفاسد، فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۵۴ باب الکراہیۃ وغیرہ)۔

۲- مذبوح جانور کی تر ہڈی اور اس کی کھال اور مردار جانور کی دباغت شدہ کھال کی جلاٹین استعمال کی جاسکتی ہے۔

۳- ماکول اللحم جانور کی آنت کی جلاٹین استعمال کی جاسکتی ہے۔

۴- خنزیر کی کھال اور اس کی خشک وتر ہڈی کی جلاٹین جائز نہیں، اسی طرح مردار جانور کی تر ہڈی اور غیر دباغت شدہ کھال اور اس کی آنت کی جلاٹین جائز نہیں ہے۔

کتے کی خشک شدہ دونوں ہڈی سے بنی جلاٹین جائز نہیں ہے۔

جلاٹین کے خارجی و داخلی استعمال اور کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر چیزوں میں برتنے کے سلسلے میں یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ پاک ہو جانے سے اس کا حلال ہونا لازم نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کسی صورت حال کے نتیجہ میں پاک قرار دی جائے مگر کھانا حلال نہ ہو۔

در مختار میں ہے:

"دباغت کے بعد مردار کی کھال سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کیونکہ وہ پاک ہو جاتی ہے لیکن کھانے کے علاوہ کاموں میں فائدہ اٹھایا جائے اگرچہ ماکول اللحم مردار جانور کی ہی کھال ہو۔ صحیح مذہب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم پر مردار حرام کیا گیا ہے، اور یہ کھال اسی مردار کا جزء ہے۔ مجتبیٰ میں ہے کہ ہم نجس تیل کو بیچنے اور کھانے کے علاوہ دوسرے کاموں میں اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن مردار کی چربی بیچنے اور فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتے" (الدر المختار مع رد المحتار [illegible])۔

علامہ ابن عابدین شامی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ماکول اللحم مردار جانور کی کھال دباغت کے بعد کھانا جائز ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ لیکن غیر ماکول اللحم جانور کی کھال مثلاً گدھے کی کھال بالاجماع دباغت کے بعد بھی کھانا جائز نہیں، اس لئے کہ اس میں دباغت، شرعی ذبیحہ سے زیادہ قوی نہیں، جب شرعی ذبیحہ اس کو مباح نہیں کرتا تو دباغت کیسے مباح کر دے گی" (رد المحتار [illegible])۔

فضلات سے جانوروں کی غذا تیار کرنا

اب تک گفتگو ان چیزوں کے متعلق تھی جن میں نجس اشیاء کو مختلف مراحل سے گذار کر انسان اپنے استعمال میں لاتا ہے، لیکن اس طرح کی چیزیں انسان نے اپنے لئے ہی تیار نہیں کی

ہیں، جانوروں کے لئے بھی تیار کررہی ہیں، اسے جانوروں کی پروٹین غذا کہا جاتا ہے، یہ غذا گیہوں، مکئی کے چورا، مختلف پھلوں اور سبزیوں کے چھلکوں، جانوروں اور مچھلیوں کی آلائش، فضلات، خون، نجاست، کھال، ہڈی، آنتوں وغیرہ کو شامل کرکے بنائی جاتی ہے۔

پہلے یہ ساری چیزیں بڑے دیگوں میں پکائی جاتی ہیں، اس طرح ان کے جراثیم ختم ہوجاتے ہیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، پھر پیسا جاتا ہے پھر اس میں وٹامن والی اشیاء ملائی جاتی ہیں ان مراحل سے گذرنے کے بعد۔

''سابق نجاست کے اوصاف بدل جاتے ہیں، رطوبت کی جگہ خشکی آجاتی ہے، رنگ دوسرا ہوجاتا ہے اور دوسرے کیمیائی مواد کے اضافہ کی وجہ سے نجاست کی بو ختم ہوجاتی ہے، اب اس کا نام بھی کیا ہوتا ہے اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان اوصاف میں تبدیلی کی وجہ سے نجاست کی حقیقت بدل گئی اور انقلاب ماہیت ہوگیا'' (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت، ۲)۔

اس معاملہ میں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ مذکورہ مراحل سے گذر کر انقلاب ماہیت ہے یا نہیں؟ کیونکہ معاملہ جانوروں کی غذا کا ہے، ان کی غذاؤں کے لئے صحت وحرمت کے وہ مسائل نہیں جو انسانوں کے لئے ہیں۔

اگر کوئی جانور (مرغی، بکری، گائے، بھینس) عین نجاست کھالے یہ غذا ہی رہے اور اس کے بعد گوشت وپوست میں نجاست کی بو پیدا ہو، یا بدبو پیدا ہوجائے تو چند دن اس کی خصوصی نگہداشت کرے، بدبو کے ختم ہوجانے کا یقین ہوجانے پر صرف حلال ہوجاتا ہے (درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ ۵/ ۲۱۵)۔

تو موجودہ صورت حال میں جب کہ بدبو ختم ہی ہے اور مختلف مراحل نے اس غذا کو قلب ماہیت کے قریب کردیا ہے (جانوروں کی مذکورہ غذا کے تیار کرنے میں جن مراحل کا تذکرہ کیا ہے اور جو آخری صورت حال بتائی گئی ہے احقر کے خیال میں وہ قلب ماہیت نہیں بلکہ تحلیل

وجہ یہ ہے کہ یہ خلط و اختلاط ہے جو مرکب دواؤں (معجون مرکب وغیرہ میں ہوتا ہے) کہ اس میں بھی شی کے کچھ اوصاف ختم ہو جاتے ہیں، کشید کرنے اور فلٹر کرنے میں بھی کچھ اوصاف ختم ہوتے ہیں مگر یہ انقلاب ماہیت نہیں، اسی طرح نام کی تبدیلی اس نجاست کی نہیں ہوئی، بلکہ مجموعہ کا نام متعین کیا گیا ہے، کیونکہ پہلے وہ مجموعہ بے نام صرف اجزاء و نجاست، چھلکے، ہڈی، چمڑہ وغیرہ کی شکل میں تھا، اب مجموعہ کا ایک نام پڑ گیا، اسے نجاست کے نام کی تبدیلی نہیں کہہ سکتے، یہ ایسے ہی ہے جیسے مختلف ادویہ سے بنی ہوئی مرکب دوا کا نام رکھا جاتا ہے)۔ ایسی صورت میں جانوروں کے لئے اس غذا کے استعمال میں ممانعت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی (دیکھئے امداد الفتاوی ۴/ ۱۰۹)۔

ناپاک اشیاء کا بدل تلاش کیا جائے

خالق کائنات نے کائنات میں پاک و ناپاک اور حلال و حرام دونوں طرح کی اشیاء پیدا کی ہیں، پاک و حلال اشیاء انسان کے لئے سراسر نافع اور فائدہ مند ہیں، ناپاک و حرام اشیاء مضرت اور خبث و نجاست کا پہلو رکھتی ہیں، اگر ان میں کسی بھی درجہ میں بظاہر کچھ نفع کا بھی پہلو ہو تو وہ انتہائی مغلوب اور ناقابل توجہ ہوتا ہے۔

ان میں نفع کا جو تھوڑا بہت پہلو ہوتا ہے، وہی نفع دوسری حلال و پاک اشیاء میں ان کے مقابلہ میں بدرجہ اتم موجود ہے، ایسا نہیں ہے کہ پاک و حلال اشیاء ان مفید و نافع اثرات سے خالی ہوں۔

حضرت ابو الدرداءؓ کی روایت میں اس کا واضح اشارہ موجود ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بالحرام" (ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الادویۃ المکروہۃ) (اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں پیدا کیا

ہے، اور ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی دوا بنائی ہے، لہذا دوا علاج کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرو)۔

یہ اور اس طرح کی کئی احادیث موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہر بیماری کا دنیا میں اللہ نے علاج پیدا کر دیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ معالجین اس علاج تک پہنچیں یا نہ پہنچیں، یا تحقیق کرتے کرتے بعد میں پہنچیں۔

اس حدیث میں قابل غور پہلو یہ ہے کہ اس میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے، لہذا علاج کراؤ، دوسری طرف حرام سے علاج کرانے سے منع بھی کر دیا، اس سے ظاہر ہوا کہ علاج حلال سے بھی ہو سکتا ہے اور حرام سے بھی، لیکن علاج صرف حلال چیزوں سے کرنا کرانا ہے، حرام سے نہیں۔

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کسی بیماری کا علاج صرف حرام سے ہی دریافت ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا حلال علاج موجود نہیں ہے، حلال علاج تو موجود ہی ہے، یہ الگ بات ہے کہ معالجین انہیں دریافت نہ کر سکے ہوں۔

جب ہر بیماری کا علاج موجود ہے اور علاج کرانے کا حکم بھی ہے اور حرام علاج سے روک دیا گیا، تو اگر اس بیماری کا حلال علاج نہ ہو تو اس بات کی دلیل ہوگی اللہ تعالی نے بندوں کو ایسے علاج کا حکم دیا ہے جو موجود ہی نہیں، اور ایسے علاج سے روک دیا ہے جو موجود ہے، اس طرح بندوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈال دیا۔

حالانکہ ایسی بات نہیں، علاج کا حکم اور حرام علاج سے ممانعت، دونوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل ذکر کرنا واضح دلیل ہے کہ حرام میں جس بیماری کا علاج دکھائی دے رہا ہے وہی علاج حلال میں بھی موجود ہے، اور حلال کو ہی اختیار کرنا ہے، حرام کو نہیں، اور اطباء و معالجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحقیق و ریسرچ کے ذریعہ ہر بیماری کا حلال علاج تلاش کریں، اس میں انتھک جدوجہد اور کوشش کر کے لوگوں کو حرام علاج سے بچائیں تاکہ وہ حدیث مذکور کے حکم پر عمل

کر سکیں۔ وہاں دوسری حدیث پر بھی جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے

"نهى رسول الله ﷺ عن الدواء الخبيث" (ترمذی) (رسول ﷺ نے ناپاک دوا سے منع فرمایا ہے)۔

غیر مسلم دنیا خصوصاً مغرب میں چونکہ حلال و حرام کا کوئی تصور نہیں اس لئے وہ ہر چیز کو کھانے میں استعمال کرجاتے ہیں اور دواؤں میں بھی یہ استعمال خارجی و داخلی ہر طرح ہوتا ہے۔ خنزیر یا خنزیر کے اجزا اور اسی کے مثل دوسری چیزیں ان کے یہاں بکثرت پائی اور استعمال کی جاتی ہیں لہذا انسانی نفع کی کوئی چیز اگر تیار کرنی ہوتی ہے تو وہ ان اشیاء اور اجزاء سے بے دھڑک استعمال کر لیتے ہیں، لیکن مسلمان طبیب و معالج ایسا نہیں کر سکتا، اسے ان اشیاء و اجزاء کا بدل تلاش کرنا ہے، اور وہ بدل اسی دنیا میں موجود ہے، جن چیزوں کی تلاش وہ دریافت کر چکا ہے، اور جن چیزوں کی تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اس میں کسی تاخیر و فرار کی گنجائش نہیں، انسانوں کو حرام و خبیث سے بچا کر حلال و طیب کی طرف لانا بہت بڑا اسلامی، انسانی اور اخلاقی فریضہ ہے جو خاص طور پر مسلمان ڈاکٹروں، اطباء، سائنس دانوں اور محققین پر عائد ہوتا ہے۔

استحالہ کے بعد نجاست وطہارت کے احکام

مولانا ارشاد احمد اعظمی ☆

یقیناً اسلام شبہ والی چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن بلا وجہ وہم میں مبتلا ہونا، اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے محرومی اور نفس کو اذیت دینے کو تقوی اور دینداری سمجھ لینا بھی اسلام کی نظر میں مذموم ہے، ارشاد باری تعالی ہے: "قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده والطيبات من الرزق" (الاعراف: ۳۲) (کہو کس نے حرام ٹھہرایا ہے اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور رزق کی پاکیزہ چیزوں کو)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"يا أيها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما أحل الله لكم ولا تعتدوا إن الله لا يحب المعتدين" (المائدہ: ۸۷) (اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

حد سے تجاوز کرنا وسیع مفہوم کا حامل ہے، حلال کو حرام کرنا اور خدا کی ٹھہرائی ہوئی پاک چیزوں سے اس طرح پرہیز کرنا کہ گویا وہ ناپاک ہیں یہ بجائے خود ایک زیادتی ہے، پھر پاک چیزوں کے استعمال میں اسراف وافراط بھی زیادتی ہے، پھر حلال کی سرحد سے باہر قدم نکال کر

☆ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارنپور۔

یہ اس کے حدود میں داخل ہونا بھی زیادتی ہے، اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (البقرہ: ۱۹۰)۔

حلال و حرام اسلام میں

حلال و حرام کے بارے میں اسلام نے بہت واضح اصول متعین کئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیا ہے، قرآن میں ہے:

"**یا أیها الناس کلوا مما فی الأرض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان**" (بقرہ: ۱۶۸) (لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال و پاک ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"**یا أیها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم**" (بقرہ: ۱۷۲) (اے ایمان والو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں ان کو کھاؤ)۔

ایک جگہ فرمایا:

"**وقد فصل لکم ما حرم علیکم**" (انعام: ۱۱۹) (اس نے وہ چیزیں تفصیل سے بیان کر دی ہیں جو تم پر حرام ٹھہرائی ہیں)۔

نبی کریم ﷺ کی صفت یہ ہے:

"**ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث**" (اعراف: ۱۵۷) (اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں)۔

نجاست استحالہ کے بعد

نجاست جس سے طبیعت کراہت کرتی ہے، بلا شبہ خبائث میں داخل ہے، اور اس کا

استعمال اسلام میں حرام ہے، لیکن نجاست کی ہیئت بدل جانے کے بعد اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے، خون مشک بن جائے، شراب سرکہ ہو جائے، غلاظت اور گوبر راکھ یا مٹی میں تبدیل ہو جائیں، ناپاک مٹی سے برتن بنا کر پکا دیا جائے تو جمہور علماء کے یہاں ان کے استعمال سے روکا نہیں جاتا، اس کی کئی توجیہات کی جاتی ہیں، لیکن اس کو اتفاق عام کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے تو کبھی دفع حرج وضرورت کی جاتی ہے، اور کبھی استحالہ کو اس کی بنیاد مانا گیا ہے، علماء فقہاء میں اس مسئلے میں بڑا اضطراب ہے، لیکن اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ بعض چیزیں جو اپنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے نجس تھیں، کچھ تبدیلیوں کے بعد اب قابل استعمال ہیں، اسی طرح یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ کائنات کی ہر شئی تغیر وتبدیلی کے مرحلے سے گزرتی رہتی ہے، اور اس پر طرح طرح کے اوصاف طاری ہوتے رہتے ہیں، کسی مرحلے میں وہ پاک ہوتی ہے اور کبھی ناپاک قرار پاتی ہے، ہم اس کی موجودہ شکل دیکھ کر ہی کوئی حکم لگاتے ہیں، وہ اپنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے کیا تھی اس سے ہم سروکار نہیں ہوتا، جو غذائیں ہمارے استعمال میں آتی ہیں، ان میں کون کون سے اجزاء شامل ہوتے، جو گوشت ہم کھاتے ہیں وہ کیسے تیار ہوا، جو حیات بخش اور خوش ذائقہ میوے جو ہم چکھتے ہیں وہ کیسے وجود میں آیا، اس کو ہم خاطر میں نہیں لاتے، فقہاء متقدمین میں ایک استفتاء ہے، سوال کرنے والے نے سوال کیا ہے کہ ہم کو انگور وجامن کو نکال کر بنایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں، پھر صاف کر کے پھر جوش دیا جاتا ہے، جو کیڑے پڑتے ہیں وہ الگ کر کے اس کا استعمال درست ہے، پھر اس میں کیا وجہ ہے کہ اسی طرح وہ شئی کا استعمال درست وجائز ہوا اور جواب میں بتایا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ قولاً وفعلاً اس کو حلال فرمایا:

"لما روى مسلم في صحيحه عن جابر مرفوعاً نعم الإدام الخل، وفي سنن ابن ماجة عن أم سعد: اللهم بارك في الخل، ولم يفتقر بيت فيه

المغنی ۱/ [illegible]، البدائع ۱/ [illegible]

باقی عقلی حکمت سو وہ بھی بالکل ظاہر ہے، وہ یہ کہ سرکہ پر جو مختلف قسم کے انقلابات آتے ہیں ان سے اس میں انقلاب ماہیت پیدا ہو جاتا ہے، تمام خواص و آثار بدل جاتے ہیں تو حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے (ردالمحتار ۱/ ۲۱۰)۔

غرضیکہ استحالہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے، مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس دائرہ کو کتنی وسعت دی جائے، امام شافعی اور دوسرے ائمہ کے یہاں استحالہ کا دائرہ بہت محدود ہے، وہ مخصوص خاص حالتوں ہی میں کسی ناپاک چیز کی ہیئت کلیۃً بدل جانے کے بعد اس کو پاک قرار دیتے ہیں، سرکہ بن جانے والی شراب ان ہی میں سے ایک ہے، جس کی پاکی اور قابل استعمال ہونے کے سبھی قائل ہیں۔

احناف میں امام ابو یوسف کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی شئی کلی طور پر تبدیل ہو جائے اور تحلیل ہونے کے بعد اس کا نام ونشان مٹ جائے تب تو وہ طہارت کے قائل ہیں بصورت دیگر ان کے نزدیک وہ چیز نجس باقی رہے گی، گرچہ ابتلاء عام اور رفع حرج کی خاطر اس کے استعمال کی اجازت ہو سکتی ہے۔

امام محمد کے یہاں استحالہ کا دائرہ وسیع ہے اور اسی قسم کی ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بھی ہے، ان کے یہاں ضابطہ ہے "الاستحالة تطهر الأعيان النجسة" استحالہ نجس چیزوں کو پاک کر دیتا ہے۔

ابن تیمیہ نے استحالہ کے ذریعہ بعموم طہارت کی پرزور وکالت کی ہے، وہ کہتے ہیں: استقراء ہم کو بتاتا ہے کہ وہ ساری اشیاء جن کو اللہ نے خود ایک جنس سے دوسری جنس میں تبدیل کر دیا ہے، ان سے نجاست کا حکم ختم ہو جاتا ہے، اور یہ چیز واضح ہے کہ اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ دنیا میں پائے جانے والے سارے اجسام کو اللہ تعالیٰ ایک حالت سے

دوسری حالت میں تبدیل کرتا ہے، اور ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل کردیتا ہے، اس میں ان کے مواد و عناصر کو نہیں دیکھا جاتا، البتہ وہ چیزیں جو انسان کی تدبیر سے تغییر پذیر ہوتی ہیں جیسے گوبر جلا کر راکھ کردینا، یا خنزیر کو نمک کی کان میں ڈال کر نمک بنادینا، تو اس میں مشہور اختلاف ہے، لیکن طہارت والا قول نمایاں اور معقولیت پر مبنی ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۱؍ ۷۰)۔

استحالہ کیا ہے

متقدمین علماء اپنی سلامت فہم پر اعتماد کرکے استحالہ کا فیصلہ کرتے تھے، ان کو اس کے معنی کو متعین کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، لیکن متاخرین نے مختلف نظائر کو سامنے رکھ کر استحالہ کیلئے ضابطہ مقرر کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ ماننا پڑے گا کہ ان کے درمیان اس سلسلے میں بڑا اختلاف ہے، اور بعض حضرات نے محض استحالہ سے مطمئن نہ ہوکر پاکی کے لئے ابتلاء عام کو بھی اس کے ساتھ جوڑ دیا ہے، فقہاء کی تشریحات سے یہ اندازہ لگانا بھی مشکل ہے کہ استحالہ عین کا ہونا چاہئے یا اس کے اوصاف کا یا اس کے حکم کا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ایک جگہ کہتے ہیں: استحالہ کے معنی کسی چیز کا ایک حالت چھوڑ کر دوسری حالت اختیار کرلینے اور بدل جانے کے ہیں، اصول یہ ہے کہ جب کسی شی کی حقیقت بدل جائے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے (قاموس الفقہ ''استحالہ'')۔

دوسری جگہ کہتے ہیں: جب کوئی نجاست اس طرح تحلیل ہوجائے کہ اس کی حقیقت اس کے اثرات، اس کے مقاصد اور اس کے نام تک بدل جائیں تو وہ بھی پاک ہوجاتی ہے (قاموس الفقہ ''آلات تطہیر نقلا من الفتاوی الہندیہ)۔

کاسانی کی تعبیر ہے: ''اذا تبدلت اوصافها و معانيها (جب اس کے اوصاف ومقاصد بدل جائیں)۔

المصباح المنیر میں ہے: "استحال الشیئ تغیر عن طبعه ووصفه" (استحالہ کا معنی ہے چیز کا اپنے مزاج اور وصف سے بدل جانا)، ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے التحول الی الصلاح کے معنی میں لیا ہے، اور علماء کی کثیر تعداد نے التحول الی الطیب کے ساتھ تشریح کی ہے۔

پھر علماء نے استحالہ کی جو مثالیں دی ہیں ان میں کہیں اصل تحلیل ہوگئی ہے لیکن وصف باقی ہے، کہیں مزاج بدلا ہے ورنہ اصل مادہ وصفت باقی ہے جیسے شراب جب سرکہ بن جائے، کہیں صفت بدل گئی لیکن جوہر عنصری قائم ہے جیسے نجاست جب مٹی یا کیچڑ بن جائے۔

مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنے فتاویٰ میں اس مسئلہ پر ایک لمبی تقریر لکھی ہے، وہ بتلاتے ہیں کہ استحالہ اسی وقت ہوگا جب شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں منتقل ہو جائے، وہ کہتے ہیں کہ حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جا سکتا ہے، کہ حقیقت اولیٰ مستقلہ کے آثار مخصوصہ اس میں باقی نہ رہیں، مفتی صاحب کی اس توضیح کی دیوبند کے دو مفتیان کرام نے تصویب کی ہے، لیکن مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اس پر سخت تردد کا اظہار کیا ہے، اور یہ رائے دی ہے کہ استحالہ کے لئے مرور زمان لازم ہے۔ (کفایت المفتی ۲ ر ۱۴۳، فتاویٰ خلیلیہ ۱۸، ۳۰)۔

ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ نجاست کے آثار رنگ، بو اور مزہ جب تک موجود ہیں وہ چیز خبیث اور حرام ہے، لیکن ان اوصاف کے بالکل ختم ہو جانے کے بعد وہ چیز طیب اور حلال قرار پائے گی (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۱ ر ۷۰)۔

ابو حامد غزالی کہتے ہیں: "عصر اول کے لوگ نجاست آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ہی اس سے اجتناب کرتے تھے، اور باریک احتمالات کے پیچھے نہیں پڑتے تھے" (احیاء علوم الدین ۱ ر ۱۴۳)۔

امام ابوحنیفہؒ کا معروف طریقہ ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل کو مبتلیٰ بہ کی فہم پر چھوڑ دیتے

ہیں، اس لئے ان تحقیقوں میں ایسے تغیر کو استحالہ کے لئے صورت وکیفیت کا بدلنا بھی ضروری ہے یا صرف اوصاف کے بدلنے سے یہ عمل مکمل ہو جائے گا اور اوصاف میں بھی کلی کا بدلنا ضروری ہے یا کچھ کا بدلنا کافی ہے اس چیز کو صالح معاشرہ اور طبع سلیم پر چھوڑ دینا چاہئے، شرنبلالی کہتے ہیں: "ولا تنجس البئر بالبعر والروث والخثی ما لا ان یستکثرہ الناظر (مراقی الفلاح، ص ۱۰) (یعنی مینگنی، گوبر اور لید سے کنواں اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک دیکھنے والا اسے زیادہ محسوس نہ کرے)۔

استحالہ کا عمل

انقلاب ماہیت کے لئے ضروری ہے کہ شی میں خود تغیر کی صلاحیت ہو یا کسی مادہ کو اس میں شامل کر کے یہ صلاحیت پیدا کی جائے، فطری انقلاب ماہیت میں وقت درکار ہوتا ہے، لیکن خارجی ذرائع کے استعمال سے اس عمل میں تیزی آجاتی ہے، اور اس کے لئے کبھی کسی مادہ کی آمیزش کی جاتی ہے، اور کبھی حرارت شمسی سے کام نکال لیا جاتا ہے، اور کبھی آگ کا استعمال کیا جاتا ہے، ملائی جانے والی چیزوں میں نمک، مچھلی، جو یا گیہوں کی روٹی قدیم زمانے سے متعارف ہے، لیکن آج اس قسم کے اور بھی ذرائع موجود ہیں اور کثرت سے ان کو استعمال میں لایا جاتا ہے، مثلاً ریت کے ذریعہ سے پانی کی صفائی، تیزاب اور دوسرے کیمیکل سے شی کی ہیئت بدل دینا اور اس کے مختلف اجزاء وعناصر کو الگ کر دینا، مشینوں کے ذریعہ رطوبات کو جذب کر لینا یا اڑا دینا، اور ایک ہی چیز کو سائنسی طریقے سے الگ الگ اجزاء میں تقسیم کر کے محفوظ کر لینا۔

فطری طریقے سے استحالہ کو ہر شخص تسلیم کرتا ہے، ابن تیمیہ شراب کے معاملہ میں صرف طبعی استحالہ کو روا رکھتے ہیں، کسی خارجی تدبیر کی اس کے لئے اجازت نہیں دیتے، البتہ دوسری چیزوں میں کوئی قید نہیں لگاتے، وہ کہتے ہیں: "اذا زال الخبث بای طریق کان حصل

المقصود" (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۴۸۱) (جس طرح بھی نجاست دور ہو جائے مقصد حاصل ہو جاتا ہے)۔

امام محمد کے یہاں، جن کے قول پر اکثر احناف عمل پیرا ہیں، استحالہ میں مطلقاً کوئی قید نہیں، چاہے استحالہ شراب کا سرکہ ہو جانا ہی کیوں نہ ہو، طحاوی کہتے ہیں: "الاستحالة تطهر الأعيان النجسة كالميتة إذا صارت ملحاً والعذرة تراباً أو رماداً والجلدة النجسة في التنور بالاحتراق ورأس الشاة إذا زال عنها الدم به، والخمر إذا خللت كما لو تخللت والزيت النجس صابوناً" (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی ص ۹۱، ۸۸) (استحالہ نجس شئی کو پاک کردیتا ہے، جیسے مردار جب نمک بن جائے اور غلاظت جب مٹی یا راکھ بن جائے اور تنور کا ناپاک ٹی جلانے سے، اور بکری کا سر جب جلانے سے اس کا خون جاتا رہے، اور شراب جب اس کو سرکہ بنادیا جائے، جس طرح کہ وہ جب خود سرکہ بن جائے اور نجس تیل جب صابن بن جائے)۔

غنیۃ المستملی میں ہے:

"ناپاک مٹی سے جب پیالہ یا ہانڈی بنا کر پکا دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گی، کیونکہ آگ کی وجہ سے نجاست زائل اور ختم ہو گئی" (غنیۃ المستملی علی منیۃ المصلی ص ۱۸۶)۔

نجس العین اور غیر نجس العین کا استحالہ

استحالہ کے معاملہ میں نجس العین اور غیر النجس العین دونوں برابر ہیں، مولانا عبدالحی فرنگی محلی کہتے ہیں: "کوئلہ ہو جانے کے بعد خنزیر کی ہڈی بھی انقلاب ذات کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے" (مجموعۃ الفتاوی ص ۷۰)۔

ابن نجیم کہتے ہیں:

"جل جانے والی چیز پاک ہو جاتی ہے، جیسے گوبر جو آگ میں راکھ بن جائے، کیونکہ ذات نے بدل کر دوسری حقیقت کا روپ اختیار کر لیا ہے، اس لئے اس کا حکم بدل جائے گا، یہ امام محمد کا قول ہے، امام ابو یوسف ان کے مخالف ہیں، ان کا کہنا ہے کہ آگ جل جانے والی چیز کو پاک نہیں کرتی، کیونکہ تغیر صرف وصف میں ہوا ہے، ذات برقرار ہے، اس لئے اس نجاست کا سابقہ حکم باقی رہے گا، یہی اختلاف اس صورت میں بھی ہے جب نجاست کیچڑ بن جائے اور خنزیر نمک ہو جائے اور امام محمد نے جو رائے ظاہر کی ہے، وہ مختار ہے" (فتاوی الظاہر ۱/۴۴)۔

مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں: "انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے" (کفایت المفتی ۲/۱۸۱)۔

درمختار میں:

"ولا ملح كان حمارا أو خنزيراً ولا قذر وقع في بئر فصار حمأة لانقلاب العين به يفتي" (رد المحتار ۱/۳۲۱) (اور نہ ہی وہ نمک (ناپاک) ہے جو (اصل میں) گدھا یا خنزیر تھا اور نہ وہ گندگی جو کنویں میں پڑ کر کیچڑ بن جائے انقلاب ذات کی وجہ سے (ناپاک ہے) اسی پر فتوی دیا جاتا ہے)۔

شی کے بنیادی عناصر

کچھ چیزیں ایسی ہیں جو خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتیں ان کو غیر مرئی کہا جاتا ہے، ان کی نمی ان کے وجود کا ثبوت ہے، اور جو چیزیں خشک ہونے کے بعد بھی نظر آتی ہیں، ان میں سے کچھ جسم کے ساتھ ہوتی ہیں اور کچھ جسمانیت سے عاری ہوتی ہیں۔ جن کا جسم نہیں ہوتا، وہ اپنے اوصاف (رنگ، بو، مزہ) اور کیفیات سے پہچانی جاتی ہیں۔ اور جو جسم کے ساتھ ہیں صورت

بھی ان کے بنیادی عناصر میں شامل ہے۔

استعمال کے لئے کسی شی کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے؟ اس سلسلے میں علماء کی عبارتیں مختلف ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فتاوی ہندیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: "جب کوئی نجاست اس طرح تحلیل ہو جائے کہ اس کی حقیقت، اس کے اثرات، اس کے مقاصد اور اس کے نام تک بدل جائیں تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے" (قاموس الفقہ، آلات طبی)۔

کاسانی کہتے ہیں:

"وقت گزرنے کے ساتھ نجاست جب متغیر ہو جاتی ہے، اور اس کے اوصاف بدل جاتے ہیں تو وہ امام محمد کے یہاں دوسری شی بن جاتی ہے، اور وہ پاک ہوتی ہے، امام ابو یوسف کے یہاں وہ دوسری شی نہیں بنتی نجس ہی رہتی ہے، امام محمد کے قول کی وجہ یہ ہے کہ نجاست جب متغیر ہوگئی اور اس کے اوصاف و مزاج میں تبدیلی آگئی تو اس کا نجاست ہونا ختم ہو گیا، کیوں کہ نجاست مخصوص صفات کی حامل شی کا نام ہے، اس لئے صفات کے معدوم ہونے کے بعد وہ شی بھی معدوم ہو جائے گی، اس کی مثال وہ خمر ہے جو سرکہ بن جائے" (بدائع الصنائع ار ۸۵)۔

ابن عابدین تغیر وصف و مزاج کو انقلاب عین اور انقلاب ماہیت قرار دیتے ہوئے "اما عينها فلا تقبل الطهارة" کے تحت لکھتے ہیں:

"شراب کے سرکہ بن جانے اور خون کے مشک بن جانے کے مسئلہ سے اشکال وارد نہیں ہونا چاہئے، کیوں کہ شی کی ذات کا مطلب ہے اس کی حقیقت اور خمر و خون کی حقیقت بدل چکی اور اس کی جگہ دوسری حقیقت نے لے لی" (رد المحتار ار ۲۱۸)۔

دوسری جگہ کہتے ہیں: "یہ نہ سمجھو کہ وہ ساری چیزیں جو آگ سے گزریں گی پاک ہو جائیں گی، بلکہ مراد یہ ہے کہ آگ سے نجاست کی شکل جب بدل جائے یا اس سے نجاست کے آثار ختم ہو جائیں تو وہ شی پاک ہوگی، آگے کہتے ہیں: گاڑھے شیرہ میں انقلاب ذات نہیں ہے،

کیوں کہ وہ عصیر ہی ہے جو پکانے سے جامد ہو گیا ہے، اس لئے اس میں صرف وصف بدلا ہے، جیسے دودھ جب پنیر ہو جاتے ہیں اصرف وصف کی تبدیلی نہیں ہے" (ردالمحتار ۱ر ۳۲۹)۔

اسی طرح غنیۃ المستملی میں ایک جگہ ہے: ناپاک تیل سے تیار صابن پاک ہے، کیوں کہ وصف کے زوال کے نتیجے میں تحول عین ہو جاتا ہے، اور اس کے بعد میں ہے:

"مٹی اور پانی اگر مل جائیں اور ان میں سے کوئی ناپاک ہو تو مٹی ناپاک رہے گی، ابن الہمام نے کہا کہ اکثریت کا خیال ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک پاک ہو تو انقلاب ذات کی بنا پر مٹی پاک ہوگی، لیکن یہ ضعیف توجیہ ہے، اس طرح تو ساری کھائی جانے والی چیزیں اگر ان کا پانی، تیل وغیرہ ناپاک ہو تب بھی وہ پاک ہوں گی، کیوں کہ یہاں بھی ایک دوسری شئی ظہور میں آچکی ہے اور یہی معاملہ ہونا چاہئے ان سارے مرکبات کا جن کے بعض مفردات نجس ہوں اور اس کا فساد ظاہر ہے" (غنیۃ المستملی ر ۱۸۶)۔

علماء کے گزشتہ اقوال سے یہ ضابطہ متعین کرنا بڑا مشکل ہے کہ استحالہ کے لئے بعض صفات میں تغیر کافی ہے، یا ساری صفات کا بدل جانا ضروری ہے، یا اس کے ساتھ صورت وکیفیت میں بھی تبدیلی لازم ہے، البتہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی وضاحت اس سلسلے میں دوسروں سے ممتاز ہے، مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اگر شئی نجس کے آثار مختصہ بالکل بدل چکے ہوں تو انقلاب کی بنیاد پر استحالہ مان لیا جائے گا، بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا انقلاب ماہیت میں مانع نہیں ہوگا، لیکن اگر کچھ آثار مختصہ زائل ہوئے ہوں اور کچھ باقی ہوں یا بوجہ قلت اس کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں تو انقلاب ذات نہیں ہوگا (کفایت المفتی ۲ر ۳۳)۔

مفتی صاحب کے تشریح میں مشکل یہ ہے کہ ہم کس کو آثار مختصہ مانیں اور کس کو کیفیات غیر مختصہ قرار دیں اور پھر یہ فیصلہ کریں کہ اب آثار مختصہ باقی نہیں رہے، اس لئے استحالہ ہو گیا اور جو باقی ہیں وہ کیفیات غیر مختصہ ہیں، ہمارے سامنے ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا

ہے کہ ہم استحالہ کا فیصلہ عقل پر چھوڑ دیں۔ اگر اس کی طبیعت اس کو گوارہ نہیں کرتی تو وہ خبیث ہے، لیکن اگر رنگ، بو اور مزہ بدل جانے کے بعد وہ چیز عام استعمال میں آنے لگتی ہے تو وہ طیب وحلال ہے۔

صابن میں تیل اور چربی ایک خاص مقصد سے ڈالے جاتے ہیں، اور صابن بن جانے کے بعد ان کی خاصیت برقرار بھی رہتی ہے، اس کے باوجود علماء کی اکثریت نے اس کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے، اس لئے محض کچھ کیفیات کے موجود رہنے سے تبدیلی ماہیت کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

فلٹر کا عمل

فلٹر کے عمل کو کچھ لوگوں نے اس بنیاد پر رد کر دیا ہے کہ یہ تجزیہ ہے نہ کہ استحالہ، مجھے اس سے اتفاق نہیں، تجزیہ استحالہ کا ضد نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک ذریعہ ہے، جس طرح ہم آگ، تیزاب اور تخمیر کو استحالہ کے ذریعے کے طور پر استعمال کرتے ہیں، تجزیہ بھی ایک بہترین شکل ہے، اور تقطیر اس کا ایک حصہ ہے، خوشبو کو عام طور پر اسی طرح کشید کیا جاتا ہے۔

طحاوی کہتے ہیں: "و بخار الكنيف والاصطبل والحمام إذا قطر لا يكون نجساً استحساناً" (سنڈاس، اصطبل اور حمام کی بھاپ اگر پانی بن کر ٹپکے تو استحساناً نجس نہیں ہے)۔

قرآن کہتا ہے: "نسقيكم مما في بطونه من بين فرث ودم لبناً خالصاً سائغاً للشاربين" (النحل: ۶۶) (پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے بیچ سے صاف ستھرا دودھ جو خوشگوار ہے، پینے والوں کے لئے)۔

چنانچہ ایک موقر اسلامی ملک کے کبار علماء کی سپریم کونسل نے بہت پہلے یہ فتویٰ صادر کیا

ہے، کہ نجس پانی فلٹر ہونے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔

خلط و اختلاط اور استحالہ

جو دوائیں مرکب ہوتی ہیں اور مختلف مفردات کو ملا کر بنائی جاتی ہیں اگر اس کے سارے اجزاء اور عناصر پاک ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں اٹھتا، لیکن اگر کچھ اجزاء ناپاک ہوں تو کیا پاک اجزاء میں ملانے کے بعد وہ دوا پاک ہوگی، بعینہ المستملی میں اس خیال کو بالکل رد کر دیا ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا، لیکن مفتی کفایت اللہ صاحب کے بقول اگر شئ نجس کے آثار مخصوصہ بالکل بدل چکے ہوں تو انقلاب ذات کی بنیاد پر وہ مرکب دوا پاک ہوگی، لیکن کچھ ہی آثار زائل ہوئے ہیں یا اس نجس شئ کے کم ہونے کی وجہ سے اس کے آثار محسوس نہیں ہوئے تو اس کو اختلاط کہا جائے گا، انقلاب ذات نہیں اور اس کی نجاست برقرار رہے گی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا کہنا ہے کہ انقلاب کی اکثر صورتوں میں انقلاب سے پہلے اختلاط ہوگا، خواہ یہ تمیز اجزاء مختلط ہو یا بلا تمیز، شراب اور سرکہ میں اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد وہ شراب اپنی حقیقت سے مستحیل ہو کر سرکہ بن جاتی ہے (فتاوی خلیلیہ، ۳)۔

میرے خیال میں ان دونوں بزرگوں کی رائے بہت وقیع ہے، اگر اختلاط کے بعد وہ مفردات ان مراحل سے گزر چکے ہیں جس سے تحول کا عمل مکمل ہوتا ہے، تو اس کے حلال و طیب ہونے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے اگر چہ ان مفردات کی کچھ خصوصیات باقی رہتی ہیں، انہیں خصوصیات کے لئے ان کو ملایا جاتا ہے۔

لیکن اگر وہ مفردات پروسسنگ کے ضروری مراحل سے نہیں گزرے اور بعینہ ان کے سابقہ آثار باقی ہیں یا کم مقدار میں ہونے کی وجہ سے ان کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو سوائے حالت اضطرار اور طبیب ماہر کی تشخیص کے ان کا استعمال حرام ہوگا، تریاق کو شاید اسی کے لئے

ناپاک کہا گیا ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسی چیزوں کا کھانا حرام ہے لیکن خارجی استعمال کی اجازت ہو، ابن عمرؓ، ابو سعید خدریؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے مردار کی چربی کا کھانے میں استعمال حرام قرار دیا ہے، اور خارجی استعمال کی اجازت دی ہے، اس لئے اس کی خرید و فروخت کو بھی جائز رکھا جائے (معارف القرآن ۱، ۴۲۴ بحوالہ جصاص)۔

استحالہ خنزیر کا بھی ہوتا ہے، جیسے نمک کی کان میں پڑ کر خنزیر نمک بن جائے تو اس کا استعمال جائز و مباح ہوگا۔ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں: اور خشک ہو جانے کے بعد خنزیر کی ہڈی بھی انقلاب ذات کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، بلکہ شکر اور قند جو اس کو کلے سے صاف کی جاتی ہے، طاہر اور اس کا کھانا جائز ہے۔

لیکن خوردنی اشیاء اور دواؤں میں خنزیر کے اجزاء کو ملانے پر علماء کا موقف عموماً سخت ہے، اور یقین ہو جانے پر وہ اس کی اجازت بالکل ہی نہیں دیتے۔

استہلاک اور استحالہ میں تلازم نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ استہلاک ہو لیکن استحالہ نہ ہو، جیسے کہ یہ ممکن ہے کہ استحالہ ہو لیکن استہلاک نہ ہو، اور ان دونوں کا اجتماع بھی ہو سکتا ہے۔

صابن کی طہارت

صابن کی صنعت میں بنیادی اہمیت ان اجزاء کو حاصل ہے جو صفائی اور ازالہ کی طاقت رکھتے ہیں، ان اجزاء کے ساتھ اگر دوسرے عناصر کو ملا دیا جائے تو وہ اپنی طاقت سے ان کی ہیئت بدل دیتے ہیں، جس طرح نمک اپنی طاقت سے ہر چیز میں اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے نجس چیز ملنے کے باوجود بھی عموماً علماء نے قلب ماہیت مان کر صابن کو پاک تسلیم کیا ہے، تو تھ پیسٹ بھی جو خارجی استعمال میں آتے ہیں اسی قسم کے عناصر پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے صابن کے ساتھ

اس کو ملحق کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کی بنیاد پر مطلقاً پاک قرار دیا جائے گا۔

لیکن سکٹ اور دوسری خوردنی اشیاء میں یہ خاصیت نہیں ہوتی، اس لئے یہ یقین ہوجانے کے بعد کہ ان میں کسی ناپاک چیز کو شامل کیا گیا ہے ان سے اجتناب ضروری ہے، البتہ اگر وہ چیز پہلے ہی استحالہ کے مرحلہ سے گزر کر پاک ہوچکی ہے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں مثلاً جو گدھے یا خنزیر سے بنا ہے، اس کا ذکر بار بار ہوچکا ہے۔

بہا ہوا خون نجس ہے اور اس کی حرمت قرآن میں بیان کردی گئی ہے، اس لئے اس کو بعینہ عام حالات میں استعمال کی اجازت نہیں، خون کا استعمال دواؤں میں نہیں ہوتا، البتہ اس سے زہر وغیرہ ختم کرنے کے لئے کچھ ٹیکے بنائے جاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں خون اتنے مراحل سے گزرتا ہے کہ نہ اس کی ہیئت باقی رہتی ہے اور نہ خاصیت اور نہ نام، اگر خون گوشت کا لوتھڑا بن جانے کے بعد پاک ہوجاتا ہے تو ٹیکہ بننے کے بعد بھی پاک ہونا چاہئے۔

جلاٹین

"الجلاتین مادة شبه زلالیه لینة لزجة غیر قابلة للذوبان فی الماء تستخرج من عظام الحیوان والنسجیه بإ غلائه الطویل فی الماء" (المنجد اوسط)

(جلاٹین ایک شفاف گوگجا مادہ ہے جو پانی میں حل نہیں ہوتا اور جسے جانوروں کی کھالوں اور شریانوں سے طویل عرصہ تک پانی میں گلا کر نکالا جاتا ہے)۔

ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی نے جو معلومات فراہم کی ہیں ان سے جلاٹین بنانے کی ترکیب اور اس کے استعمال پر کافی روشنی پڑتی ہے، اگر وہ مواد پاک ہیں جن سے جلاٹین بنائی گئی ہے تو اس کی طہارت میں کوئی کلام نہیں، لیکن اگر جلاٹین نجس چیز جیسے مردار یا خنزیر سے بنائی گئی ہے، تو اس میں دو پہلو ہیں، اول یہ کہ جلاٹین اصلاً وہ چپچپا اور چکنا مادہ ہے، جو زندگی کی

غلاظت اور نجاست کا محل ہے، اور مخصوص عمل سے صرف ان کو محفوظ کر لیا گیا ہے، اور دوسرے اجزاء کو خارج کر دیا گیا ہے۔ اس پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے نجس اشیاء سے بنی جلاٹین ناپاک ہوگی، اور اس کا استعمال بغیر اضطرار کے جائز نہیں ہوگا۔

لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی ہے، وہ یہ کہ جلاٹین کی پوزیشن اس غلاظت سے بہر حال زیادہ واضح ہے جو مٹی اور پانی میں پڑ کر کیچڑ بن جائے، اس کیچڑ پر علماء نے پاکی کا حکم لگایا ہے، اس لئے یہ جلاٹین بھی پاکی کے احتمال سے خالی نہیں، ساتھ ہی عام انسانی ذوق نظافت بھی اس سے کراہت نہیں کرتا اور نہ وہ جسمانی طور پر ضرر رساں ہے، اور پھر ابتلاء عام کی شکل ہمارے سامنے ہے، اس لئے جلاٹین کے استعمال کی اجازت دی جا سکتی ہے، البتہ ایک مسلم کو اس کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ جلاٹین بنانے کے لئے خنزیر کی کھال کا استعمال کرے، لیکن بنی ہوئی جلاٹین سے متعلق کرید کرنا اور شبہ کی بنیاد پر اس کے استعمال سے منع کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

الکحل یا الکوحل

الکحل کی مختلف قسمیں ہیں، لیکن جب مطلق الکحل بولا جاتا ہے تو ایتھائل الکحل مراد ہوتا ہے۔ یہی کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، اور اسے جیب دار اشیاء، انگور، میوہ، جامن، ہری کھجور، جو، گیہوں، آلو اور گنے وغیرہ کے رس کو خمیر دے کر بنایا جاتا ہے، پیٹرول سے بھی نکالا جاتا ہے، الکحل شراب کی اصل ہے، اس لئے اس کا خالص استعمال دوا کے طور پر کیوں نہ ہو بلا ضرورت حرام ہے، اور حقیقت تو یہ ہے کہ خالص شراب کو دوا سمجھنا محض خام خیال ہے، طبی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ اس میں کوئی علاج نہیں۔

آج کل بہت سی دواؤں میں کچھ اجزاء کو گھلانے کے لئے الکحل کا استعمال ہوتا ہے، ہومیو پیتھک دواؤں اور اسپرٹ میں کثرت سے اس کا استعمال ہوتا ہے، اسپرٹ بھی اسی کا ایک

حصہ ہے، تو کیا ایسی دواؤں کا استعمال درست ہے؟

مذہب مالکی اس سلسلے میں بہت سخت ہے، وہ مطلقاً اس کی اجازت نہیں دیتا، لیکن احناف وشوافع کے یہاں کسی متبادل دوا کے نہ ہونے کی صورت میں اضطرار کی حالت میں کچھ شرطوں کے ساتھ اس کی اجازت دی جا سکتی ہے، مصری عالم جمیل محمد مبارک ایک دوسرے عالم شربینی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اختلاف دوا کے طور پر اس کے خالص استعمال میں ہے، لیکن وہ دوائیں جو اس سے ملا کر بنائی جاتی ہیں اور جس میں الکحل تحلیل ہو جاتا ہے، صحیح متبادل نہ ملنے کی صورت میں دوا کے طور پر اس کا استعمال جائز ہے۔

ڈاکٹر محمد علی البار کہتے ہیں: جب ہم ان دواؤں پر نظر ڈالتے ہیں جن میں الکحل شامل ہوتا ہے، تو ہم کو ان کی دو قسمیں ملتی ہیں: اول وہ دوائیں جن کی تیزابیت اور دھنیت کو گھلانے کے لئے الکحل کا استعمال ہوتا ہے، دوسرے وہ دوائیں جن میں خاص ذائقہ پیدا کرنے کے لئے الکحل ملایا جاتا ہے، پہلی قسم بوقت ضرورت مباح ہے، بشرطیکہ کوئی تجربہ کار مسلم ڈاکٹر اس کو تجویز کرے اور دوسری دوا دستیاب نہ ہو، لیکن دوسری قسم کی اجازت نہیں دی جا سکتی (نظریۃ الضرورۃ الشرعیۃ ۲۳۲، ۲۳۳)۔

مولانا مودودیؒ نے ایک استفتاء کے جواب میں بڑی اچھی بات کہی ہے، سائل نے ان سے دریافت کیا تھا کہ خمیر تو ڈبل روٹی میں بھی ہوتا ہے، یا ہر انگور میں الکحل موجود ہے، بوتل میں بند کچھ شربتوں میں خود بخود الکحل بن جاتا ہے، تو پھر دواؤں میں الکحل ملانے سے کیا فرق آجاتا ہے؟

مولانا مودودی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ خمر اگرچہ انگوری شراب کو کہتے ہیں، لیکن اس سے مراد ہر نشہ آور چیز ہے، اور جس کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے، یہ کم مقدار کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ کم مقدار استعمال کر لینے

تبدیلی ماہیت کے تدریجی مراحل

مولانا محمد خالد حسین قاسمی ☆

دنیا میں جتنی بھی چیزیں پائی جاتی ہیں، پروردگار عالم نے انہیں ایک خاص حقیقت کے ساتھ پیدا فرمایا، ہر چیز کو الگ الگ شکل وصورت بخشی، چنانچہ ہرشی کی حقیقت دوسرے سے مختلف ہے، شکل وصورت اور صفات وخصوصیات بھی مختلف ہیں اور عوارض واحوال بھی جداگانہ ہیں۔

مخلوقات میں سے جو حیوانات ونباتات ہیں، ان میں تخلیق کے ابتدائی مراحل وصورت بدلتی ہے، صفات وکیفیات بدلتی ہیں، وجود میں پختگی پیدا ہوتی ہے، اور کبھی یکسر حقیقت دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے، اور ماہیت پوری طرح بدل جاتی ہے، اس پورے ارتقائی عمل کا نقشہ قرآن کریم نے اس طرح کھینچا ہے۔

"یاایها الناس إن کنتم فی ریب من البعث فإنا خلقناکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغیر مخلقة لنبین لکم و نقر فی الأرحام ما نشاء إلی أجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا أشدکم و منکم من یتوفی الخ" (الحج ۵) (اے لوگوں تم کو دھوکا ہے دوبارہ زندہ کئے جانے میں، تو ہم نے تم کو مٹی سے، پھر قطرہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی

☆ مدرسہ بدر الاسلام، بیگوسرائے، بہار۔

سے، تاکہ تم کو کھول کر سنا دیں، اور ہم ٹھہرا رکھتے ہیں پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک متعین وقت تک، پھر تم کو لڑکا نکالتے ہیں، پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو، اور تم میں سے بعض کو موت دے دی جاتی ہے)۔

تخلیقی مراحل کی مزید وضاحت سورۃ المومنون کی آیت ۱۲ تا ۱۴ سے ہوتی ہے۔

اسی طرح انسانوں کی عام ضرورت کی جو چیزیں ہیں، انہیں کبھی تو وہ جوں کا توں استعمال کر لیتا ہے، کبھی وہ انہیں دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر استعمال کرتا ہے، عمل ترکیبی سے گزرنے کے بعد کبھی تو وہ چیز اپنی اس سابقہ حقیقت کو برقرار رکھتی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تھا اور اس کی بعض صفات و کیفیات میں تبدیلی ہوتی ہے، اور کبھی وہ چیز سرے سے اپنی ماہیت ہی کھو دیتی اور دوسری ماہیت سے بدل جاتی ہے۔

یہ سلسلہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے جاری ہے، مفرد و مرکب اشیاء ادویات کا استعمال صدیوں پرانا عمل ہے، لیکن موجودہ زمانے میں سائنس و ٹکنالوجی نے اتنی ترقی کی کہ ترکیب و تحلیل کے عمل میں بے تحاشا اضافہ ہو گیا، خاص طور پر طبی میدان میں مرکب ادویات کا اتنا زور بڑھا کہ مفرد دواؤں کا استعمال تقریباً متروک ہو کر رہ گیا، دوسری استعمالی اشیاء کا بھی یہی حال ہوا، ایسی صورت حال میں ضروری تھا کہ علماء اسلام ان مرکب اشیاء و ادویات کے حقائق دریافت کر کے اس سلسلے میں کسی واضح شرعی حل تک پہنچیں، ذیل کے سطور اسی سلسلے کی ایک حقیری کوشش ہیں۔

انقلاب ماہیت کسے کہتے ہیں؟

استحالہ عین کی تعریف کرتے ہوئے سعدی ابو حبیب نے لکھا ہے: "تغیر الشیء عن طبیعته و وصفه" یعنی کسی چیز کی طبیعت اور صفت کا بدل جانا۔ (القاموس الفقہی ص ۲۰۵ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، مادہ حول، الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۱۳ طبع وزارۃ الاوقاف الکویت طبع دوم ۱۴۰۴ھ)۔

فقہاء کی اصطلاح کے مطابق استحالہ کی تعریف ہے: "تغییر ماهية الشيء تغیرا لا یقبل الإعادة" (معجم لغۃ الفقہاء، دار النفائس بیروت، طبع اول، ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۵ء)۔

یعنی کسی چیز کی ماہیت کا اس طرح بدل جانا کہ اپنی سابقہ حالت پر واپس آنا ممکن نہ ہو، اس کی اور بھی تعریفیں کی گئی ہیں لیکن یہی تعریف زیادہ واضح ہے۔

دوسرا لفظ جو استحالہ کے مرادف کے طور پر مستعمل ہے، وہ ہے "انقلاب" یہ قلب سے بنا ہے، اس کا لفظی معنی ہے: التحول (بدل جانا) اس کا انگریزی متبادل ہے: Transfer، اس کا اصطلاحی مفہوم ہے: "تحول ماهية الشيء إلى ماهية أخرى" (حوالہ سابق) (یعنی کسی شئ کی حقیقت کا متغیر ہو کر دوسری حقیقت بن جانا)، انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تبدل حقیقت سب مفہوم کے اعتبار سے تقریباً مساوی ہیں جس کا حاصل ہے، ایک حقیقت کا بدل کر دوسری حقیقت بن جانا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰؍ ۲۷۸)۔

کیا انقلاب ماہیت ممکن ہے؟

انقلاب ماہیت کی جو اوپر تعریف کی گئی ہے، کیا اس کے اعتبار سے انقلاب ماہیت کا وقوع ممکن ہے، اس سلسلے میں منطقی علماء کا خیال یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا محال ہے، ان کے اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ وہ کسی چیز کے خارجی عناصر اور مادہ سے بحث نہیں کرتے، بلکہ وہ مفہوم ومعانی سے بحث کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مفہوم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور مفہوم کی تینوں قسمیں (واجب، ممکن اور محال) ہمیشہ اپنی حالت پر رہیں گی، ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو واجب ہے وہ ممکن یا محال ہو جائے، یا جو محال ہے وہ واجب یا ممکن ہو جائے۔

لیکن عقلی اور شرعی طور پر چیزوں کی حقیقت کا بدلنا نہ صرف یہ کہ ممکن ہے، بلکہ خارجی طور پر اس کا وقوع ہے، اور اکثر اس کا مشاہدہ بھی ہوتا رہتا ہے، اسی کی بنیاد پر "علم کیمیا" یا

کیمسٹری کا وجود قائم ہے، خود قرآن کریم نے انقلاب عین کو ممکن بلکہ واقع قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**فإذا هي حية تسعى**" (طٰہٰ: ۲۰)، تو اس واقعہ میں حضرت موسیٰ کی چھڑی اپنی حقیقت عصویت کو چھوڑ کر سانپ بن گئی تھی، اگر حقیقتاً قلب ماہیت کو نہ مانیں تو پھر معجزہ کا انکار کرنا لازم آئے گا، اس لئے کہ معجزہ اور سحر میں یہی فرق ہے، کہ معجزہ میں چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، جب کہ سحر (جادو) میں حقیقت نہیں بدلتی بلکہ وہ صرف نظر کا دھوکہ ہوتا ہے (اس سے متعلق مفصل بحث کے لئے دیکھئے: تفسیر کبیر)۔ اس سے ثابت ہوا کہ انقلاب ماہیت ممکن ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

"انقلاب ماہیت کے امکان کا قول ہی صحیح ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز مثلاً پیتل کی ان صفات کو سلب کرلے جن سے پیتل پیتل بنتا ہے، اور اس میں ایسی صفات پیدا کردے جس سے پیتل سونا بن جائے (رد المحتار ۱/ ۳۰۹ طبع دیو بند طبع اول ۱۳۱۷ھ)۔

ماہیت کب بدلتی ہے؟

فقہاء احناف کا مسلک مختار یہی ہے کہ انقلاب ماہیت اور تبدل عین حکم کی تبدیلی کا سبب ہوتا ہے، چنانچہ مشہور فقیہ علامہ احمد طحطاوی لکھتے ہیں: "**الاستحالة تطهر الأعيان النجسة، هو قول محمد و رواية عن الإمام و عليه أكثر المشائخ وهو المختار في الفتوى**" (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۸۹، طبع دمشق ۱۳۸۹ھ) (استحالۂ عین کی وجہ سے عینی نجاستیں پاک ہو جاتی ہیں، یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور امام اعظمؒ سے ایک روایت ہے، اور اکثر مشائخ کا یہ مسلک ہے، اور فتویٰ کے لئے یہی قول مختار ہے)۔

رہا یہ امر کہ اشیاء کی حقیقت کب بدلتی ہے؟ وہ کیا چیزیں ہیں جن کی موجودگی میں کہا جائے گا کہ شئی اپنی حقیقت پر قائم ہے، اور اس کے زوال پر کہا جائے گا کہ اس کی حقیقت بدل گئی،

اس کی تعبیر میں علماء مختلف ہیں، یہ ایک نازک مسئلہ ہے جس میں سخت احتیاط اور بہت زیادہ غور وفکر کی ضرورت ہے، فقہاء کی عبارتوں سے جو واضح تعبیر اخذ کی جاسکی، وہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے، سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت وماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے، نہ اس میں اس کی صفات مخصہ، خواص وآثار پائے جائیں، بلکہ یہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا ہو، صورت وشکل بھی دوسری ہو، آثار وخواص، صفات وتاثیرات اور علامات بھی دوسرے ہوں (ان میں سے بعض وضاحتیں "کفایت المفتی ۲؍ ۲۷۷" سے ماخوذ ہیں)۔

جیسے شراب سے سرکہ ہو جائے، خون سے مشک بن جائے، یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا بن جائے، یا گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ اور گوبر جل کر راکھ ہو جائے، تو ان تمام صورتوں میں فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ استحالۂ عین پایا گیا، اس لئے یہ چیزیں پاک ہوں گی۔

مجمع الانہر میں ہے:

"گوبر، پاخانہ یا اس طرح کی دوسری نجاستیں اگر جل کر راکھ ہو جائیں تو امام محمد کے نزدیک پاک ہو جاتی ہیں، یہی قول مختار ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے، اس لئے کہ شریعت نے وصف نجاست اس کی حقیقت پر مرتب کیا اور حقیقت مفہوم کے بعض اجزاء کے نہ پائے جانے کی وجہ سے منتفی ہو جاتی ہے، تو اگر حقیقت کے تمام اجزاء منتفی ہو جائے تو حقیقت بدرجۂ اولیٰ بدلے گی، اسی طرح وہ گدھا بھی پاک ہو جاتا ہے، جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، انقلاب ماہیت کی وجہ سے جو کہ مطہرات میں سے ہے" (مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ۱؍ ۹۰ طبع بیروت)۔

تو ان تمام صورتوں میں پاکی کا حکم صرف اس وجہ سے دیا گیا کہ شئی نے اپنی حقیقت سابقہ کو کھو دیا: شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ کو، خون نے اپنی حقیقت دمویہ کو اور نطفہ نے

اپنی حقیقت منویہ کو چھوڑ دیا ہے، اس کی وضاحت کے لئے دیکھئے: ردالمحتار ۱؍ ۳۲۶ طبع مکتبہ زکریا دیوبند۔

لیکن اگر شئی کی حقیقت موجود رہے، صرف اس کی شکل بدل جائے یا اس کے بعض اوصاف بدل جائیں تو پھر انقلاب ماہیت کا حکم نہیں لگائیں گے، اور محض شکل و جزوی اوصاف کا بدلنا اس کے لئے موجب تطہیر بھی نہ ہوگا، چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں خانیہ کے حوالے سے منقول ہے:

"ناپاک سرکہ کو اگر شراب میں ملا دیا جائے، تب بھی ناپاک ہی رہے گا، اس لئے کہ ناپاک چیز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اسی طرح اگر کتا شیرہ میں منہ ڈال دے پھر وہ شراب بن کر سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا بھی درست نہیں ہوگا، اس لئے کہ کتے کا لعاب جو کہ نجس ہے، اس میں موجود ہے اور وہ سرکہ نہیں بنا" (الفتاوی الہندیہ ۱؍ ۴۳)۔

البتہ شئی کی وہ صفات جو اس کے ساتھ مختص نہ ہوں یا وہ کیفیات جو شئی کے لئے لازم نہ ہوں یا شئی کے وجود میں ان کا دخل نہ ہو تو ان کا زائل ہونا انقلاب ماہیت کے لئے ضروری نہیں ہے، ان کی موجودگی میں بھی چیز کی حقیقت بدل سکتی ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شراب کے سرکہ بننے کے باوجود اس میں مائیت اور رقت وسیلانیت باقی رہتی ہے، اسی طرح روغن نجس جو صابن کے ساتھ مل کر اپنی حقیقت کھو دیتی ہے پھر بھی اس کی چکناہٹ کا باقی رہنا انقلاب عین کے لئے مضر نہیں ہے، اس لئے کہ رقت ومائیت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دھنیہ کے ساتھ مختص نہیں، اسی طرح کسی درجہ میں رنگ یا بو کا باقی رہنا بھی انقلاب عین کے لئے مضر نہیں، چنانچہ علامہ حصکفی لکھتے ہیں: "ولا یضر بقاء أثرہ کلون وریح" (الدر المختار مع الشامی ۱؍ ۳۲۷)۔

بعض آثار کا زوال انقلاب ماہیت کا سبب نہیں

تاہم صرف بعض آثار کا زائل ہونا یا صفات غیر مختصہ کا نہ پایا جانا تغیر ماہیت کے باب

میں مؤثر نہیں ہے، ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے شئی کی حقیقت کے بدلنے کا حکم نہیں لگائیں گے، جس طرح کہ ماء مطلق کا عنصر حقیقی جس پر پانی کا وجود موقوف ہے، وہ رقت وسیلانیت ہے، ان دونوں کی موجودگی میں اگر کسی پاک چیز کے ذریعہ اس کے وہ تمام اوصاف ختم ہو جائیں جو اس کے ساتھ مختص نہیں، تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ علامہ شرنبلالیؒ نے لکھا ہے: "**والغلبة في مخالطة الجامدات بإخراج الماء عن رقته وسيلانه وأما إذا بقي على رقته وسيلانه فإنه لا يضر أي لا يمنع جواز الوضوء به تغير أوصافه كلها بجامد**" (مراقی الفلاح مع الطحاوی، ۱۵)، شرط صرف ایک ہے کہ صفات کے تغیر کے باوجود پانی کا نام باقی رہے۔

اسی طرح اگر شراب کو آٹے میں ملا کر گوندھ لیا جائے اور اس سے روٹی پکالی جائے تو اس صورت میں روٹی پاک نہیں ہوگی، بلکہ ناپاک ہی رہے گی۔ اس لئے کہ یہاں پر شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت کو نہیں چھوڑا ہے، محض قلت اجزاء یا مقدار کی کمی کی وجہ سے اس کے آثار نظر نہیں آرہے ہیں، اور محسوس بھی نہیں ہو رہے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے رد المحتار علی الدر المختار ۱، ص...)۔

نجاست کی مختلف قسموں کے درمیان فرق

چونکہ استحالہ عین کے بعد چیز اپنی سابقہ حقیقت کو بالکل چھوڑ دیتی ہے، اور پہلی حقیقت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت اختیار کر لیتی ہے، اس طرح پر کہ پہلی حقیقت کے بنیادی عناصر اور صفات مختصہ بلکہ منطقی اصطلاح کے مطابق اس کے مفہوم کا فصل اور خاصہ سب کچھ بدل جاتا ہے، اس لئے اس میں نجاست کی مختلف قسموں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا، اگر انقلاب حقیقت طاہرہ کی جانب ہوا ہے تو ہر حال میں اسے پاک کہا جائے گا، نجس العین وغیر نجس العین میں کوئی فرق نہیں ہوگا، لہٰذا انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے، اور خنزیر و میتہ، جو کہ نجس العین ہیں اور پاخانہ، گوبر اور انگوری شراب جو کہ نجس العین، نجاست غلیظہ ہیں اور گدھا اور

کتا جو نجس العین نہیں، استحالۂ عین کے بعد ان پر نجاست وحرمت کا حکم باقی نہیں رہے گا، بلکہ وہ پاک اور جائز الانتفاع ہوجائیں گے (دیکھئے منیۃ المستملی ۱۸۸، طبع لاہور)۔

علامہ ابن ہمام حنفی نے بھی فتح القدیر ۱/ ۱۴۲ میں اس پر اچھی بحث کی ہے، چنانچہ اس پر اور مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کرنے سے ذیل کے امور سامنے آتے ہیں:

۱- گدھا، کتا، میتہ، خنزیر، گوبر، پاخانہ وغیرہ انقلاب ماہیت کے حکم میں یکساں ہیں۔

۲- مفہوم شئ کے اجزاء میں سے بعض کے بدلنے سے بھی بعض اوقات حکم بدل جاتا ہے، جیسا کہ ابن ہمام کی عبارت سے واضح ہے، منطقی انداز میں اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کسی کلی مفہوم سے اس کے فصل یا خاصہ کو الگ کرلیا جائے، تو شئ کی حقیقت ختم ہوجائے گی، مثلاً انسان، حیوان ناطق ہے، اگر اس سے صرف ناطق کو جو کہ فصل ہے، ختم کردیا جائے تو انسان کی حقیقت منتفی ہوجائے گی۔

۳- مسئلہ استحالہ میں نجس العین وغیر نجس العین کا حکم یکساں ہے، ان کے مابین کوئی فرق نہیں، بلکہ علامہ شرنبلالی کی عبارت اس سلسلے میں بالکل واضح ہے کہ استحالہ کی وجہ سے غیر نجس العین تو پاک ہوگا ہی نجس العین بھی پاک ہوجائے گا۔

۴- مذکورہ چیزیں چاہے نمک میں مریں یا مری ہوئی حالت میں گریں، دونوں کا حکم یکساں ہے، جیسا کہ کبیری کی عبارت سے واضح ہے، یعنی میتہ جو نص قرآنی حرام ونجس العین ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

۵- نجس العین وغیر نجس العین کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی تفصیل نہیں ہے۔

قلب ماہیت کے اسباب

قلب ماہیت کے بعض اسباب تو وہ ہیں جن کی طرف سوال نامہ میں اشارہ کیا گیا

ہے، مثلاً

کسی شوربہ وغیرہ میں کسی چیز کا ملانا، مثلاً لیموں یا نمک کا ملانا، عطاریہ (شوربہ کھٹا) ان کے علاوہ بھی بعض چیزیں ہیں جنہیں قلب ماہیت کے اسباب میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

۱- کسی چیز کے زیر زمین دفن کرنے کی وجہ سے بھی شی کی حقیقت بدل جاتی ہے۔

چنانچہ مجمع الانہر میں فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: "العذرات إذا دفنت في موضع حتى صارت ترابا قيل تطهر" (مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ۱/۴۰)۔

یعنی پاخانہ یا گوبر کو اگر زیر زمین دفن کر دیا جائے یہاں تک کہ وہ مٹی بن جائے تو ایک قول کے مطابق وہ پاک ہو جائے گا۔ اس کی مزید وضاحت علامہ کاسانی کی عبارت سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں:

زمین کی طبیعت و خاصیت یہ ہے کہ وہ اشیاء کو تحلیل کر دیتی ہے اور اس کی حقیقت کو بدل کر اپنی طبیعت میں ضم کر لیتی ہے تو اگر زمین میں نجاست گر جائے تو مرور ایام کی وجہ سے وہ مٹی بن جائے گی اور وہ ناپاک باقی نہیں رہے گی، (آگے لکھتے ہیں کہ) یہ امام محمد کا قول ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ نجاست جب زمانہ گزرنے کی وجہ سے متغیر ہو گئی اور اس کے اوصاف بھی بدل گئے تو وہ دوسری چیز بن گئی لہذا وہ پاک ہو گی۔ اس اصل پر جو مسائل متفرع ہوتے ہیں ان میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کتا جب نمک کی کان میں گر جائے یا (شوربہ) برف میں گر جائے اور پاخانہ جب آگ میں جل کر راکھ بن جائے یا گندہ کنواں جب کہ وہ خشک ہو چکے اور اس کے اثرات ختم ہو جائیں اور نجاست جب زمین میں دفن کر دی جائے اور اس کے اثرات زمانہ گزرنے کی وجہ سے باقی نہ رہیں تو ان تمام چیزوں کی پاکی کا حکم دیا جائے گا (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱/۸۳ مطبوعہ بیروت)۔ علامہ کاسانی کی یہ عبارت خاص طور پر قابل توجہ ہے:

"والنجاسة إذا دفنت في الأرض وذهب أثرها بمرور الزمان"۔

۲- کبھی ماحولیاتی اثرات کی وجہ سے چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، جیسے کہ شراب کبھی تو دوسرے کے فعل یا کسی چیز کی آمیزش کی وجہ سے سرکہ بنتی ہے اور کبھی ماحولیاتی اثرات کے نتیجے میں خود بخود سرکہ بن جاتی ہے اور وہ شراب کی صفت مخصہ سکر یعنی اور مرارت زائل ہو کر دوسری صفت یعنی حموضت (کھٹا پن) پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ ماحولیاتی اثر بالعموم سردی اور گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، چنانچہ علامہ ڈاکٹر مصطفی وہبہ زحیلی لکھتے ہیں کہ "شراب کبھی سرکہ اس طرح بھی بن جاتی ہے، کہ شراب کو گرمی پہنچائی گئی یا اس کو سایہ سے دھوپ میں لے جایا گیا دھوپ سے سائے میں لایا گیا (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳: ۵۸۹)۔

۳- کبھی فطری اور قدرتی طور پر بھی اشیاء کی حقیقت بدلتی ہے، اس میں کسی انسان کے فعل کا دخل نہیں ہوتا ہے مثلاً مشک پاک ہے، لیکن وہ مشک بننے سے پہلے خون تھا، جو ظاہر ہے کہ نجاست غلیظہ ہے، لیکن یہی خون تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہو گیا، علامہ شامیؒ قاضی خاں سے نقل کرتے ہیں: "المسك طاهر حلال، لأنه و إن كان دماً فقد تغير طاهر كرماد العذرة، والمراد بالتغير الاستحالة إلى الطيبة، وهي من المطهرات عندنا" (الفتاوی الشامیہ ۱: ۳۶۴)۔

یعنی مشک پاک اور حلال ہے اس لئے کہ وہ اگرچہ پہلے خون تھا لیکن تغیر ماہیت کے بعد طاہر ہو گیا، جیسا کہ پاخانہ کی راکھ (پاک ہوتی) اور تغیر سے پاکی کی جانب بدلنا ہے اور "طیبت" کی طرف استحالہ ہمارے نزدیک پاکی کا سبب ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ مذکورہ صورت میں دم (خون) کی نجاست، مشک بننے کے بعد "طیبت" اور پاکیزگی سے بدل گئی، نہ صرف یہ کہ بدل گئی بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پاکیزہ چیزوں میں سب سے پاکیزہ قرار دیا، چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے: "المسك أطيب الطيب"

اس کی دوسری مثال نطفہ ہے جسے قرآن نے "ماء مهين" (قدرتی پانی) قرار دیا،

"الم نخلقکم من ماء مھین" (المرسلات: ۲۰)۔ اور علماء اسے نجس کہتے ہیں جب وہ پانی مادہ کے رحم میں جاتا ہے، تو اس میں قدرتی طور پر انقلاب ہوتا ہے، اور وہ علقہ بنتا ہے لیکن پھر بھی وہ نجس ہی رہتا ہے، اس لئے کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف نہیں ہوئی، پھر اس کی ماہیت بدلتی ہے اور وہ مضغہ یعنی گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور وہ پاک ہو جاتا ہے، اس کی پاکی میں کسی کا اختلاف نہیں، اسی وجہ سے فقہاء نے اس کو مسئلہ استحالہ کے لئے نظیر بنایا ہے، علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: "**ونظیره فی الشرع النطفة نجسة و تصیر علقة وھی نجسة فتصیر مضغة فتطھر**" (فتح القدیر ۱/ ۲۰۲، البحر الرائق ۱/ ۰)۔

۳- اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی چیز کی ماہیت وحقیقت کو بدل دیا جائے، یا کسی کیمیکل کے ذریعہ یا مشینری طور پر قلب ماہیت آجائے۔ اگر واقعتاً کیمیاوی عمل سے گزرنے کے بعد عین متغیر ہو جاتا ہے، تو اس پر بھی استحالہ کا حکم جاری کیا جائے گا، اور استحالہ سے پہلے اگر وہ چیز ناپاک یا حرام تھی تو استحالہ کے بعد پاک اور حلال ہو جائے گی، اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی ناپاک چیز صابن کی دیگ میں گر جائے اور صابن کی شوریت یا تیزابیت کی وجہ سے اپنا وجود کھودے اور صابن کی حقیقت میں ضم ہو جائے تو استحالہ عین کی وجہ سے اس کی پاکی کا حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ طحطاوی لکھتے ہیں: "والزیت النجس إذا صار صابوناً و مثله إذا وقع فی المصبنة و زالت الأجزاء" (الطحطاوی علی المراقی ۸۷)۔

یعنی ناپاک تیل اگر صابن بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گا، اسی طرح اگر وہ روغن صابن کی دیگ میں گر جائے اور اس کے اجزاء زائل ہو جائیں تب بھی پاک ہو جائے گا۔ نیز علامہ حلبی لکھتے ہیں: "وعلیه یتفرع ما لو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاھراً" (شرح منیۃ المصلی ۱۹۸)۔

معلوم ہوا کہ اگر شوریدہ اجزاء رکھنے والی کسی کیمیکل میں ملا کر شئی کی حقیقت کو بدل دیا جائے تو اس پر بھی استحالہ کے احکام جاری ہوں گے۔

ناپاک چربی سے بنا ہوا صابن

علامہ حلبیؒ و علامہ طحطاویؒ کے حوالہ سے اوپر جو عبارتیں نقل کی گئیں ان سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو چکی ہے کہ روغن نجس اگر صابن میں ڈال کر صابن بن جائے یا آدمی یا کتا صابن کی دیگ میں گر کر صابن بن جائے تو اس کی حقیقت بھی بدل جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر ناپاک چربی سے صابن بنایا جائے تو اس کی حقیقت بھی بدل جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا، صابن میں نجس چربی کے متعلق علامہ شامیؒ نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے:

"جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير" (ردالمحتار ۱/۲۱۵)۔

یعنی اگر ناپاک چربی صابن میں ملا دی جائے تو اس کی حقیقت بدل جائے گی اس لئے اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اس کے بعد شامیؒ لکھتے ہیں کہ مردار کی چربی کا بھی وہی حکم ہے جو روغن نجس کا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی وہ صابن کے ساتھ مل کر اپنی حقیقت کھو چکی ہے اور صابن کی حقیقت کو اختیار کر چکی ہے، اسی طرح اگر کوئی دوسری استعمالی چیز ناپاک چربی سے بنائی جائے اور چربی اس چیز میں مل کر اپنی حقیقت کھو دے تو اسے بھی قلب ماہیت کہا جائے گا اور اس کا حکم بھی بدل جائے گا۔

ہڈیوں کے پاؤڈر کا حکم

نص قرآنی سے میتہ (مردار)، دم (خون) اور خمر (شراب) نجس ہیں "حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير" (مائدہ ۳)۔

البتہ خنزیر کے علاوہ مردار جانوروں کے وہ اجزاء جن میں حیات اور دم سرایت نہیں کرتی ہے، شریعت نے انہیں اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا، اسی لئے فقہاء کرام مردار جانوروں کی

ہڈی کو پاک قرار دیتے ہیں درمختار میں ہے: "**شعر الميتة غير الخنزير وعظمها وعصبها طاهر**" (درمختار ار ۲۰۹) خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار کا بال، اس کی ہڈی اور اس کا پٹھا پاک ہے، اسی طرح مراقی الفلاح میں ہے: "**كل شيء من أجزاء الحيوان غير الخنزير لا يرى فيه الدم لا ينجس**"۔

لہٰذا ہڈی اگر خنزیر کے علاوہ کسی مردار کی ہے اور اس کے سفوف کو توتھ پیسٹ وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے، یا اسے کسی اور خارجی استعمال میں لایا جاتا ہے، تو اس کی گنجائش ہے، اسی طرح بطور دواء کے بھی اس کا استعمال درست ہے، اس کی دلیل وہ روایت بن سکتی ہے، جو حضرت ابوامامہ سہل بن حنیف سے مروی ہے: "جنگ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک زخمی ہوگیا تو آں حضور نے ایک بوسیدہ ہڈی کو اس کے لئے بطور دوا استعمال فرمایا"۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام محمدؒ نے "السیر الکبیر" میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ہڈیوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے (السیر الکبیر ار ۴۷)۔

جانوروں کے خون کا حکم

ارشاد ربانی "**حرمت عليكم الميتة والدم الخ**" کے بموجب مذبوح جانوروں کا دم مسفوح یعنی بہتا ہوا خون حرام اور نجاست غلیظہ ہے، اسی طرح مردار جانور کے وہ دوسرے اجزا جن میں خون سرایت کرتا ہے، اس چیز کا بھی استعمال دواؤں میں درست نہیں، اور جس دوا میں بھی دم مسفوح کا استعمال کیا جائے گا، وہ دوا ناپاک ہوگی، اور بلا ضرورت شدیدہ کے کسی کے لئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "**إن الله لم يجعل شفاؤكم فيما حرم عليكم**" (اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی) (اخرجہ البخاری ومسلم، اس کے بعد والی حدیث تلخیص الکبیر ار ۳۰ کی ہے)۔

اسی طرح دوسری حدیث میں آنحضور نے فرمایا" الدم حرام کلہ "خون کلیتًا حرام ہے۔

لیکن اگر ضرورت شدید ہو اور خوف ہو کہ اگر اس دوا کو یا اس طرح کی کسی دوسری ایسی دوا کو استعمال نہیں کیا جس میں حرام مادہ کی آمیزش ہے تو جان چلی جائے گی، یا موت کے دہانے پر پہنچ جائے گا، اور کوئی ماہر ڈاکٹر اس دوا کی تشخیص بھی کرے، تو ایسی اضطراری صورت میں خون کی آمیزش سے بنی ہوئی دوا کے استعمال کی گنجائش ہو سکتی ہے، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"بیمار کے لئے خون اور پیشاب کا پینا اور مردار کھانا دوا کے طور پر جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ کوئی مسلم حکیم اسے یہ بتائے کہ اس کی شفاء اسی میں ہے، اور حلال چیزوں میں سے کوئی چیز اس کے قائم مقام نہ بن سکے" (ہندیہ ۵؍ ۳۵۵)۔

درمختار میں لکھا ہے کہ ضرورتًا جواز کے قول پر فتویٰ ہے، البتہ اگر یہ بات ماہرین فن کی تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ دوا میں آمیزش سے پہلے خون کی حقیقت کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل دیا جاتا ہے، اور دم کا کوئی بھی شائبہ دوا میں باقی نہیں رہتا تو اس صورت میں انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جا سکتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اگر دم کی تمام صفات و تاثیرات کو ختم ہی کر دیا جائے تو پھر دم کی آمیزش کا فائدہ ہی کیا باقی رہ جائے گا، لہذا اقرین قیاس یہی ہے کہ دوا میں ملانے کی صورت میں دم کی حقیقت نہیں بدلتی۔

استہلاک عین

انقلاب حقیقت اور استہلاک عین دو الگ الگ چیزیں ہیں، انقلاب ماہیت میں تو یہ ہوتا ہے کہ چیز اپنے سابق وجود کو کھو دیتی ہے، اور نیا وجود نئی شکل اختیار کر لیتی ہے، اسی وجہ سے اس کو مطہرات میں شمار کیا گیا ہے، جب کہ استہلاک عین انقلاب ماہیت نہیں بلکہ وہ خلط کی آخری شکل ہوتی ہے، کہ چیز اپنا وجود تو نہیں کھوتی لیکن وہ دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خلط ملط

ہو جاتی ہے کہ اس کا دوسری چیز سے جدا کرنا مشکل ہوتا ہے، اس کا وجود بھی باقی ہوتا ہے اور اثر بھی، صرف ظاہری ہیئت بدلتی ہے۔ لہذا استہلاک کے اس معنی کے اعتبار سے استہلاک عین کے بعد بھی چیز کا وہی حکم رہے گا جو پہلے تھا جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر روٹی کو تھوڑی شراب میں ملا کر پکایا جائے یا آٹے کو خمر سے گوندھا جائے تو وہ روٹی بھی پاک نہیں ہوگی، بلکہ شراب کے اجزاء کی وجہ سے ناپاک رہے گی (الدر المختار مع الشامی ۱/ ۵۳۴)۔

اسی طرح اگر پیشاب کے چند قطرے ملا کر کئی سو روٹیاں بنائی جائیں، پھر بھی تمام روٹیاں ناپاک رہیں گی، حالانکہ مذکورہ دونوں صورتوں میں خمر اور بول کا کوئی اثر نظر نہیں آرہا ہے، لیکن حقیقتاً وہ موجود ہے اور اس نے اپنا وجود بھی نہیں کھویا ہے، بلکہ اس کا جدا کرنا مشکل ہے، اسی وجہ سے استہلاک کی جو تعریف کی جاتی ہے، اس میں بھی اس کی جانب اشارہ ہے۔ "هو تصيير الشيء هالكا أو كالهالك أو اختلاطه بغيره بحيث لا يمكن إفراده بالتصرف كاستهلاك السمن في الخبز" (الموسوعة الفقهية ۴/ ۲۹)۔

اور بعض فقہی جزئیات میں جو استہلاک کی وجہ سے حکم کے بدلنے کا فتوی دیا گیا ہے تو اس کی بنیاد استہلاک ہے ہی نہیں، بلکہ اس کی بنیاد ضرورت و حاجت یا کوئی اور چیز ہے، چنانچہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب "مغنی المحتاج" میں کہا گیا ہے:

"أما الترياق المعجون بها ونحوه مما تستهلك فيه فيجوز التداوي به عند فقد ما يقوم به التداوي من الطاهرات، فحينئذ يتبع حكم التداوي بنجس كلحم حية وبول، وكذا يجوز التداوي بذلك لتعجيل شفاء" (مغنی المحتاج ۴/ ۱۸۸)۔

تو یہاں پر ایسے تریاق کو جو نجس چیزوں سے ملا کر بنایا گیا ہو اور نجس اجزاء کا استہلاک بھی ہو گیا ہو، پاک قرار نہیں دیا گیا بلکہ ناپاک شمار کرتے ہوئے ضرورتاً اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔

کبھی استہلاک کو اس کے لغوی "إزالة الشيئ" (شی کا زائل کرنا) اور "إفناء الشيئ" (شی کا ختم کرنا) کے معنی میں استعمال کرکے عدم نجاست کا فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسا کہ شامی کی اس عبارت میں ہے: "إذا جرى الماء على نجاسة فاذهبها واستهلكها ولم يظهر أثرها فيه فإنه لا ينجس" (رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۳۴۳)۔

تو یہاں پر استہلاک ازالۃ الشیٔ کے معنی میں ہے، اور یہی عدم نجاست کی بنیاد ہے، اور کبھی استہلاک کو فقہاء نے زوال اثر اور غیوبت الشیٔ کے مفہوم میں استعمال کیا ہے، جیسا کہ ابن ہمامؒ کی عبارت ہے: "بخلاف قولهم في الطين المعجون بتبن نجس بالطهارة، فيصلي في المكان المتطين به لأن ذلك إذا لم يرعين التبن لا إذا رويت، وعلله في التجنيس بأن التبن مستهلك إذا لم ترعينه" (فتح القدیر ۱/ ۸۲)۔

اس مسئلہ میں عدم رویت نجاست کو استہلاک قرار دے کر اسے مٹی کی پاکی کی وجہ بتایا گیا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مٹی کے پاک ہونے کی وجہ ناپاک بھوسے کا مستہلک ہونا نہیں بلکہ مٹی کا خشک ہونا ہے، اس لئے کہ علامہ نابلسی نے "نہایۃ المراد" میں اتنا اضافہ نقل کیا ہے: "إذا ترطبا تنجسا" یعنی اگر مٹی اور بھوسا دونوں بھیگ گئے تو دونوں ناپاک ہوجائیں گے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ استہلاک قلب ماہیت سے عام ہے، اور انقلاب ماہیت کے احکام اس پر نافذ نہیں ہوں گے۔

مرکب ادویات

مرکب ادویات کے سلسلے میں کسی نتیجے تک پہنچنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم ترکیب کی حقیقت جان لیں تاکہ یہ جاننا آسان ہوجائے کہ دواؤں کی ترکیب کو استہلاک میں کہیں گے، یا

تبدیل عین؟ یا محض خلط وآمیزش؟ اس حوالے سے ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے بڑی اچھی بحث کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''جب ایک چیز دوسرے سے ملتی ہے، اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو دوسرے اجزاء سے الگ نہ کیا جاسکے، اسے خلط کہتے ہیں ان دونوں چیزوں کے ملنے کی وجہ سے جو مرکب تیار ہوتا ہے، اسے مخلوط یا ممزوج کہہ سکتے ہیں، پھر یہ کہ ایک شی کا دوسرے کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات وتاثیرات بھی پوری طرح نہ بدلیں بلکہ دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں، تو یہ صورت تبدل ماہیت کی نہیں بلکہ دو چیزوں کی آمیزش کی ہے، جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰)۔

یہی معاملہ دواؤں کا بھی ہے، کہ ایک دوا کے جو فارمولے اور مادۂ ترکیبی ہیں وہ سب کے سب اپنی جزوی تاثیرات کے ساتھ موجود ہوتے ہیں، البتہ چوں کہ ظاہری طور پر بعض اجزاء کا وجود محسوس نہیں ہوتا اس لئے بعض اوقات فقہاء اس کو استہلاک قرار دیتے ہیں، لیکن اس استہلاک کو انقلاب ماہیت نہیں کہہ سکتے، (جیسا کہ اوپر بالتفصیل بیان ہوا) اسی وجہ سے تمام اجزاء کا حکم حسب سابق برقرار رہے گا، اور فارمولے کا کوئی بھی جزء اگر نجس ہو تو دوا بھی نجس ہوگی۔

الکحل۔ بعض اہم پہلو

اس ضمن میں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ''الکحل'' کی حقیقت کیا ہے، بعض علماء اسے شراب بلکہ روح شراب قرار دے کر اسے حرام اور نجس العین کہتے ہیں اور بعض حضرات اس کو ابتلاء عام کی وجہ سے جائز الانتفاع قرار دیتے ہیں لیکن اس کے صحیح اور واضح حکم تک اس وقت نہیں پہنچا جاسکتا ہے جب تک کہ ہم یہ نہ معلوم کرلیں کہ ''الکحل'' کن چیزوں سے بنتا ہے، اور جن چیزوں سے بنتا ہے، اس میں اشربہ اربعہ (محرمہ) بھی شامل ہے یا نہیں؟

مولانا تقی عثمانی مدظلہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

ان دنوں جو الکحل دواؤں، عطریات اور ان کے علاوہ چیزوں میں مستعمل ہے، ان میں سے بیشتر انگور اور کھجور سے نہیں بنتے بلکہ انہیں (مختلف قسم کے) دانوں یا چھلکوں یا پیٹروں سے بنایا جاتا ہے، لہذا عموم بلوی کی وجہ سے امام اعظم کے قول پر عمل کی گنجائش ہے" (تکملۃ فتح الملہم ۳؍ ۶۰۸ طبع کراچی)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "میرا یہ خیال ہے کہ الکحل کی زیادہ تر قسمیں انگوری شراب سے نہیں بنائی جاتی، بلکہ دوسری چیزوں سے بنائی جاتی ہیں، اس سلسلے میں میں نے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا مطبوعہ ۱۹۵۰ء کی مراجعت کی، اس میں ان تمام مادوں کا چارٹ دیا گیا ہے، جن سے الکحل بنایا جاتا ہے، اسی چارٹ میں شہد، حبوب، جو، اناس کا رس، گندھک اور دوسرے پھلوں کے رس کا تذکرہ ہے لیکن اس ذیل میں نہ تو انگور کا ذکر ہے اور نہ ہی کھجور کا" (تکملہ فتح الملہم ۱؍ ۵۵۱)۔

اسی طرح بعض امریکی ماہرین کی تحقیق کے مطابق "الکحل" ایک ایسا عنصر ہے، جو بہت سی ترکاریوں اور پھلوں میں قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے، اسی عنصر کو بعض تدابیر سے علیحدہ کرکے بہت سے اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (تعمیر حیات ۱۰؍ فروری ۱۹۹۰ء)۔

حاصل یہ ہے کہ اگر الکحل اشربہ اربعہ (کھجور و انگوری شراب) کے علاوہ دوسری چیزوں سے بنایا جاتا ہے، جیسا کہ غالب گمان ہے تو عموم بلوی کی وجہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق دوائی یا کیمیائی اغراض کے لئے اس کی اتنی مقدار استعمال کرنے کی گنجائش ہے، جو مسکر و نشہ آور نہ ہو، یا اسے دوسری غذائی اجناس میں استعمال کیا گیا ہو، نیز امام اعظم کے قول کے مطابق اس پر ناپاکی کا حکم بھی نہیں لگائیں گے لیکن اگر بالفرض الکحل کا اشربہ اربعہ سے بنا ہوا ہونا یقین سے ثابت ہو جائے، تو اس اس کا ایک قطرہ بھی ناپاک ہوگا، اور اس کا استعمال عام حالات میں ناجائز اور ضرورت شدیدہ کی بنا پر جائز ہوگا۔

فلٹر کرنے کا عمل

فلٹر یا کشید کرنے کے عمل کا حاصل بالعموم یہی ہوتا ہے کہ کسی چیز سے اس کے کسی خاص عنصر کو الگ کر لیا جاتا ہے مثلاً پھل سے اس کے شیریں اجزاء، یا پھولوں سے اس کے خوشبودار اجزاء کو نکال لیا جاتا ہے، یا پیشاب وغیرہ سے اس کے متعفن اور ضرر رساں اجزاء کو خارج کر دیا جاتا ہے، لیکن ان اجزاء کے نکالنے کے بعد جو کچھ بچا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ وہ بھی پیشاب کا جز ہے، جب کہ پیشاب بجمیع اجزائہ نجس ہے، اس لئے فلٹر کے بعد بھی وہ نجس ہی رہے گا۔ اسی طرح گندے پانی کے فلٹر کا معاملہ ہے کہ فلٹر کے ذریعہ صرف اس کے بدبودار اور ضرر رساں اجزاء کو خارج کر دیا جاتا ہے، اس کے بعد جو کچھ بچ جاتا ہے، وہ بھی گندے پانی کا ہی ایک حصہ ہے، اسے پاک اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ صرف بدبودار اور نقصان دہ عنصر کو الگ کر دینے سے ناپاک چیز پاک نہیں ہو جاتی، اس کی نظیر یہ جزئیہ ہے "وكذلك الكلب إذا ولغ في عصير ثم تخلل لا يحل أكله لأنه لعاب الكلب قائم فيه، كذا في الخانية" (ہندیہ ۵/ ۳۴۰)۔

البتہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ گندے پانی سے تمام تر ناپاک اجزاء کو الگ کر دیا گیا ہے، بایں طور کہ نجاست کا پانی میں کوئی اثر باقی نہیں رہا، یا یہ کہ گندے پانی کو صاف پانی (ماء کثیر) میں اس طرح ملا دیا گیا کہ گندے پانی کا وجود کالعدم ہو گیا اور اس کے بعد فلٹر کیا گیا تو ایسی صورت میں پانی کی پاکی کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ علامہ شامی نے عبد الغنی نابلسی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "پانی بذات خود متغیر ہونے سے پاک نہیں ہوتا، مگر یہ کہ گندہ پانی کسی صاف پانی پر سے گزرے تو وہ پاک ہو جائے گا" (رد المحتار ۱/ ۳۳۳۔ نوٹ: بہت سے شہر ایسے ہیں جہاں صرف گندے پانی سے فلٹر کیا ہوا پانی ہی دستیاب ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ پانی کے حصول کا نہیں ہے، اس لئے اگر فلٹر کئے ہوئے پانی میں نجاست کے اثرات کے باقی رہنے کی وجہ سے پانی کو نجس قرار دے دیا جائے تو ناممکن نہیں کہ حرج عظیم میں مبتلا ہونا پڑے، اس لئے ابتلاء عام، فقہی قاعدہ "المشقة تجلب التيسير" اور "الضرر يزال" کی بنا پر فلٹر شدہ پانی کے پاک ہونے کا حکم دیا جائے گا، جیسا کہ پانی کے دیگر بہت سارے مسائل میں فقہاء نے وسعت پیدا کی ہے)۔

چنانچہ علامہ شامیؒ اپنے زمانے کی ایک عادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ہمارے بلاد میں گھر تک پانی پہنچانے کے جو نالے بنے ہوتے ہیں اس سلسلے میں لوگوں کی عادت یہ ہے کہ وہ ان کی مضبوطی یا ٹوٹی ہوئی جگہ کو درست کرنے کیلئے اس پر گوبر ڈالتے ہیں، جس کا نام وہ قصرمل رکھتے ہیں جو گوبر ہوتا ہے وہ پانی اوپر سے بہتا ہے، تاہم نجاست کی وجہ سے پانی کی نجاست کا حکم نہیں لگائیں گے، اس لئے کہ اس کی وجہ سے حرج عظیم لازم آئے گا۔ جبکہ حرج کو ازروئے شرع دور کیا جاتا ہے۔ "وفی ذلک حرج عظیم اذا قلنا بنجاسته، والحرج مدفوع بالنص" (شامی ۱/ ۳۲۰)۔

اسی ذیل میں ایک اور مسئلہ آتا ہے کہ نجس اجزاء کا کیا حکم ہوگا جنہیں کشید کرکے بذریعہ عمل تقطیر کے ذریعہ کسی دوسری چیز سے نکالا جائے، فقہاء لکھتے ہیں "المستقطر من النجاسة نجس" (ناپاک سے کشید کی ہوئی چیز بھی ناپاک ہے) (مراقی الفلاح ص ۸۵)۔

اسی طرح علامہ شامیؒ نے تحریر فرمایا ہے "ناپاک چیز پر اگر عمل تقطیر کیا گیا تو اس سے نکلا ہوا پانی ناپاک ہوگا... اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ملک روم میں شراب سے کچھ ایسے قطرات نکالتے ہیں جس کا نام عرق ہے، وہ بھی خمر کی تمام قسموں کی طرح حرام ہے (ردالمحتار علی الدر المختار ۱/ ۳۲۵)۔

جلاٹین کا حکم

کھال چاہے ماکول اللحم جانور کی ہو یا غیر ماکول اللحم جانور کی، اگر اسے شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو تو اس کی کھال پاک ہو جائے گی یا جانور کو شرعی طور پر ذبح تو نہ کیا گیا ہو لیکن اس کی کھال پر دباغت کا عمل جاری کرکے اس میں پائی جانے والی ناپاک رطوبات کو دور کر دیا گیا ہو تو بھی اس کی کھال پاک ہو جائیگی، لیکن خنزیر کی کھال اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ خنزیر مرنے

سے پہلے بھی اور مرنے کے بعد بھی جمیع اجزاء نجس ہے، اس کی نجاست خون یا نجس رطوبات کی وجہ سے نہیں، لہذا دباغت کے ذریعہ بھی اسے پاک نہیں کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ دباغت کے ذریعہ اس کھال کو پاک کیا جا سکتا ہے، جس کی ناپاکی خون کی وجہ سے ہو (دیکھئے مراقی الفلاح ر ۸۹، الدر المختار ار ۲۵۵)۔

چمڑے کے پاک کرنے کے دو طریقے ہیں: پہلا طریقہ ذبح شرعی ہے، اور دوسرا طریقہ دباغت ہے، ان دونوں طریقوں سے چمڑا اس لئے پاک ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے چمڑے میں پائی جانے والی نجس رطوبات اور خون زائل ہو جاتے ہیں، لہذا چونے یا تیزاب میں ڈال کر اگر مردار کے چمڑے کی نجس رطوبات کو زائل کر دیا جائے تو بھی کھال پاک ہو جائے گی، جیسا کہ علامہ طحطاوی کی اس عبارت سے مفہوم ہے: "من الدابغ الحقیقی الملح، ولشبهه کل ما یزیل النتن والرطوبة" یعنی دباغت میں نمک ہی کی مانند ہر وہ چیز، جو بدبو کو دور کر دے اور ناپاک رطوبت کو زائل کر دے (الطحطاوی علی المراقی ر ۹۰)۔

لیکن چمڑے کے پاک ہونے کے باوجود کیا اس کا اندرونی (یعنی کھانے کے طور پر) استعمال کرنا درست ہے؟ جواب میں ہے نہیں، اس مسئلہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے شیخ عبدالغنی نابلسی تحریر فرماتے ہیں:

میتہ (مردار) کی کھال دباغت دینے کے بعد ظاہراً و باطناً دونوں طرح پاک ہو جاتی ہے، (اور ہر طرح کا خارجی استعمال ہوتا ہے) لیکن اگر کھال ماکول اللحم جانور کی ہو تو کیا اس کا کھانا درست ہوگا؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ کھانا درست ہے جب کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ اسے کھانا جائز نہیں اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ کھال مردار کا ایک حصہ ہے اور مردار کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے: "حرمت علیکم المیتة والدم" (مائدہ: ۳)۔ اس قول کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کی بکری کے بارے میں فرمایا: "إنما

یتحرم من المیتة اکلها" یعنی میتہ کا کھانا حرام ہے، ساتھ ہی آنحضورؐ نے حضرت میمونہ کو اس کی کھال کی دباغت اور اس سے (خارجی) انتفاع کا حکم فرمایا (نہایۃ المراد شرح ہدیۃ ابن العماد ۳۳۲)۔

گزشتہ تحقیقات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مردار اگر غیر ماکول اللحم ہو تو اس کی کھال کو کھانے میں استعمال کرنا بالاتفاق درست ہے، اس لئے کہ جب ذبح کی وجہ سے اس کا کھانا درست نہیں ہوتا تو پھر دباغت کی وجہ سے کیسے جائز ہوگا؟ (رد المحتار ۱/ ۲۵۹)۔

جو حکم غیر مذبوح کی کھال کا ہے، وہی حکم اس کی ہڈی کا بھی ہے، کہ اس کا خارجی استعمال تو درست ہے، کھانے میں اس کا استعمال درست نہیں، اس لئے کہ عدم حلت کا حکم لحم (گوشت) اور عظم (ہڈی) دونوں کو شامل ہے، لیکن اگر چمڑ اور ہڈی خنزیر کی ہو تو اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے ہر طرح کا خارجی وداخلی استعمال حرام ہوگا۔

جلاٹین کو نکال کر اس سے جو کھانے کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں، اگر اس میں چمڑے یا ہڈی کی حقیقت وماہیت نہیں بدلتی، جیسا کہ غالب گمان ہے، بلکہ صرف اس کی ظاہر شکل وصورت بدلتی ہے، اور وہ جلاٹین مردار کی یا خنزیر کی ہے تو اس جلاٹین کا استعمال شرعاً جائز نہیں، خاص طور پر جب کہ اسے حلوہ اور مزیدار چیزوں میں صرف لذت بڑھانے اور ذائقہ پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے، اور اگر جلاٹین ماکول اللحم مذبوح جانور کی ہے تو بلا شبہ اس کا استعمال ہر طرح درست ہے۔

البتہ اگر یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ جائے کہ جلاٹین میں ہڈی اور چمڑے کی حقیقت بالکلیہ بدل جاتی ہے، تو استحالۂ عین کی وجہ سے اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، لیکن بظاہر امکان کم ہی ہے کہ چمڑے اور ہڈی کی حقیقت مکمل طور پر بدل گئی ہو، اس لئے کہ جلاٹین کی آمیزش صرف اس لئے کی جاتی ہے، کہ اس سے وافر لذت اور اعلیٰ ذائقہ حاصل کیا جائے، اور اگر حقیقت متغیر ہو جائے گی تو یہ فائدہ فوت ہو جائے گا، (اس حکم کا مدار ظن غالب پر ہے)، ضرورت ہے کہ اس حوالے

سے ماہرین کی آراء فراہم کی جائے)۔

انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تبدل حقیقت کی بحث، پھر استہلاک عین کی شکل میں ناپاک اشیاء کی پاکی اور حلت کا حکم یہ سب اس غرض سے ہے تاکہ اگر کسی چیز میں جن میں نجس اشیاء کی آمیزش ہو اور غیر اختیاری ہو رہی ہو، جیسے ریت وغیرہ ایسی، اگر مسلمان تحقیق تک پہنچ جائیں تو اس کے متعلق مسلمان علی وجہ البصیرت ہوں کہ اس چیز کا استعمال ہمارے لئے درست ہے یا نہیں، لیکن مسلمانوں کے لئے درست نہیں کہ وہ مردار یا خنزیر کی چربی اور ہڈی کو یا خمر کو صابن، ٹوتھ پیسٹ، ادویات یا خوردنی اشیاء میں استعمال کریں، قصداً ان چیزوں کا استعمال گناہ کی بات ہے، خدا ہمیں محرمات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خلاصہ بحث

۱- کسی چیز کی حقیقت اس وقت بدلتی ہے جب کہ بعینہ شی کا وجود ختم ہو جائے، یا اس کی صفت مخصہ (منطقی اصطلاح میں فصل یا خاصہ) زائل ہو جائیں۔

۲- تبدیلی ماہیت یا انقلاب حقیقت کی وجہ سے شی کا حکم بدل جاتا ہے، اگر انقلاب حقیقت طاہر کی طرف ہو تو شی پر پاکی کا حکم لگایا جائے گا۔

۳- حقیقت بدلنے کے بعد حقیقت سابقہ کا کچھ بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا، بلکہ موجودہ حقیقت کا لحاظ کریں گے، اسی لئے کتا اگر نمک بن جائے تو اس نمک کا کھانا درست ہوگا۔

۴- بعض آثار غیر مخصہ (منطقی اصطلاح میں عرض عام) کا باقی رہنا تبدل حقیقت اور استحالہ کے لئے مانع نہیں، جیسے رقت سرکہ کے لئے اور دسومت صابن کے لئے۔

۵- تبدیلی ماہیت کی وجہ سے حکم کا بدلنا یہ امام محمد کا قول ہے، ایک قول کے مطابق امام اعظم بھی امام محمد کے ساتھ ہیں اور اسی قول پر فتوی ہے اور یہ احناف کے یہاں معمول بہ ہے۔

۶- تبدیلی ماہیت کے لئے شئی کے بنیادی عناصر سے کم از کم صورت، کیفیت، مزہ، بو اور خاصیت کا بدلنا ضروری ہے، رنگ اور بو کا بدلنا چنداں ضروری نہیں۔

۷- انقلاب ماہیت کے بعد نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق نہیں رہتا دونوں کا حکم یکساں ہے۔

۸- مندرجہ ذیل چیزیں قلب ماہیت کے اسباب بن سکتی ہیں:

۱- جلانا

۲- دھوپ دکھانا

۳- ایک چیز میں کوئی دوسری چیز ملانا

۴- گرمی پہنچانا

۵- زیر زمین دفن کرنا

۶- سایہ میں رکھنا

۷- کیمیاوی یا مشینری طور پر حقیقت کو بدل دینا

۸- قدرتی اور فطری طور پر چیز کا بدلنا وغیرہ

۹- فلٹر یا کشید کرنے کے عمل میں اشیاء کی حقیقت کو بدلا نہیں جاتا، بلکہ اشیاء کا تجزیہ ہوتا ہے، یعنی بنیادی عناصر میں سے بعض عناصر کو الگ کر کے نکال لیا جاتا ہے۔

۱۰- فلٹر کے عمل یا کشید کرنے کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے۔

۱۱- مرکب ادویات میں "استہلاک عین" کی جو صورت حاصل ہوتی ہے، وہ استہلاک حقیقی معنی میں نہیں بلکہ مجازی معنی میں ہے، اور اس طرح اس کا استہلاک قلب ماہیت کے ذیل میں نہیں آتا۔

۱۲- الکحل میں ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشربہ اربعہ کے علاوہ سے بنتا ہے، اس لئے جب

تک ثابت نہ ہو جائے کہ یہ اثر براہ راست سور سے بنا ہے اس وقت تک عموم بلوی کی وجہ سے امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق اس کی مقدار غیر مسکر کے استعمال کی گنجائش نکالی جا سکتی ہے۔

۱۳- الکحل ادویات میں مل کر اپنا وجود نہیں کھوتا بلکہ اس کی ماہیت باقی رہتی ہے اور دوسروں کی حفاظت کرتی ہے، البتہ قلیل مقدار کی وجہ سے ہمیں نظر نہیں آتا، اس لئے یہ استحالہ کے ذیل میں نہیں آئے گا۔

۱۴- چربی صابن سے مل کر اپنا وجود کھو دیتی ہے، اس لئے اس پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا۔

۱۵- ہڈیوں کا پاؤڈر دوسری چیزوں سے مل کر ظن غالب کے مطابق اپنا وجود نہیں کھوتا بلکہ بسا اوقات ہڈی ہی دوسری چیزوں کا قوام بھی ہے۔

۱۶- جانوروں کا دم مسفوح بھی دواؤں سے مل کر اپنا وجود نہیں کھوتا۔ اور قلب ماہیت کے تحت نہیں آتا۔

۱۷- جلاٹین اگر غیر ماکول اللحم مذبوح جانور کا ہے تو اس کا استعمال درست نہیں ہے، اور چونکہ وہ دوسری چیزوں سے مل کر اپنا وجود نہیں کھوتی اس لئے قلب ماہیت کے ذیل میں نہیں آئے گی۔

۱۸- ضرورت شدیدہ کے وقت (چند شرائط کے ساتھ جس کی تفصیل مقالہ میں موجود ہے) تداوی بالحرام کی گنجائش نکالی جا سکتی ہے۔

۱۹- قطر کیا ہوا پانی عموم بلوی کی وجہ سے پاک اور جائز الاستعمال ہے۔

۲۰- پیشاب سے قطر کر کے نکالا ہوا پانی ناپاک ہے، اس کا استعمال درست نہیں۔

قلب ماہیت کا معیار اور اس کے اسباب

مولانا محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ☆

ایک شئی کو دوسری شئی میں ملانے سے یا ایک ہی شئی میں معمولی تغیر سے تیسری چیز کا وجود معرضِ ظہور پر آتا ہے، ایسا حیوانات سے لے کر جمادات تک کیا جاتا ہے، ترقی یافتہ دور میں مختلف اشیاء میں تجزیہ کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے حلت وحرمت اور پاکی وناپاکی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان قوموں کے لئے کوئی حرج نہیں جن کے پاس حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کا تصور نہیں، لیکن مسلم قوم جس کے پاس حلال وحرام کا فرق اور طہارت ونظافت اور نجاست کا امتیاز ہے، اور ان کو برتنے کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، ساتھ ہی یہ دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اسلام زمانہ کی برق رفتاری کے ساتھ چلنے کی استطاعت ہی نہیں بلکہ قیادت وسیادت اور رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

قلب ماہیت کا معیار

۱۔ خلقی نجس العین یعنی جس کی مکمل ذات پیدائشی طور پر نجس ہو، جیسے پیشاب، پاخانہ اور خنزیر وغیرہ، یہ جزوی تبدیلی سے پاک نہیں ہوں گے تا آنکہ پوری ذات بدل نہ جائے، بالفاظ دیگر انقلاب ماہیت سے پاک ہوں گے، جیسے انسانی غلاظت جل کر راکھ ہو جائے یا زمین

☆ استاذ المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

پر پڑے رہنے سے مٹی ہو جائے، تو پاک ہو جائے گی (دیکھئے: خانیہ بہامش الہندیہ ۱/ ۳ طبع زکریا دیوبند، حاشیۃ الطحاوی و مراقی الفلاح، ۱/ ۸۹ مکتبہ اشرفیہ دیوبند)۔

خشک مٹی پیشاب سے گوندھی گئی اور اس مٹی کے برتن، مٹکے، مٹکے اور گھڑے وغیرہ یا اینٹ بنائی گئی، تو محض دھوپ میں خشک ہونے سے پاک نہیں ہوں گے، بلکہ آگ میں پکانے کے بعد پاک ہو جائیں گے (خانیہ ۱/ ۳)، کیونکہ آگ میں جلنے و پکنے سے پاخانہ و پیشاب کی ذات جل کر ختم ہو گئی، اسی طرح پاخانہ کا مٹی بن جانے کی صورت میں بھی اس کی ذات گم ہو گئی، اب وہ پاخانہ نہیں رہا بلکہ مٹی ہو گیا، یا راکھ بن گیا، اگر پیشاب کے مضر اثرات بذریعہ فلٹر زائل کر دیے جائیں، تو اس سے پیشاب پاک نہیں ہوگا، کیونکہ پیشاب کی حقیقت و ذات نہیں بدلی بلکہ موجود ہے۔

اسی طرح خنزیر اگر نمک کی کان میں گر کر مر جائے اور کچھ دنوں کے بعد نمک بن جائے تو حکم بدل جائے گا کہ اس پر نمک کا اطلاق ہوگا، اور اس کا استعمال درست ہوگا (رد المحتار ۱/ [illegible] طبع زکریا دیوبند، نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۱۷۶، المغنی ۱/ [illegible]، دسوقی ۱/ [illegible])، کیونکہ نمک پاک ہے، یہ مثال نجس العین لذاتہ کی ہے، یہی حکم نجس العین لغیرہ کا بھی ہے، فقہاء کرام گدھا کے بارے میں لکھتے ہیں: اگر گدھا نمک کی کان میں گر کر مر جائے اور نمک بن جائے تو نمک پاک ہی رہے گا ناپاک نہیں ہوگا (در مختار مع الرد ۱/ [illegible] طبع دیوبند، نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۱۷۶، المغنی ۱/ [illegible]، دسوقی ۱/ [illegible])، کیونکہ گدھے کی حقیقت و ماہیت بدل گئی، اب وہ گدھا نہیں رہا بلکہ نمک ہو گیا، اس لئے اس پر نمک کا حکم جاری ہوگا، اس کی نظیر شرع میں نطفہ کی ہے، جو کہ ناپاک ہے، یہی علقہ بنتا ہے جو کہ ناپاک ہے، پھر گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے اور پاک ہے (حوالہ سابق)۔

معلوم ہوا جب تک نجس شئی کے اجزاء باقی رہیں گے اس وقت تک اس کی حقیقت و ماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، یہاں تک کہ اس کی پوری ذات بدل جائے، لہٰذا خلقی نجس میں ناپاکی کے بنیادی عناصر خود ان کے اجزاء جسمانی ہیں، جن کے رہتے ہوئے اس کی حقیقت

ماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ فقہاء کرام ایک اصولی اصول بیان کرتے ہیں جس سے مذکورہ باتوں پر روشنی پڑتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (رد المحتار ۱/ [illegible]، فتح القدیر ۱/ [illegible]، حاشیہ دسوقی ۱/ [illegible]، الانصاف ۱/ [illegible]، المغنی ۱/ [illegible])۔

علامہ طحطاوی کے الفاظ میں: "زوال الحقيقة يستتبع زوال الوصف" (حاشیہ طحطاوی ۱/ [illegible]) (عین کا استحالہ اس وصف کو مستلزم ہے جو کہ عین کے بقاء پر مرتب ہوتا ہے)۔

ب- اگر کوئی شئی انسانی عمل سے نجس بنی ہے، تو اس کی ناپاکی کے بنیادی عناصر بدلنے سے اس کی حقیقت بدل جائے گی، اور وہ پاک متصور ہوگی، گو اس کے جسمانی اجزاء موجود ہوں، جیسے شراب، اس کے نجس و حرام ہونے کی علت "اسکار" ہے، اسکار زائل ہونے سے شراب سرکہ بن جاتی ہے اور سرکہ پاک اور حلال ہے (دیکھئے رد المحتار ۱/ [illegible]، دسوقی ۱/ [illegible]، الانصاف ۱/ [illegible]، المغنی ۱/ [illegible])، لہٰذا اسکار علت جو کہ نجاست و حرمت کا بنیادی عنصر ہے کے باقی رہتے ہوئے شراب کی حقیقت اور ماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

شوافع کہتے ہیں کہ شراب کے علاوہ کسی بھی نجس العین کی حقیقت و ماہیت بدلنے سے حکم نہیں بدلے گا، بلکہ وہ ناپاک ہی باقی رہے گا "ولا يطهر نجس العين إلا خمر تخللت" (مغنی المحتاج ۱/ [illegible]، نیز دیکھئے روضۃ الطالبین ۱/ [illegible])۔

ج- متنجس شئی سے نجاست کے بنیادی عناصر زائل کردیے جائیں تو وہ شئی پاک ہوجائے گی، اس میں بنیادی عنصر عین نجاست ہے، چنانچہ تمام فقہاء حنفیہ، مالکیہ، صحیح قول پر جمہور شافعیہ اور حنابلہ سب کا اتفاق ہے کہ عین نجاست کے ازالے سے مثلاً ناپاک کپڑا پاک ہوجائے گا (الشرح الکبیر ۱/ [illegible]، حاشیۃ الشرقاوی علی التحریر ۱/ [illegible]، قلیوبی شرح المحلی ۱/ [illegible]، المغنی لابن قدامہ مع الشرح ۱/ [illegible] طبع دار الکتاب العربی، البحر الرائق ۱/ [illegible]، [illegible] ۱/ [illegible]، تکملہ فتح القدیر ۱/ [illegible]، روضۃ الطالبین)، البتہ

ناپاک رطوبت نہیں ہے بلکہ پاک رطوبت ہے جوکہ پاک پانی سے پیدا ہوئی ہے، کیونکہ دباغت کے بعد چمڑا پاک ہو گیا تھا، اور پاک چیز پاک پانی میں ملنے سے ناپاک نہیں ہوتی اور نہ پانی ناپاک ہوتا (دیکھئے کبیری ص ۱۵۱ طبع رحیمیہ دیوبند)۔

تحویل عین کا مطلب

۲- انقلاب ماہیت وحقیقت، استحالہ عین اور تحویل عین سب باہم قریب المعنی الفاظ ہیں، لغوی اعتبار سے تحول مصدر ہے، یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا۔ استحالہ: ایک حال سے دوسری حالت کی طرف بدلنا (مختار الصحاح، الصحاح فی اللغۃ والعلوم، لسان العرب، مادہ حول)، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو فقہاء جس اصطلاحی معنی میں استحالہ، تحول اور انقلاب کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، وہ لغوی معنی سے مختلف نہیں ہے، یعنی شئی کا اپنی حقیقت، کیفیت، ہیئت اور وصف سے دوسری حقیقت، کیفیت، ہیئت اور وصف کی طرف منتقل ہونا، جب شئی کی حقیقت و ماہیت بدلتی ہے تو اسکے ساتھ اس کے اوصاف اور کیفیات بھی بدل جاتی ہیں، چنانچہ علامہ شامی کا بیان ہے:

''شریعت نے نجاست کی صفت کو اسی حقیقت کے ساتھ مربوط کیا ہے، اور یہ حقیقت نجاست کے بعض بنیادی اجزاء کے فوت ہونے سے فوت ہو جاتی ہے، تو کل اجزاء کے فوت ہونے سے کیسے فوت نہیں ہوگی؟ اس لئے کہ نمک ہڈی اور گوشت کا غیر ہے، جب نمک ہو گئے تو نمک کا حکم مرتب ہوگا، اس کی نظیر شریعت میں نطفہ کی ہے کہ وہ ناپاک ہے، یہی جما ہوا خون بن جاتا ہے اور وہ بھی ناپاک ہے، اور یہ خون گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے (اس طرح وہ نطفہ اس مرحلہ میں آکر) پاک ہو جاتا ہے، (انگور) کا شیرہ پاک ہے، شراب بننے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے، اور جب سرکہ بنتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عین نجاست کا استحالہ اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو کہ اس عین پر مرتب ہوتا ہے'' (ردالمحتار ۱/ ۲۳۳)۔

تحول عین کا اطلاق

گذشتہ مباحث سے واضح ہے کہ عین نجاست خواہ وہ لذاتہ ہو یا غیرہ، اس کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی پوری ذات تبدیل ہو جائے یعنی رنگ، صورت اور کیفیت (مزہ، بو اور خاصیت) میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے، یہی حنفیہ، مالکیہ اور ایک قول امام احمد کا بھی ہے (دسوقی ۱/ [illegible]، کشاف القناع ۱/ [illegible]، المغنی ۱/ [illegible]، مواہب الجلیل ۱/ [illegible])۔ حنابلہ کا ظاہر مذہب اور شوافع کا قول یہ ہے کہ شراب کے علاوہ کسی بھی عین نجاست کے استحالہ سے پاک نہیں ہوتی (المغنی ۱/ [illegible] طبع ریاض، مغنی المحتاج ۱/ [illegible]، روضۃ الطالبین ۱/ [illegible])، چنانچہ اگر کتا نمک کی کان میں گر کر مر جائے اور نمک بن جائے تو احناف اور مالکیہ کے نزدیک نمک پاک رہے گا، اور حنابلہ اور شوافع کے نزدیک نمک ناپاک ہو جائے گا، کیونکہ کتا کے نمک بن جانے سے حکم نہیں بدلا، بلکہ کتا کا حکم جو ناپاکی کا تھا وہ باقی رہے گا (دیکھئے حوالہ سابق)۔

شوافع اور حنابلہ کا استدلال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جلالہ کے گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا (ترمذی [illegible]، امام ترمذی کا بیان ہے: یہ حدیث حسن غریب ہے)، ممانعت کی علت جانور کا نجاست کھانا ہے، اگر استحالہ سے پاک ہو جاتا ہے تو آپ منع نہیں فرماتے (دیکھئے نہایۃ المحتاج ۱/ [illegible]، کشاف القناع ۱/ [illegible])۔

احناف اور مالکیہ کا استدلال یہ ہے کہ شریعت نے انقلاب ماہیت پر حکم دائر کیا ہے، لہذا حقیقت بدلنے سے حکم بدل جائے گا، جیسا کہ علامہ شامی کی عبارت واستدلال اوپر گذر چکا ہے، جہاں تک جلالہ والی حدیث کی بات ہے تو اس سلسلہ میں صحابہؓ کے آثار موجود ہیں کہ جانور، مرغی جب جلالہ ہو جائیں تو ایک متعین مدت تک محبوس کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

اگر نجاست پاک شی میں لگ جائے، تو اس صورت میں اگر نجاست مرئی ہے تو عین نجاست کا ازالہ ضروری ہے، اس میں دھونے کی تعداد کی کوئی تحدید نہیں ہے، عین نجاست زائل

ہوگئی تو مثلاً کپڑا پاک ہوجائے گا، اور اگر زائل نہیں ہوئی تو کپڑا ناپاک رہے گا (دیکھئے بدائع ۱/ ۲۲۳)، اگر عین نجاست کے ازالہ کے بعد طعم باقی ہے تو کپڑا پاک نہیں ہوگا، بلکہ طعم کا ازالہ بھی ضروری ہے، یہی مالکیہ اور احناف کا قول ہے، جہاں تک رنگ و بو کی بات ہے تو اگر بسہولت زائل ہوجائے تو زائل کی جائے گی، ورنہ چھوڑ دی جائے گی، جیسا کہ گذر چکا ہے۔ شوافع کے نزدیک نجاست کا اثر (رنگ، بو) زائل کرنا ضروری ہے، بغیر زائل کئے کپڑا پاک نہیں ہوگا، بلکہ اگر زائل نہ ہو رہا ہو تو قینچی سے اس حصہ کو کاٹ دیا جائے گا، اس لئے کہ اثر کا بقا عین نجاست کے بقا پر دال ہے (دیکھئے المجموع ۲/ ۵۹۳، ۵۹۴)، احناف کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے: "لا یضرک بقاء اثرہ" (مسند احمد ۲/ ۳۶۴) (خون کے اثر کا بقا تمہارے لئے مضر نہیں ہے)، ایک دوسری روایت میں ہے: "ولا یضرک اثرہ" (بخاری، باب دم الحیض، مسلم، باب نجاسۃ الدم، کیفیۃ غسلہ، ترمذی باب ماجاء فی غسل دم الحیض من الثوب)۔

روضۃ الطالبین میں احناف کے مطابق مذہب نقل کیا گیا ہے (دیکھئے روضۃ الطالبین ۱/ ۲۹)۔

نیز اسی کتاب میں لکھا ہے:

"فان فعل ذلک و بقی طعم لم یطہر" (حوالہ سابق) (اگر طعم (مزہ)، رنگ اور بو زائل کرنے کی کوشش کی لیکن طعم زائل نہیں ہوا تو پاک نہیں ہوگا)۔

۳- جہاں تک پہلی صورت کی بات ہے تو واضح ہے کہ مخلوط اشیاء پاک ہیں، کیونکہ نجس کا ان میں کوئی اثر اور کوئی خاصیت برقرار ہے، دوسری صورت جب کہ نئی پیدا ہونے والی شی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رکھتی ہے، میں اگر نجاست کے بنیادی عناصر ناپید ہوجائیں گے تو پہلی صورت کے حکم کی طرح نئی پیدا ہونے والی شی پاک ہوگی، اور اگر بنیادی عناصر میں سے ایک بھی عنصر باقی رہے گا تو نئی پیدا ہونے والی شی پاک نہیں ہوگی۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف نجس اشیاء خواہ ان میں نجس العین ہوں یا نجس

قلب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت کے اسباب یہ ہیں:

الف- مرورِ زمانہ: مرورِ زمانہ سے شئی کی حقیقت و ماہیت بدل جائے، جیسے خنزیر، کتا وغیرہ خواہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، نمک کی کان میں یا برف کے حوض میں گر کر مر جائیں اور مرورِ زمانہ سے نمک یا برف بن جائیں، ملک العلماء علامہ کاسانی نے اصول ذکر کیا ہے:

"النجاسة إذا تغير بمضى الزمان وتبدلت أوصافها تصير شيئا آخر عند محمد فيكون طاهراً" (بدائع الصنائع ۱/ ۸۳، نیز دیکھئے حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح/ ۸۷، خانیہ ۱/ ۴)۔

ب- مٹی: اس میں تبدیلی کی صلاحیت ہے، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ زمین اپنے بطن میں نہ جانے کتنی چیزوں کو اور کس کس طرح کی اشیاء کو ہضم کر جاتی ہے، اس لئے علامہ کاسانی نے لکھا ہے:

"کیونکہ زمین کی فطرت ہے کہ اشیاء کو بدل دیتی ہے اور اپنی طبیعت کی طرف منتقل کر دیتی ہے، اسی طرح مرورِ زمانہ سے مٹی ہو جاتی ہیں، اور نجس باقی نہیں رہتیں" (حوالہ سابق)۔

اسی وجہ سے انسانی غلاظت اور مردار اندرون زمین میں دفنانے کے کچھ عرصہ کے بعد مٹی بن جاتے ہیں، اور جب مٹی بن گئے تو پاک ہو گئے، اسی طرح اگر کنواں میں کوئی جانور گرا اور نیچے کیچڑ میں چلا گیا اور کیچڑ بن گیا تو وہ پاک ہو گیا (حوالہ سابق، نیز دیکھئے درمختار ورد المحتار ۱/ ۲۴۳)۔

ج- دھوپ اور ہوا: زمین ناپاک ہو جائے تو خشک ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہے، خواہ زمین دھوپ کی وجہ سے خشک ہوئی ہو یا ہوا سے۔ اسی طرح مردار کے چمڑے سے اس کی رطوبت دھوپ یا ہوا سے زائل ہو گئی ہو تو چمڑا پاک ہو جائے گا، کیونکہ دھوپ اور ہوا سے بھی دباغت ہو جاتی ہے (دیکھئے خانیہ ۱/ ۴، اور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ طحطاوی مراقی الفلاح/ ۸۷ اور اس کے بعد کے صفحات، بدائع ۱/ ۸۵، کبیری/ ۱۵۳)۔

د- دباغت: تمام ناپاک چمڑے دباغت سے پاک ہوتے ہیں، اس سے خنزیر اور انسان کے چمڑے مستثنیٰ ہیں، چونکہ خنزیر کے چمڑے کی ناپاکی کی علت خون اور رطوبت نہیں ہیں، بلکہ اس کی پوری ذات نجس العین ہوتا ہے، اور دباغت سے صرف خون اور رطوبت کا ازالہ ہوتا ہے، نہ کہ انقلاب ماہیت، جہاں تک انسان کے چمڑے کی بات ہے تو قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ پاک ہوجائے، لیکن چونکہ اس سے انتفاع بوجہ احترام واکرام درست نہیں ہے، اس لئے دباغت سے کچھ حاصل نہیں، شوافع نے کتا کا بھی استثناء کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک کتا بھی نجس العین ہے (دیکھئے بدائع ۱/ ۸۳، ۸۴، المہذب ۱/ ۱۰، الوجیز ۱/ ۱۰)۔

ھ- ذبح: بالاتفاق ماکول اللحم جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے سارے اعضاء پاک ہوجاتے ہیں سوائے خون مسفوح کے، غیر ماکول اللحم کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے چمڑے اور وہ اعضاء جن میں خون نہیں ہوتا ہے جیسے بال وغیرہ پاک ہوجاتے ہیں، جہاں تک اس کے گوشت اور چربی کی بات ہے تو صحیح قول پر پاک ہوجائیں گے، اسی طرف صاحب بدائع کا رجحان معلوم ہوتا ہے (بدائع ۱/ ۸۵، درمختار وردالمحتار ۱/ ۲۰۸، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح / ۸۹، کبیری / ۱۰۵)، شوافع کے نزدیک غیر ماکول اللحم کا چمڑا پاک نہیں ہوگا (دیکھئے المہذب ۱/ ۱۰، الوجیز ۱/ ۱۰)۔

و- آگ: انقلاب ماہیت کے اسباب میں سے اہم سبب آگ ہے، جانور اور انسان کی نجاست جلنے کے بعد راکھ ہوجائے تو پاک ہوجاتی، ناپاک مٹی سے مٹکا، مٹکا اور گھڑا بنایا گیا اور آگ میں پکادیا تو پاک ہوجائے گا (ہندیہ ۱/ ۴۴، بزازیہ بہامش الہندیہ ۴/ ۲۰، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح / ۸۹، درمختار وردالمحتار ۱/ ۲۰۸، ۲۱۹)۔

شوافع کے قدیم قول کے مطابق آگ مطہر ہے (روضۃ الطالبین ۱/ ۲۸)، حنابلہ میں سے بہوتی کا بیان ہے کہ آگ کی وجہ سے نجاست پاک نہیں ہوگی، کشاف القناع میں ہے: "ولا تطهر نجاسة بنار، فالرماد من الروث النجس نجس" (۱/ ۱۸۶، ۱۸۷)۔

آگ مطہر اس وقت ہے جبکہ نجاست کو جلا کر اس کی ماہیت و حقیقت بدل دے یا اس کا اثر زائل ہو جائے، چنانچہ اگر چربی کی صورت میں مکمل انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے اور ناپاک مٹی سے بنے ہوئے برتن پاک ہو جاتے ہیں، اس میں نجاست کے اثر کا ازالہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر شراب میں گیہوں کے دانے پھول گئے تو تین بار آگ پر پانی میں جوش دے کر ٹھنڈا کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں، اسی طرح اگر گوشت شراب میں پکایا گیا تو تین بار آگ پر پانی میں جوش دیکر ٹھنڈا کرنے سے پاک ہو جانے کو (ہندیہ [illegible]) یہاں بھی نجاست کے اثر کا ازالہ ہے۔

۵- تخلیل: شراب کو سرکہ بنانے اور بننے کی بابت فقہاء کا اختلاف گزر چکا ہے، یہاں صرف اتنا بیان کرنا ہے کہ شراب سے نجاست و حرمت کی بنیادی علت اسکار زائل ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ از خود زائل ہو جائے جیسا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے، یا دوسری اشیاء ملانے کی وجہ سے زائل ہو جائے جیسے کہ گزر چکا ہے۔

۶- ماء جاری اور اس کے حکم میں ماء کثیر کے ناپاک ہونے کے بارے میں فقہاء لکھتے ہیں کہ نجاست ظاہر ہو جائے "لو وقع بول فی عصیر عشر فی عشر لم یفسد ما لم یظهر أثر النجاسة، ولو سال دم رجله مع العصیر ولم یظهر فیه أثر الدم" (رد المحتار ۱/ ۲۲۲) یا اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ میں سے ایک وصف بھی ظاہر ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا "ویتغیر أحد أوصافه من لون أو طعم أو ریح ینجس الکثیر ولو جاریا إجماعا" (در مختار ۱/ ۲۲۳)۔ بعد صورت مسئولہ میں اگر گندہ پانی جاری ہو یا ماء کثیر ہو اس سے بذریعہ فلٹر یا کسی مشین سے گندگی کو اس طرح الگ کر دیتے ہیں کہ اس میں نجاست نظر نہ آئے اور تینوں اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی وصف باقی نہ ہو تو پانی پاک ہو جائے گا، اور اگر ماء قلیل ہے تو بغیر قلب ماہیت کے پانی پاک نہیں ہوگا۔

۷- چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم تمیز باقی نہ رہیں اور نہ ممتاز کی جا سکیں تو فقہاء ایسے اختلاط کو استہلاک سے تعبیر کرتے ہیں، اس استہلاک کے بعد تو قلب ماہیت نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ اس میں ہر جزء اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے، تاہم ناپاک ملی ہوئی شی اگر نظر نہ آئے، اور نہ ہی اس کے بنیادی عناصر موجود ہوں تو وہ مرکب پاک ہوگا۔ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو اصل شراب ہے، کا حکم یہ ہوگا کہ اگر ان دواؤں میں اسکار کی کیفیت نہ ہو اور نہ ہی شراب کی بو ہو تو پاک ہوں گی اور ان کا استعمال درست ہوگا، اور اگر ان میں اسکار کی کیفیت باقی ہو یا شراب کی بو محسوس ہو رہی ہو تو عام حالات میں اس طرح کی دواؤں کا استعمال درست نہیں ہوگا، ہاں اگر یہی دوائیں علاج کے لئے متعین ہو جائیں تو از راہ ضرورت استعمال درست ہوگا۔ کیونکہ فقہاء کا اصول ہے: "الضرورات تبیح المحظورات" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم، ص ۸۵)۔

۸- فقہاء نے صابن کے بارے میں صریح جزئیہ لکھا ہے:

"جعل الدهن النجس في الصابون يفتى بطهارته لأنه تغير كذا في الزاهدي" (ہندیہ ۱/ ۴۵) (ناپاک تیل صابن میں ڈالا گیا، صابن کے پاکی کا فتویٰ دیا جائے گا، اس لئے کہ اس تیل میں تبدیلی آچکی ہے)۔

اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صابن میں کوئی ناپاک شی ملائی جائے اور وہ اپنی حقیقت کو کھو دے تو صابن پاک ہوگا، جہاں تک صابن میں مردار کی چربی کی ملاوٹ کی بات ہے تو اگر چربی کی بنیادی عنصر دسومت باقی رہتی ہے تو چربی ملی ہوئی شی کا استعمال درست نہیں ہوگا خواہ وہ صابن ہو، یا ٹوتھ پیسٹ ہو، یا بسکٹ یا کوئی بھی شی ہو، اس لئے کہ مردار کی چربی عین نجاست ہے، اس سے چمڑے کی دباغت تک کو فقہاء نے نادرست قرار دیا ہے (درمختار، ۱/ ۲۰۵)۔

اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کے پاؤڈر کا مسئلہ ہے جہاں مردار، خنزیر کی

ہڈیوں کے ہونے کا بھی شبہ ہے، اگر یہ ہڈیاں اپنی ماہیت کھو چکی ہیں تو ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست ہوگا، اور اگر ان ہڈیوں کی ماہیت برقرار رہتی ہے تو ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست نہیں ہوگا۔

لہذا اس طرح چربی ملی ہوئی اور ہڈیوں کے اجزاء سے تیار شدہ چیزوں کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہو جائے تو ان سے اجتناب واجب ہے، اور اگر تحقیق نہ ہو بلکہ شبہ ہو تو اجتناب بہتر ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے مشتبہ امور سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔

۹- خون کی ذات کے باقی رہنے پر اس کا سرخ رنگ دلالت کرتا ہے، جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ شیرہ میں داخل شخص کے پیر سے خون بہا اور اس کے ساتھ اس کے پیر سے شیرہ بھی ٹپک رہا ہے اور خون کا اثر ظاہر نہ ہو تو وہ شیرہ ناپاک نہ ہوگا "ولو سال دم رجله مع العصير أي والعصير يسيل ولم يظهر فيه أثر الدم لا ينجس" (درمختار، ردالمحتار ۱/ ۳۲۰)، خون کا اثر تلونیت بھی ہے، لہذا اگر دوا میں خون کا رنگ سرخ اور تلوین نہ ہو تو وہ دوا پاک ہے، کیونکہ وہ انقلاب ماہیت کے زمرہ میں داخل ہو جائے گی۔

۱۰- صورت مسئولہ میں ذکر کردہ صورت قلب ماہیت کے تحت آ جائے گی، کیونکہ جلانے کے بعد چربی اور ہڈی کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے، اس لئے کہ قلب ماہیت کے اسباب میں سے احراق بھی ہے۔

انقلاب ماہیت اور اس کا دائرہ

مولانا ابوالحسن رشیدی ٭

تمہیدی بحث

انقلاب ماہیت سے متعلق تمام سوالات کے جوابات سے پہلے دو اصولی مباحث پر روشنی ڈال رہا ہوں، ان دونوں مباحث کی حیثیت تمہیدی کی ہے، اور ان سے علاج وغیرہ کے بارے میں صحیح تصور رکھنے میں مدد ملے گی۔ بحث اول: تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں، بحث دوم: تداوی (علاج کرنا) واجب نہیں ہے۔

بحث اول

کتاب وسنت کے مطالعہ سے ایک اہم اصول یہ سامنے آتا ہے کہ تمام عبادات اصلاً توقیفی ہیں یعنی ان کا علم وحی الٰہی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے، عبادت کا وہی طریقہ درست ہوگا جو کتاب وسنت سے ثابت ہو، ورنہ وہ درست نہ ہوگا، اس کے برخلاف عادات ومعاملات وغیرہ میں اصل اباحت ہے، اس میں وہی چیزیں حرام وممنوع ہوں گی جنہیں قرآن وحدیث میں ممنوع قرار دیا گیا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس مسئلہ میں بڑی مفصل بحث کی ہے جس کا بیان بہت

٭ [illegible]

اختصار سے نقل کر رہا ہوں، وہ لکھتے ہیں:

"اقوال و افعال میں بندوں کے تصرف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم عبادات کی ہے جن سے دینی حالت درست ہوتی ہے اور دوسری قسم عادات کی ہے جن کی ضرورت دنیوی معاملات میں ہوتی ہے، شریعت کے اصولوں کا مطالعہ کرنے سے یہ قاعدہ کلیہ ابھر کر سامنے آتا ہے کہ عبادات جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب یا مستحب ٹھہرایا ہے ان کی یہ حیثیت شریعت ہی سے ثابت ہو سکتی ہے، رہیں عادات تو دنیا کے معاملات میں لوگ ان کے عادی ہوتے ہیں اور وہ اصلاً غیر ممنوع ہیں، اس لئے جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا ہے ان کے علاوہ کسی اور چیز کو ممنوع نہیں قرار دیا جا سکتا۔ امر و نہی کا معاملہ درحقیقت قانون الٰہی سے متعلق ہے اور عبادت کا معاملہ بھی سراسر اسی کے حکم پر موقوف ہے، لہٰذا جس بات کا حکم اس کی طرف سے نہیں ملا اس کی ممانعت کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔

اس لئے امام احمد اور دیگر فقہاء اہل حدیث اس بات کے قائل ہیں کہ عبادات اصلاً توقیفی (جن کا علم وحی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے) ہیں، لہٰذا مشروع وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہم پر صادق آئے گا، اور ہم عظیم جرم کے مرتکب ہوں گے:

"ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله" (الشوریٰ ۲۱)

(کیا ان کے لئے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کے وہ طریقے مقرر کئے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی)۔

البتہ عادات کا معاملہ اس سے مختلف ہے، وہ اصلاً مباح ہیں، اس لئے اس قبیل کی صرف ان چیزوں سے روکنا چاہئے جن کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم پر صادق آئے گا:

"قل أرأيتم ما أنزل الله لكم من رزق فجعلتم منه حراماً و حلالاً" (یونس ۵۹)

(کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ نے جو رزق تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے کسی کو تم نے حرام اور کسی کو حلال ٹھہرا لیا)۔

یہ بہت ہی اہم اور مفید اصول ہے اور اس اصول کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ بیع، ہبہ، اجارہ وغیرہ عادات کے قبیل سے ہیں جن کے لوگ روزمرہ کی زندگی میں ضرورت مند ہوتے ہیں۔ مثلاً کھانا، پینا اور لباس، شریعت نے ان عادات کو آداب حسنہ سے سنوارا ہے جن عادات میں خرابی تھی ان کو حرام ٹھہرایا اور جو ضرورت کے قبیل سے تھیں ان کو لازم کر دیا ہے، اس طرح جو عادات نامناسب تھیں ان کو ناپسندیدہ ٹھہرایا اور جن باتوں میں مصلحت کا پہلو غالب تھا ان کو مستحب قرار دیا۔

اس حقیقت کے پیش نظر لوگ اپنی مرضی کے مطابق لین دین اور اجرت پر معاملہ کرنے کے لئے آزاد ہیں جب تک کہ شریعت سے چیز کی حرمت ثابت نہ ہو جائے، اس کی مثال خورد و نوش ہے کہ لوگ محرمات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق کھا پی سکتے ہیں اگرچہ بعض چیزیں استحباب اور بعض چیزیں کراہیت کے درجہ میں ہوتی ہیں، لیکن جب تک شریعت پابندی عائد نہ کرے وہ اپنی اصلی اطلاقی حالت پر باقی رہتی ہیں (ماخوذ از مختصر از قواعد النورانیہ الفقہیہ ص ۱۶۳، ۱۶۴ طبع دارالمعرفۃ بیروت)۔

بحث دوم

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی نے "کتاب التوحید" میں ایک باب باندھا ہے "باب من حقق التوحید دخل الجنۃ بغیر حساب" اس کے تحت عبداللہ بن عباس کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے، حدیث طویل ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے میدان قیامت کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا کہ میری امت میں ستر ہزار ایسے لوگ

ہوں گے جو بلا کسی حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہوں گے پھر آپ نے ان کے بارے میں فرمایا: "هم الذين لا يسترقون ولا يكتوون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون" (وہ ایسے لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے ہیں، (بطور علاج) داغنے کے لئے نہیں کہتے، شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں) (اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی واللفظ لمسلم)۔

حدیث مذکور میں بطور علاج "کیّ" (داغنا) کا ذکر آیا ہے اس طرح کہ اس کے تارک کی تعریف کی گئی ہے، اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کتاب التوحید کے شارح شیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ لکھتے ہیں:

"علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: "احادیث الکیّ" چار طرح کی ہیں:

اول: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود کیا ہے۔

دوم: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسے پسند نہیں کیا ہے۔

سوم: بعض احادیث سے ترک اکتواء کی تعریف معلوم ہوتی ہے۔

چہارم: بعض احادیث سے نہی عن الکی معلوم ہوتی ہے۔

بحمد اللہ ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں، اس لئے کہ فعل نبوی اس کے جواز کی دلیل ہے، پسند نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں، ثناء علی الترک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ترک اولیٰ وافضل ہے اور نہی عن الکی تنزیہ وکراہت کے طور پر ہے" (فتح المجید شرح کتاب التوحید ۷۰)۔

اس بحث کے ضمن میں شارح "کتاب التوحید" علاج کے بارے میں ائمہ وفقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تداوی (علاج) کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا وہ مباح ہے اور اس کا ترک افضل ہے یا مستحب ہے یا واجب ہے؟

امام احمد کا مشہور مذہب حدیث مذکورہ اور دوسری احادیث کے پیش نظر یہ ہے کہ تداوی مباح ہے اور اس کا ترک افضل ہے، شوافع کا مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ مستحب ہے، علامہ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ یہی جمہور سلف و خلف کا مذہب ہے، اسی کو وزیر ابوالمظفر نے اختیار کیا ہے، امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ تداوی مؤکد ہے جو وجوب کے قریب ہے، اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ اس کا فعل و ترک دونوں برابر ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا: "**لا بأس بالتداوي ولا بأس بتركه**"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ جمہور علماء کے نزدیک تداوی واجب نہیں ہے، اور اصحاب شافعی و احمد میں سے چند لوگوں نے اسے واجب قرار دیا ہے (فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۷۰)۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تداوی بالحلال یا تداوی بالحرام سے قطع نظر مطلق تداوی کے بارے میں جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ وہ بہر حال واجب نہیں ہے، دلائل کی روشنی میں یہی رائے راجح معلوم ہوتی ہے، در اصل تمام چیزوں کے اسباب و وسائل پر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، اس لئے مذہب اسلام یہ چاہتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ایمان و یقین والے اسباب و وسائل کی طلب سے بے نیاز ہو کر زندگی گزاریں اور بلا حساب و کتاب دخول جنت کے مستحق ہوں مگر خود ظاہر ہے کہ تداوی اور وسائل کی جستجو مطلق ایمان و توکل کے منافی نہیں ہے، اسی لئے مختلف قولی و فعلی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج وغیرہ درست ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی ہے۔

سوالات کے جوابات

اب ہم انقلاب ماہیت سے متعلق تمام سوالات کے جوابات ترتیب سے لکھ رہے ہیں اور آخر میں ایک اہم تجویز ذکر کریں گے۔

۱- جہاں نمک کسی چیز کی فطری حقیقت و ماہیت کی بات ہے تو اس کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، فلاسفہ و مناطقہ نے مختلف اجناس و انواع کی جو ماہیات و حقائق بیان کئے ہیں وہ محل نظر ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تصنیف: ''کتاب الرد علی المنطقیین''۔

البتہ دینی و شرعی طور پر تین ایسے بنیادی اوصاف ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی بھی وصف بدل جائے تو کہا جائے گا کہ وہ شی بدل گئی اور اس کا حکم بدل گیا وہ تینوں اوصاف ہیں: لون (رنگ)، ریح (بو) اور طعم (لذت) جیسا کہ پانی کے بارے میں سنن بیہقی وغیرہ میں یہ حدیث آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **''الماء طهور إلا أن تغير ريحه أو طعمه أو لونه''** (پانی پاک ہے الا یہ کہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف بدل جائے)۔

ظاہریہ و مالکیہ کے یہاں اس مسئلہ میں ماء قلیل و کثیر کا کوئی فرق نہیں، لیکن جمہور ائمہ و فقہاء کے یہاں دوسرے دلائل کے پیش نظر ماء قلیل و کثیر میں فرق ہے، یہی بات درست بھی ہے (سبل السلام شرح بلوغ المرام کتاب الطہارۃ ۱؍۰۸-۰۹ طبع قدیم دہلی)۔

اور علمی طور پر اگر کسی شی کے تمام اوصاف و خواص بدل جائیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ماہیت بدل گئی ورنہ انقلاب ماہیت کا تحقق نہ ہوگا۔

۲- انقلاب ماہیت کا کیا مطلب ہے؟ تو معلوم ہونا چاہئے کہ پورے طور پر اصل شی وعین شی کے تغیر کو انقلاب ماہیت کہا جا سکتا ہے، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، پاخانہ کو جلا کر راکھ بنا دینا ''حرق النجاسة مطهر خلافا للشافعية والحنابلة والمالكية'' (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ عبد الرحمن الجزیری)۔

نمک کی کان میں کسی چیز کا گر کر نمک بن جانا وغیرہ، مذکورہ اشیاء میں ان کے تمام اوصاف و خصائص بالکل بدل جاتے ہیں، یقیناً یہ انقلاب ماہیت ہے، اسی طرح انقلاب ماہیت کی مثال میں جلاٹین کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

یہاں اصولی طور پر ایک بات جو نہ ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ مختلف اشیاء میں جو تبدیلیاں کی جاتی ہیں یا خود بخود تغیرات ہوتے ہیں ان کی دو شکلیں ہیں:

اول: کلی طور پر کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا یا اسے بدل دینا، اس کو فقہاء استحالۂ شی اور تحول عین سے تعبیر کرتے ہیں۔

دوم: ایک شی کے مختلف اجزاء کو کسی طرح سے الگ کردینا اس کو "تجزیہ" کہا جاتا ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ استحالۂ شی سے کبھی کبھی احکام بدل جاتے ہیں، البتہ اگر صرف "تجزیہ" ہے تو احکام شی بدل سکتے، اس کی مثال وہ پیشاب ہے جسے فلٹر کردیا جائے تو اس سے پیشاب کی حقیقت نہیں بدلتی، محض اس کے بعض اجزاء نکال لئے جاتے ہیں، اس لئے اس پیشاب کو نہ پاک ہی کہا جائے گا، اس کو پینا یا وضو، غسل وغیرہ میں اسے استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔

"تجزیہ" کی دوسری مثال پیشاب کا نمک بھی ہے، وہ اصل یہ ہوتا ہے کہ پیشاب کو پکایا جاتا ہے اور اس کی "شوریت" کو نکال کر نمک بنا دیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس نمک کا کھانا درست ہرگز نہ ہوگا اس لئے کہ پیشاب کے اوصاف وخصائص میں سے ایک خاصیت "شوریت" بھی ہے جسے نمک بنا دیا گیا ہے۔

۳- اگر کسی شی میں تبدیلی ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

اول: شی جدید میں ان اشیاء کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت برقرار نہ رہے جس سے وہ بنائی گئی ہے۔

دوم: شی جدید میں موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار ہیں۔

ان دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم نہیں ہونا چاہئے، پہلی صورت میں چونکہ انقلاب ماہیت کامل طور پر ہوا ہے اس لئے سابق حکم بدل جائے گا۔ اور دوسری صورت میں موروثی طور پر کچھ سابق خواص وکیفیات پائے جانے کی وجہ سے کہا جائے گا کہ اس میں کامل انقلاب ماہیت

نہیں ہوا ہے، لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا سابق حکم باقی رکھا جائے، مثال کے طور پر ایک دوا کئی چیزوں سے مل کر بنی ہے ان میں شراب بھی شامل ہے، اس دوا کے تمام سابق اجزاء میں انقلاب ماہیت ہوگیا ہے مگر شراب کی بعض کیفیات وخصوصیات اس دوا میں اب بھی موجود و محسوس ہیں، تو اس دوا کے استعمال کو حرام قرار دینا بہتر ہوگا۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان یقیناً فرق کرنا چاہئے، جو اشیاء نجس العین ہیں انقلاب ماہیت کے بعد بھی انہیں نجس مانا جائے گا (دیکھئے جدید فقہی مسائل، جلد اول، بحث طب وعلاج تالیف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

مگر یہ بات ملحوظ رہے کہ جانوروں میں کون نجس العین ہیں اور کون غیر نجس العین ہیں اس میں اختلاف ہے، شوافع وحنابلہ کے نزدیک خنزیر اور کلب نجس العین ہیں، حنابلہ نے اس پر اضافہ یہ کیا ہے کہ جو غیر ماکول اللحم جانور بلی سے بڑے ہیں وہ بھی نجس العین ہیں، حنفیہ کے نزدیک صرف خنزیر نجس العین ہے اور مالکیہ کے نزدیک مطلق طور پر کوئی بھی جانور نجس العین نہیں ہے، ان کے نزدیک خنزیر اور کتا اور ان سے پیدا ہونے والی تمام چیزیں طاہر ہیں (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ بحث الاعیان الطاہرۃ)۔

اس اختلاف میں راجح مسلک شوافع وحنابلہ کا ہے۔

۵- پوچھا گیا ہے کہ قلب ماہیت کے اسباب کیا ہیں؟ مگر یہاں قلب ماہیت کی تعبیر درست نہیں ہے، صحیح تعبیر یہ ہے کہ مختلف اشیاء میں انقلاب وتغیر یا قلب وتغیر کے اسباب کیا ہیں؟ اس لئے کہ مثال میں جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں ان میں بعض کے اندر قلب ماہیت پایا جاتا ہے، اور بعض کے اندر محض تغیر اوصاف یا قلب خواص پایا جاتا ہے، بہر حال انقلاب وتغیر کے اسباب اس طرح ہیں:

اول: جلانا۔

دوم: دھوپ دکھانا۔

سوم: کسی شئی کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا۔

چہارم: سوکھی ہوئی کھال یا ہڈی میں جلاٹین کا عمل کرنا جیسا کہ ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد دہلی کی تحریر میں ذکر کیا گیا ہے اور بھی دوسرے اسباب ہو سکتے ہیں۔

البتہ جیسا کہ میں نے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ "جلانا" مختلف فیہ ہے، حنفیہ کے نزدیک نجاست کو آگ سے جلانا سبب طہارت ہے، شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک جلانا سبب طہارت نہیں ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک شئی نجس کی راکھ طاہر ہے، اسی طرح قلب اور انقلاب میں بھی اختلاف ہے، ایک ہے کسی چیز کی ماہیت کو بدل دینا اسے قلب کہا جاتا ہے، اور انقلاب ہے کسی چیز کی ماہیت کا خود بدل جانا، جیسے حنفیہ و مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ شراب جب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہے، چاہے خود بخود بن جائے یا نمک وغیرہ ڈال کر اسے سرکہ بنا دیا جائے اور شافعیہ و حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر شراب خود بخود سرکہ ہو جائے تو طاہر ہے اور اگر کسی عمل سے اسے سرکہ بنا دیا جائے تو وہ طاہر نہ ہوگا، اس اختلاف میں مؤخر الذکر مسلک راجح ہے، دلیل یہ حدیث ہے: "سئل رسول اللہ ﷺ عن الخمر تتخذ خلا قال لا" (اخرجہ مسلم، ترمذی)، معلوم ہوا کہ صرف انقلاب معتبر ہے۔

۶- فلٹر (Filter) کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے اسے قلب ماہیت نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے تجزیہ (Decompose) کہا جائے گا، جیسا کہ جواب ۴ کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے، اگر حلال و طاہر اشیاء میں فلٹر کا عمل کر کے جدید اشیاء تیار کی گئی ہیں تو ان کا استعمال جائز ہوگا اور اگر وہ عمل حرام و نجس اشیاء میں کیا گیا ہے اور ان سے کھانے یا پینے کی نئی چیزیں بنائی جائیں تو انہیں استعمال کرنا حرام ہوگا، جیسے نجس پانی سے نجاست کے عناصر کو الگ کر کے صاف پانی بنانا یا مختلف اقسام کی شرابوں سے ان کے جوہری اجزاء کو نکال کر دوسری چیزیں بنانا وغیرہ۔

۷- دوائیں جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، وہ خواہ جامد ہوں یا سیال، اگر وہ اجزاء وعناصر حرام ونجس ہوں تو ان دواؤں کا استعمال حرام ہوگا، اور اگر وہ اجزاء حلال وطاہر ہوں تو ان دواؤں کا استعمال درست ہوگا۔

فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم تمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں "استہلاک عین" کہتے ہیں تو اس استہلاک کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا، یہی حکم ان انگریزی دواؤں کا ہے جن میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے جو اصل شراب ہے، ظاہر ہے دواؤں میں شراب کے اختلاط سے "اسکار" کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے (دیکھئے فتاویٰ نذیریہ ۲/ ۵۱۹ طبع قدیم دہلی)۔

میری یہ پوری بحث عام حالات سے متعلق ہے، اضطراری حالت سے متعلق نہیں ہے، تو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کسی کو علاج کی مجبوری ہو یعنی شفا حاصل کرنے کے لئے کسی حرام چیز کا کھانا ناگزیر ہو جائے تو فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، ایک گروہ نے اس مجبوری کا اعتبار نہیں کیا ہے، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الله لم يجعل شفائكم فيما حرم عليكم" (البخاری)، (اللہ نے اپنی حرام کردہ چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی ہے)۔

لیکن دوسرے فقہاء نے علاج کی مجبوری کا لحاظ کیا ہے اور علاج کو غذا کی طرح ضروری قرار دیا ہے، کیونکہ دونوں ہی چیزیں زندگی کے لئے ضروری ہیں، اس گروہ کا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی تھی، حالانکہ ریشم پہننا ممنوع ہے اور اس پر وعید آئی ہے (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے الحلال والحرام فی الاسلام ص ۵۱)۔

آخری شرط کے سلسلے میں ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں مسلم طبیب نہ

ہوں، وہاں غیر مسلم طبیب پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، علامہ ابن القیم اپنی کتاب "الطرق الحکمیہ" رحمہ اللہ مشتمہ "السیاسۃ الشرعیہ" میں مالکیہ کا یہ مسلک نقل کیا ہے: "وھم یجیزون شھادۃ طبیبین کافرین حیث لا یوجد طبیب مسلم" (یعنی جہاں مسلم طبیب نہ مل سکے وہاں دو غیر مسلم طبیبوں کی شہادت جائز ہوگی) (موجودہ زمانے کے مسائل کا شرعی حل ص: ۱۸۸، تالیف مولانا محمد برہان الدین سنبھلی)۔

۸- مردار جانوروں کے چربی سے جو صابن تیار کئے جاتے ہیں تو اس عمل سے چربی میں قلب ماہیت نہیں ہوتا، اس لئے کہ چربی کے بعض اوصاف وخواص صابن میں پائے جاتے ہیں، لہٰذا اس صابن کا استعمال درست نہ ہوگا، اسی طرح مغربی ممالک میں جس بسکٹ میں چربی ملائی جاتی ہے اس کا استعمال بھی درست نہیں، رہا معاملہ ہڈیوں کے پاؤڈر کا جسے ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ملایا جاتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

اول: وہ ہڈیاں ماکول اللحم جانوروں کی ہوں تو اس صورت میں اس ٹوتھ پیسٹ کا استعمال درست ہوگا۔

دوم: وہ ہڈیاں غیر ماکول اللحم جانوروں کی ہوں، اس صورت میں اس ٹوتھ پیسٹ کا استعمال ناجائز ہوگا۔

دراصل صابن، بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے استعمال کے لئے "الضرورات تبیح المحظورات" کا اصولی قاعدہ دلیل نہیں بن سکتا، اس لئے کہ وہ تمام چیزیں علاج کی مجبوری اور اضطراری ضرورت کے دائرہ سے بالکل الگ تھلگ ہیں، حالانکہ ہڈیوں کے پاؤڈر میں جلائے جانے کا عمل ہوتا ہے جس سے قلب ماہیت ہو جاتا ہے، مگر چونکہ ٹوتھ پیسٹ اضطراری ضرورت نہیں ہے اس لئے ہم نے ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم کا فرق کیا ہے۔

یہاں میں دو باتیں ذکر کرنا چاہتا ہوں جن سے اس مسئلہ میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے:

اول: کھانے پینے وغیرہ کی جدید مشرقی ومغربی اشیاء کو اس وقت تک مباح سمجھا جائے گا جب تک قطعی طور پر حرمت کی دلیل معلوم نہ ہو، جیسا کہ ہم تمہیدی بحث میں ذکر کر چکے ہیں، اس بناء پر ایک فقہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نظروں سے غائب ہے اس کی تفتیش میں نہیں پڑنا چاہئے، ڈاکٹر یوسف قرضاوی جامع صحیح بخاری وغیرہ کی بعض احادیث ذکر کر کے لکھتے ہیں:

''ایک مسلمان کے لئے ضروری نہیں کہ جو چیز اس کی نظروں سے غائب ہو اس کے بارے میں تفتیش کرے کہ اس کو کس طرح ذبح کیا گیا تھا؟ ذبح کی شرائط پوری کی گئی تھیں یا نہیں؟ اس پر اللہ کا نام لیا گیا تھا یا نہیں؟ بلکہ جو ہماری نظروں سے غائب ہو اور ذبح کرنے والا مسلمان ہو خواہ وہ جاہل ہو یا فاسق یا وہ اہل کتاب میں سے ہو تو اس کا کھانا حلال ہے (الحلال والحرام فی الاسلام الباب الثانی ر ۳، تیرہواں ایڈیشن طبع بیروت)۔

دوم: بعض فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم ہر مردار جانور کی کھال، ہڈی اور بال وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، ان کا خیال ہے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو مروی ہے: "ایما اہاب دبغ فقد طہر" (جس کھال کی بھی دباغت کی گئی وہ پاک ہوگئی) اس کا حکم عام ہے جس کا اطلاق تمام کھالوں پر ہوتا ہے، خواہ وہ کتے کی ہو یا خنزیر کی ہو، یہ اہل ظاہر کا قول ہے، امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی منقول ہے اور امام شوکانیؒ اسے ترجیح دیتے ہیں (الحلال والحرام فی الاسلام ر ۵۵)۔

میں اس نقطۂ نظر سے اتفاق نہیں رکھتا، علامہ قرطبیؒ نے اس نقطۂ نظر کے دلائل کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور سخت تردید کی ہے مگر موجودہ حالات میں غور وفکر کے بعد اس طرز فکر سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون جو مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ "دم مسفوح" (بہایا ہوا خون) جو نص قرآنی سے حرام ہے، اس لئے اگر یقین ہو جائے کہ

فلاں دواؤں میں اس خون کا استعمال ہوا ہے تو ان کا استعمال حرام ہوگا، البتہ مذکورہ شرائط کے ساتھ علاج کی مجبوری میں ان کا استعمال درست ہوگا۔

رہا غیر ذبح جانوروں کے دوسرے اجزاء کا معاملہ تو اگر وہ ماکول اللحم جانوروں کے اجزاء ہوں تو ان سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال درست ہوگا اور اگر غیر ماکول اللحم جانوروں کے اجزاء ہوں تو اکل وشرب اور بدن کے لئے ان کا استعمال ناجائز ہوگا، دوسرے کاموں کے لئے ان کا استعمال درست ہوگا۔

۱۰- ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد دہلی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جلاٹین بنانے کے تین طریقے ہیں:

اول: سوکھی ہوئی ہڈی یا کھال کو صاف کرکے اسے تیزاب، چونا اور دھوپ سے گزارنا اور پھر پیس کر پاؤڈر بنانا۔

دوم: بچھڑے کی کھال کو چونا اور گرم پانی سے گزار کر پھر جلاٹین بنانا۔

سوم: خنزیر کی کھال کو تیزاب اور گرم پانی سے گزار کر جلاٹین بنانا۔

یقیناً جلاٹین کا جو عمل ہے وہ قلب ماہیت کے تحت آئے گا، لیکن جلاٹین اگر غیر ماکول اللحم کی ہڈی اور کھال اور خنزیر کی کھال سے تیار کیا جائے تو اکل وشرب اور بدن کے علاوہ دوسرے کاموں میں اس سے بنی ہوئی چیز استعمال کر سکتے ہیں اور اگر وہ ماکول اللحم جانور کی ہڈی اور کھال سے تیار کی جائے تو اسے ہر کام میں استعمال کر سکتے ہیں، اور اگر کسی کو یقینی علم نہ ہو تو مزید تفتیش کی ضرورت نہیں، اسے ہر صورت میں ہر کام کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

میں نے اپنی یہ بات علامہ نووی کی ایک تحقیق سے مستنبط کی ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ مردار کی چربی وغیرہ غیر اکل و غیر بدن کے لئے استعمال کر سکتے ہیں، اس مسئلہ میں ذکر اختلاف کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ مذکورہ نقطۂ نظر بہت سے اصحاب، امام شافعی، امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور

ان کے اصحاب اور لیث بن سعدؒ وغیرہ کا مسلک ہے (دیکھئے مسلم مع شرح للنووی کتاب الحج باب تحریم الصید للمحرم)۔

ایک تجویز

اس وقت عالمی طور پر جس انداز میں دواؤں کی کمپنیوں پر غیر اسلامی ذہن مسلط ہے اس کے پیش نظر میری تجویز ہے کہ مسلمانوں کو یونانی ادویہ کا استعمال کرنا چاہئے اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے سکریٹری جنرل سے میری گزارش ہے کہ وہ عالم عرب کو اس طرف متوجہ کریں کہ وہاں ایسی دواساز کمپنیاں قائم کی جائیں جن میں حرام سے اجتناب کیا جائے۔

علامہ ابن المنذرؒ نے فرمایا کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ قلیل و کثیر پانی میں جب اس میں کوئی نجاست پڑ جائے پھر پانی کا مزہ، رنگ یا بو بدل جائے تو وہ پانی ناپاک رہے گا، اس صورتحال تک آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "پانی پاک ہے، اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی مگر جب کہ وہ چیز پانی کے مزہ اور رنگ اور بو پر غالب آجائے" (اعلاء السنن ۱/۲۰۸)۔

حاصل کلام

کسی بھی چیز کے بنیادی عناصر تین ہیں، اگر تغیرات کے باوجود اوصاف مذکورہ میں سے کوئی وصف علی حالہ باقی رہتا ہے تو درحقیقت یہ شکل تبدیل ماہیت کی نہ ہوگی۔

تبدیل ماہیت کی صورت

۲:الف - حضرات فقہاء نے تبدیل ماہیت کی صورت میں مختلف اشیاء کا مختلف حکم بیان فرمایا ہے، مثلاً اگر کوئی چیز ہے جس کا کوئی وصف ہی نہیں ہے تو وہاں تبدیلی ماہیت باعتبار قلت و کثرت یا باعتبار اوزان ہوگی۔

ب- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں تین اوصاف ہوں اور ان اوصاف میں سے دو وصف بدل جائے تو یہ تبدیل ماہیت کی صورت ہوگی۔

ج- اور اگر اوصاف ثلاثہ میں سے صرف ایک وصف بدلا ہو تو یہ تبدیل ماہیت نہ ہوگی۔

د- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں دو وصف ہیں دو میں سے ایک بدل گیا تو یہ تبدیلی ماہیت ہوگی۔

ہ- اور اگر دونوں وصف بدل گئے تو تبدیلی ماہیت کی یہ صورت بدرجہ اتم ہے۔

۲- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ جس میں ایک ہی وصف ہوتا اور وہ وصف ختم ہو گیا تو یہ بھی تبدیلِ ماہیت کی صورت ہے (دیکھئے الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۲۰)۔

قلبِ ماہیت جائز ہے

۳- اگر شی میں ایسی تبدیلی ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو گئے، تمام بھی بدل گئے اور مجموعی طور پر مزاج بھی بدل گیا اور جن اشیاء سے مل کر یہ چیز وجود میں آئی ہے اگر ان کا کوئی بھی اثر اور خصوصیت برقرار نہیں رہی تو تبدیلِ ماہیت ہوگی اور یہ شکل جائز ہے۔

لیکن اگر ایسی تبدیلِ ماہیت ہو کہ Z، Z، ا، اس چیز میں جو سے ہوتے ہیں ان میں سے کسی جزء کے مثلاً دو وصف ہیں یا تین وصف یا ایک وصف ہے، اگر ایک وصف والے کا مذکورہ وصف اور دو وصفوں والے کا دونوں وصف اور تین وصفوں والے کا صرف دو وصف بدل گئے تو یہ بھی صورت تبدیلِ ماہیت کی ہے، مگر کوئی چیز ایسی ہے کہ جس کا ایک وصف تھا اور وہ تبدیلی کی صورت میں ختم نہیں ہوا تو یہ صورت تبدیلِ ماہیت کی نہیں ہوگی۔

اشیاءِ نجس کا استعمال

۴- انقلابِ ماہیت کے مسئلے کے تحت مختلف اشیاءِ نجس کے مابین فرق نہیں ہوگا اور نجس العین غیر نجس العین کے درمیان بھی تفریق نہیں ہوگی، کیونکہ انقلابِ ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و ماہیت بن جائے، نہ اس کا نام، کیفیت اور صورت باقی رہے نہ اس کے آثار و امتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات و علامات و امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے، موجودہ دور میں قلبِ ماہیت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ نالیوں (گٹر) کے پانی سے سبزیوں کی کاشت ہوتی ہے، مثلاً پالک وغیرہ اور ان سبزیوں کی

خروج ذائقہ میں کوئی فرق نہیں آتا یا گوبھی کے پودوں کی جڑ میں پاخانہ ڈالتے ہیں یا انگور کے پودوں میں خون ڈالا جاتا ہے، کیونکہ ان نجاستوں سے نشو ونما میں اضافہ ہوتا ہے، نیز انقلاب ماہیت کی یہ کہ چیز پہلے تھی اب وہ اصل حقیقت اور شکل نہیں ہے یا انسانی مادہ جب تک ہے جب تک وہ اپنی اصل پر ہے مگر جب وہ گوشت کی شکل یا انسانی صورت میں ہو گیا تو وہ طاہر ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابن نجیم نے تحفہ کے باب الانجاس میں فرمایا کہ فقہاء نے کسی چیز کے حقیقۃ بدلنے میں اختلاف کیا ہے، کیا جنس کا سونا بننا ثابت ہے؟ ایک جماعت کے نزدیک یہ تبدیلی حقیقۃ ثابت ہے، اس لئے کہ لاٹھی کا سانپ بننا حقیقۃ ثابت ہے، ورنہ معجزہ کا ابطال لازم ہوگا، اور فقہاء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ کسی چیز کا حقیقۃ بدلنا ناممکن ہے۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ حقائق کا بدل جانا ثابت ہے جیسا کہ ہم نے کہا اور یہی بات صحیح ہے اور اس پر عمل بھی جاری ہے، اس حقیقت میں تبدیلی کا عمل بھی ہو اور نہ پیدا ہوگا، کیونکہ پیتل کو سونا یا حقیقۃ چاندی بنانا اور اگر ہم یہ کہیں کہ یہ عمل جائز نہیں، کیونکہ اس میں ضیاع ہے تو یہ عدم جواز کا حکم اس کے لئے ہے جو تبدیلی کا طریقہ نہیں جانتا، کیونکہ اس میں ضیاع مال اور مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے اور ہمارا مذہب حقائق انقلاب کے ثبوت میں ظاہر ہے، اسی دلیل سے جس کو فقہاء نے عین نجاست کی تبدیلی کے مسئلہ میں فرمایا ہے، جیسے شراب کا سرکہ ہونا اور خون کا مشک بننا، (دیکھئے رد المحتار ۱/ ۲۹۰)۔

علامہ ابن عابدین نے "لأنه لحمه لا يتغير" کے ذیل میں فرمایا ہے اور یہ ابوسعود میں ایک جزئیہ ہے کہ نجس پانی سے کھیتوں کی سینچائی کرنا اکثر فقہاء کے نزدیک نہ حرام ہے اور نہ مکروہ (دیکھئے رد المحتار ۵/ ۲۱۷)۔

اسباب قلب ماہیت

۵- فقہاء احناف نے نجاست کو دور کرنے یعنی ازالہ کے لئے دس سے زائد اسباب

تحریر فرمائے ہیں:

۱۔ مطلق پانی اگرچہ وہ مستعمل ہو اس سے طہارت حقیقی اور حکمی ہو جائے گی: "الماء المطلق ولو كان مستعملاً تحصل به الطهارة الحقيقية والحكمية"

۲۔ بہنے والی پاک چیزیں یعنی سیال طاہر: "المائعات الطاهرة وهي التي تعصر بالعصر أو تزيل النجاسة"

۳۔ رگڑنا یعنی ناپاک چیز کو زمین پر زور سے رگڑ دینا تاکہ اثر نجاست یا عین نجاست ختم ہو جائے: "الدلك وهو مسح المتنجسة على الأرض مسحا قويا بحيث يزيل به أثر أو عين النجاسة"

۴۔ ناپاک چیز کا صاف کر دینا تاکہ اثر نجاست ختم ہو جائے اور ایسی ثقیل چیز کو صاف کرنا جس میں مسامات نہ ہو: "المسح الذي يزول به أثر النجاسة يطهر به الشيء الثقيل الذي لا مسام له كالسيف والمرآة والزجاج"

۵۔ دھوپ یا ہوا سے سکھانا تاکہ اثر نجاست ختم ہو جائے: "الجفاف بالشمس أو الهواء وانزوال أثر النجاسة"

۶۔ ایسے لمبے کپڑے میں چلنا جو پاک اور ناپاک زمین سے رگڑتے ہوں: "تكرار المشي في الثوب الطويل الذي يمس الأرض النجسة والطاهرة يطهر الثوب"

۷۔ کھرچنا: "الفرك يطهر به مني الإنسان إذا أصاب الثوب وجف"

۸۔ دھننا: "الندف ويطهر به القطن إذا ندف وذهب أثر النجاسة إذا كانت قليلة"

۹۔ نجاست اور اطراف نجاست کو ٹکڑا طاہر سے علیحدہ کرنا: "التقوير أي عزل الجزء المتنجس عن غيره"

۱۰- ناپاکی کو پاکی سے علیحدہ کرنا: "قسمة المتنجس بفصل الأجزاء المتنجسة عن الطاهرة"

۱۱- اصل چیز کو بدلنا۔ یعنی عین نجاست خود یا واسطے سے بدل جائے جیسے ہرن کے خون کا مشک اور شراب کا از خود سرکہ بننا یا شراب کا کسی چیز سے سرکہ بننا اور مردار کا نمک ہو جانا یا کتے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بننا اور گوبر جب کہ جل کر راکھ ہو جائے اور ناپاک تیل کا صابن بننا اور گٹر کی مٹی کا خشک اور اثر نجاست کا ختم ہونا اور جب زمین میں نجاست دفن کی گئی اور اس کا اثر مرور زمانہ سے ختم ہو گیا تو یہ تمام صورتیں امام محمدؒ کے فتوے کے مطابق پاک ہیں۔

سیدنا امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے، کیونکہ جب نجاست اپنے اوصاف اور معانی کے ساتھ بدل جائے تو وہ نجاست من حیث انجاسہ ہونے سے خارج ہو گئی، کیونکہ اسم ذات موصوف کا ہوتا ہے، لہذا وصف کا نہ ہونا ہی نجاسب کا ختم ہونا ہے۔ اور شراب کا از خود سرکہ بننا وہ تمام مذاہب کے مطابق پاک ہے۔

۱۲- ناپاک اور مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو گئی: "الدباغ للجلود النجسة أو الميتة يطهرها كلها إلا جلد الإنسان والخنزير"

۱۳- شرعی طریقہ پر ذبح کرنا اگر ذابح مسلم یا کتابی ہو، مذبوح ماکول اللحم یا غیر ماکول اللحم ہو: "الزكاة الشرعية (الذبح) في تطهير الذبيح وهو أن يذبح مسلم أو كتابي حيوانا ولو غير ماكول اللحم"

۱۴- جلا کر پاک کرنا یعنی ناپاکی کو آگ میں جلا دینا: "النار تطهر في مواضع هي إذا استحالت بها النجاسة أو زال أثرها بها كحرق الفخار الجديد وتحول الروث من رباط و ا حراق موضع الدم من رأس الشاة"

۱۵- کنویں سے نجاست کا نکالنا: "نزح البئر المتنجسة أو غوران ماء البئر

فلو ما نزحه منها مطهر لها كالنزح"

١٦- ایک جانب سے پانی کا جانا اور دوسری طرف نکل: "دخول الماء من جانب وخروج الماء من الآخر من حوض صغير مسلماً كان فيه ثلاث مرات فيصير ذلك بمنزلة غسله ثلاثاً"

١٧- گڑھا کھودنا: یعنی زمین کے اوپر والے حصہ کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کرنا "الحفر (قلب الأرض) بجعل الأعلى أسفل يطهرها"

١٨- کپڑے یا بدن کے کنارے کو دھل دینا، یہ کل دھلنے کے برابر ہوگا جب کہ نجاست کی جگہ کو دھلنا بھول جائے: "غسل طرف الثوب أو البدن يجزئ عن غسله كله إذا نسي المرء محل النجاسة" (الفقہ وادلتہ ١/ ٩٠-١٠١)۔

فقہاء نے اسباب بالا کو قلب ماہیت کی بنیاد قرار دیا ہے، اس دور جدید میں اسباب مذکورہ کے علاوہ اور بھی سبب بن سکتے ہیں کیونکہ قلب ماہیت کی حقیقت صرف یہ ہے کہ پہلے جو نام، اثر اور رنگ وغیرہ تھا وہ بدل کر اب دوسرا نام، دوسرا اثر اور دوسری شکل ہو جائے، لہذا اسباب قلب ماہیت پر کوئی حتمی اور قطعی نہیں ہیں۔

قلب ماہیت کی دو شکل

٢٠- اگر نجاست گاڑھی اور جسم دار ہے گرچہ وہ منی ہے تو جھاڑ دینے سے پاک ہو جائے گی۔ (فقہاء کا اس پر اجماع ہے) اور اگر اس کے علاوہ جیسے پاخانہ اور جما ہوا خون تو ہو تو وہ بھی امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک جھاڑنے سے پاک ہو جاتا ہے، اور امام محمد کے نزدیک دھلنے ہی سے پاکی ہوگی (بدائع الصنائع ١/ ٨٤)۔

یہیں سے یہ بات بھی نکل آئی کہ اگر کوئی شخص ناپاک کپڑے کو دھلا اور دھلائی کی شکل

یہ ہے کہ کپڑا اور چمڑوں کو مشین میں یا پانی میں ڈال کر جھنجھوڑ دیا، کپڑوں کے داغ دھبے خواہ نجاست کے ہوں یا کسی اور چیز کے وہ زائل ہو گئے تو کپڑا پاک ہو گیا، کیونکہ کپڑے میں جو میل جذب ہو کر رہ جاتا ہے وہ ازالے کے بعد اثر نجاست باقی نہیں رہتا بلکہ زائل ہو جاتا ہے تو کہنا پڑے گا کہ چمڑوں ہی سے ازالہ ہوا اور تطہیر عام ہے، کبھی ازالۂ نجاست کا خواہ قلب ماہیت کی وجہ سے ہو جیسے شراب کا سرکہ بنا اور سرکہ کا پاک شمار کیا جانا یا مثلاً روغن کے دھنے سے روغن کا پاک ہو جانا یا غسل بالماء کے ذریعہ یا کسی بھی سیال طاہر شئی سے غسل کے ذریعہ ہو اور یہ صورت یہاں بھی حاصل ہے۔

استہلاک عین

۵- بہت سی دوائیں مرکب تیار ہوتی ہیں، اب جب یہ دوائیں مرکب ہیں تو ان کی ترکیب مختلف اجزاء اور عناصر سے ہوں گی، ان میں جامد اور سیال اجزاء بھی ہوں گے، حلال و حرام بھی ہوں گے، حرام عناصر کے بارے میں عرض ہے کہ اگر کیمیاوی عمل کے بعد وہ جز اپنی اصل ہیئت پر برقرار رہے تو پھر وہ حرام ہوں گی، ان کا استعمال جائز نہیں لیکن عموماً ہوتا یوں ہے کہ حرام عناصر کو جب مختلف اجزاء میں ملایا جاتا ہے تو ملانے کی شکل تحلیل ہوتی ہے یعنی وہ اجزاء ایک دوسرے میں ایسے خلط ملط ہو گئے ہیں کہ ان کا تمیز ہونا ناممکن ہوتا ہے۔

اطباء کے پاس دواؤں کو ملانے کے لئے کھرل نامی ایک برتن ہوتا تھا، اس میں دواؤں کو اس قدر گھسٹتے تھے کہ گل جانے کے بعد اجزاء کا تمیز کرنا ناممکن ہوتا ہے، عام آدمی یہ بتانے سے بھی قاصر ہوتا ہے کہ اس میں کن کن چیزوں کا جز شامل ہے مگر طبیب حاذق چکھ کر معلوم بتا دیتا تھا، اس مشینری دور میں ایک عنصر کا دوسرے عنصر سے ملنے کے بعد علیحدگی ناممکن ہے اور یہ بھی قلب ماہیت کی شکل ہے اور اصطلاح فقہ میں استہلاک کہتے ہیں۔

احناف کے نزدیک سرکہ کی طہارت سے متعلق یہی تبدیلی کے بعد پاک ہوجانے کا باب
طور پر کہ شراب میں بالکل نہ رہا ہو، پھر اگر شراب میں نجاست کا کچھ اثر باقی رہے تو اس کا پینا
حلال نہیں، کیونکہ امام اعظم کے نزدیک شراب سرکہ تب ہی بنتی ہے جب مکمل سرکہ ہوجانے کے بعد ہوتا ہے
جس طرح کہ صاحبین کے نزدیک انگور کا رس شراب نہیں ہوتا جب تک اس میں مکمل نشہ نہ ہو، حاصل یہ
ہوا کہ حرام اشیاء میں ایسی تبدیلی واقع ہو کہ وہ چیز بالکل ہی جیسی تھی ویسی بالکل نہ ہو تو یہی
استحالہ کہلاتی ہے اور یہ قلب ماہیت ہے اور اس عمل کے بعد حرام، حرام نہیں رہتا، بلکہ وہ مستقل
شئی اور ایک جدید نام سے معروف ہوجاتا ہے (دیکھئے: [illegible])۔

صابن وغیرہ میں مردار یا خنزیر وغیرہ کا استعمال

۸۔ خنزیر یا مردار کی چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن بنایا گیا ہو، کریم اور
ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں قلب ماہیت کے بعد استعمال جائز ہے، کیونکہ قلب ماہیت نام ہے ذات
اور حقیقت کے بدلنے کا، اور اس میں عموم بلوی ہے۔

علامہ شامی اشیاء نجس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ورنا پاک تیل کو صابن بنانے سے وہ پاک ہوجانے کا عموم بلوی کی وجہ سے یہ
فتویٰ ہے، کسی نے ناپاک تیل کو صابن بنانے میں استعمال کیا تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا
جائے گا، کیونکہ یہی تو تبدیل ماہیت ہے اور امام محمد کے نزدیک تبدیل ماہیت باعث طہارت ہے
اور یہ فتویٰ عموم بلوی کی بنا پر ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں نے منیۃ المصلی کی شرح میں
پہلے قول کی تائید بھی دیکھی ہے اور اس پر اس مسئلہ کی تفریع بھی ہے کہ اگر انسان یا کتا صابن کے
گڑھے میں گر جائے اور پھر صابن ہوجائے تو یہ صابن حقیقت کے بدل جانے سے پاک ہوگا''

[ردالمحتار ۱/ ۱۹۱]۔

علت تطہیر

معلوم ہونا چاہئے کہ امام محمدؒ کے نزدیک علت تطہیر تبدیلی ماہیت وحقیقت ہے اور یہ فتویٰ عموم بلویٰ کی بناء پر ہے، گوبر کی راکھ پاک ہے اور نمک بھی گدھا یا خنزیر کے گرنے سے ناپاک نہ ہوگا، کنویں کا پانی ناپاک نہ ہوگا، جب کہ کنویں میں پاخانہ گر کر کیچڑ ہو جائے، اس لئے کہ اصل نجاست تبدیل ہو چکی ہے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

۹-خون حرام ہے خواہ ماکول اللحم یا غیر ماکول اللحم یا مذبوح جانوروں کا ہو، ارشاد ربانی ہے: ''إنما حرم عليكم الميتة والدم'' (الآیۃ)، البتہ اس کے استعمال کی آج دو شکل ہو سکتی ہے: پہلی شکل وہی قلب ماہیت کی ہے، لہٰذا اس کے بعد استعمال میں کوئی حرج نہیں اور اگر اپنی اصل پر ہے تو پھر ارشاد ربانی اور فرمان نبوی کے مطابق صرف مضطر کے لئے جائز ہے جیسا کہ حرام دواؤں سے جان بچانے کے لئے علاج کی اجازت ہے، علامہ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے: ''جن روایات میں حرام شیٔ سے نجات (شفاء) نہ ملنے کا ذکر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ حرام ہے، شفاء نہ ہوگی، لیکن جب وہ ضرورۃ حلال ہوگئی تو شفاء ہوگی، کیونکہ اب وہ خبیث یا حرام نہ رہی، نیز یہ کہ ان روایات میں بعض پر کلام کی گنجائش ہے۔

علامہ ابن حزم ظاہری کی تحریر بالا سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ فقہاء نے اشیاء محرمہ کے دواءً استعمال کی بضرورت اجازت قرآن مجید کی ان آیات کی بنیاد پر دی ہے جن میں حرام اشیاء کے استعمال کی مضطر کیلئے اجازت دی گئی ہے، اس طور پر کہ ان آیات کے اندر بھوک سے موت کا یقینی خطرہ پیدا ہو جانے کی صورت میں جان بچانے کے لئے مردار، خنزیر وغیرہ حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، تو بیماری کی وجہ سے جان ختم ہونے کا یقینی خطرہ پیدا ہو جانے میں

کسی حرام چیز کے بطور دوا استعمال کرنے کا جواز بھی دلالۃً ثابت ہوتا ہے، لہذا بغیر قلب ماہیت کے دواؤں میں خون کا استعمال بحالت عذر ہی جائز ہے، لیکن عموماً آج کی دواؤں میں خون قلب ماہیت کے بعد ہی مستعمل ہوتا ہے، لہذا حقیقت اور ماہیت کے بدل جانے کی صورت میں خون کا استعمال جائز ہے۔

الکحل

۱۰- دواؤں میں الکحل کا استعمال عالمی پیمانہ پر اس وقت ہو رہا ہے، فقہاء برصغیر علامہ رشید احمد لدھیانوی، مولانا مفتی نظام الدین، مولانا برہان الدین سنبھلی وغیرہم کی الکحل کے سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ الکحل ایک عنصر ہے جو بہت سی چیزوں مثلاً پھلوں، ترکاریوں کے اندر قدرۃً موجود رہتا ہے، اسی عنصر کو بعض تدابیر سے علیحدہ کرکے بہت سے اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً خوشبو، ذائقہ بڑھانا، کسی چیز کو جلد خراب ہونے سے بچانا اور اس کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ اس کے اندر ایسی بہت سی اشیاء بھی تحلیل ہو جاتی ہے جو کسی اور طرح نہیں ہو سکتی، اس میں ہلاکت خیز حد تک سکر اور نشہ ہوتا ہے یعنی اگر کوئی شخص خالص الکحل استعمال کرے تو نشہ کے ساتھ ہلاک بھی ہو سکتا ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۱۲۱، تعمیر حیات ۱۰ فروری ۱۹۹۰ء)۔

اگر الکحل حقیقت بالا ہی پر پایا جاتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس مسئلہ کا حل آسان ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کیلئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ نہ پیدا ہوتا ہو (فتح القدیر ۹/ ۱۹۰)۔

الکحل کی ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ جو الکحل دواؤں میں ملایا جاتا ہے اس کی ایک بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چھوارا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل

کی جاتی ہے (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۲)۔

لہٰذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دواء کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور بضرورت علاج ان دونوں ائمہ کے مسلک پر عمل کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ انگور اور کھجور ہی سے حاصل کیا گیا تو اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر طبیب حاذق کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ ایسی حالت میں فقہائے احناف کے نزدیک بھی تداوی بالمحرم جائز ہے (بحر الرائق ۱/ ۲۹)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطور دوا استعمال کرنا کسی حال میں جائز نہیں لیکن اگر شراب کو کسی طرح حل کیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواؤں سے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اس صورت میں بطور علاج ایسی دواؤں کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ علامہ رملیؒ نہایۃ المحتاج میں فرماتے ہیں:

"اما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز تداوي بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل بنفعها و تعينها بأن لا يغني عنها طاهر" (نهاية المحتاج ۸/ ۱۲) ایسی شراب جو دوسری دواؤں میں حل ہو کر اپنا ذاتی وجود ختم کردے اس کے ذریعہ علاج کرنا جائز ہے، جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ علم طب کے ذریعہ اس کا مفید ہونا ثابت ہو یا کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابل میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود ہو جو اس سے بے نیاز کردے)۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ خالص الکحل کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جاتا بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جاتا ہے، لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعی کے نزدیک بھی الکحل ملی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

اگر جلاٹین مردار یا خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت و ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، جیسا کہ سوال ۸ میں امام محمدؒ کی علت تطہیر یعنی انقلاب ماہیت و حقیقت کی تبدیلی کے سلسلہ میں عرض کیا گیا ہے اور بطور مثال کے یہ بات بھی آئی ہے کہ اگر کنویں میں پاخانہ گر گیا اور وہ کنویں کی مٹی کے ساتھ کیچڑ ہو گیا تو وہ پاک ہے، اس لئے کہ حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی نام ہے اسی عمل کا کہ جو چیز پہلے تھی وہ اب اپنے نام اور اثر سے باقی نہیں ہے، بلکہ دوسرا نام اور اثر اور خاصیت اس کے اندر پیدا ہو گئی ہے، لہذا جلاٹین کا استعمال کرنا جائز ہے اور اگر کیمیاوی عمل کے بعد حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی، یوں کہئے کہ کیمیاوی عمل غیر موثر ہوا تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جلاٹین کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

انقلاب ماہیت کے اسباب اور الکحل کی حقیقت

مولانا محمد ارشاد القاسمی ☆

۱- کسی بھی شئی کے بنیادی عناصر اور مادہ و ماہیت وہ ہے جس کے ذریعہ سے وہ شئی قائم ہو، جسے "ما یقوم به الشئ" کہا جاتا ہے، جیسے ہڈی، اس کی جسامت، اس کی سختی اور صورت، اس کا گندا رنگ وغیرہ، اب احراق بالنار کی وجہ سے اس کی جسامت وصورت اس کا ایک خاص وصف ختم ہو کر اس کا دوسرا رنگ، دوسرا جسم اب سفوف کی شکل میں ابھر آیا، نام بھی بدل گیا، یہی انقلاب ہے، اگر ایسا ہو تو اس میں انقلاب ماہیت کہا جائے گا۔

استحالہ کا مطلب

۲- اس شئی کی ماہیت، ذات، اس کی بنیادی اساس جس ہیئت وحالت پر اس کا قیام ہو، اور جس وصف کی وجہ سے اس کا وہ خاص حکم ہو، بدل کر اس کی ذات، جنسیت ونوعیت وکیفیت اور اس کا وہ وصف بدل جائے جس کی بنیاد پر سابقہ حکم تھا، اس کا نام بھی عرف میں بدل جائے، یہی انقلاب کا مفہوم ہے۔

الف- "حکم بطهارة المسك لأنها استحالت عن جميع صفات الدم و خرجت عن اسم الدم الی صفات واسم يختص بها وظهرت لذلك كما

☆ استاذ حدیث دارالعلوم [illegible]

یستحیل الدم وسائر ما یتغذی بہ الحیوان من النجاسات الی اللحم فیکون طاہراً" (موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۹/۲۰۰)۔

ب۔" ہی تبدل حقیقۃ الشیٔ وصورتہ النوعیۃ الی صورۃ أخری" (موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۶/۲۰۰)۔

ج۔ " استحالۃ صفات عین النجس أو الحرام فیزول عنہ الاسم الذی ورد ذلک الحکم فیہ وانتقل الی اسم آخر وارد علی حل طاہر فلیس ہو ذلک النجس ولا الحرام بل قد صار شیئاً آخر ذا حکم آخر" (المحلی ۱/۱۳۸)۔

یعنی اس کا وہ وصف جس کی وجہ سے حکم لگایا گیا تھا، وہ بدل جائے لہذا بعض بنیادی وصف کا بدلنا ہی کافی ہے۔

"کما فی الفتح والبحر وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض أجزاء مفہومہا" (فتح القدیر ۱/۱۷۰، البحر الرائق ۱/۲۳۹)۔

معلوم ہوا کہ حقیقت و ماہیت کا انتفاء بعض بنیادی وصف کے زوال سے بھی ہو جاتا ہے۔

۳- صورتی طور پر کچھ خصوصیات گو باقی رہ جائے مگر بنیادی وصف ختم ہو اور حیثیت نوعیہ میں تبدیلی ہو کر نام ہی بدل جائے تو یہ انقلاب ماہیت میں داخل رہے گا۔ جیسے شراب اور سرکہ میں صورتی اثر سیال ہونا باقی ہے مگر تمام اوصاف بدل گئے۔ لہذا انقلاب میں داخل ہو کر پاک ہے، اسی طرح نجس کے کیچڑ بننے سے یہاں بھی کچھ صورتی اثر باقی ہے مگر حیثیت بدل گئی لہذا تغیر میں داخل ہو کر پاک ہے، اسی طرح علقہ سے مضغہ کا تغیر۔

۴- انقلاب میں نجس اور نجس العین کے بارے میں جمہور علماء کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

ابن ہمام کی فتح القدیر میں ہے: "کالخنزیر والمیتۃ تقع فی المملحۃ

فتصیر ملحاً تؤ کل" (ص ۲۰۰)۔

اسی طرح شرح منیہ میں ہے: "وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیھا فصار ملحاً أو وقع الروث ونحوہ فی البئر فصار حماۃً" (حلبی ر ۱۸۸)۔

معلوم ہوا کہ کتا جو بعض قول میں نجس العین ہے اور خنزیر جو بالاجماع نجس العین ہے قلب ماہیت سے پاک ہو جائے گا، البتہ علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے حاشیہ شرح وقایہ میں نجس العین کو انقلاب ماہیت پر پاک ماننے سے انکار کیا ہے: "وکذا ملح کان حماراً غیرہ من الحیونات فوقع فی المملحۃ فانقلب ملحا طاھراً بشرط أن لا یکون نجس العین" (عمدۃ الرعایہ ار ۴۴)۔

اس قول کے اعتبار سے نجس العین میں انقلاب کا اثر نہ ہوگا، بخلاف جمہور علماء بلکہ قریب قریب تمام اصحاب شراح وارباب فتاوی کے نزدیک ہو جائے گا۔

۵- قلب ماہیت کے بہت اسباب ہیں:

الف- تغیر "جعل الدھن النجس فی صابون یفتی بطھارتہ لأنہ تغیر" (البحر الرائق ار ۳۹)۔

ب- تدفین: "العذرات إذا دفنت فی موضع حتی صارت تراباً قیل تطھر"

ج- نزح الآبار: "کذا فی البحر والعاشر نزح الآبار"۔

د- تدفین یا گیس بن جاتا ہے: "دخان النجاسۃ طاھراً، (حلبی)، "أما النوشادر المجتمع من دخان النجاسۃ فھو طاھر (۳۲۵)۔

ہ- الاستہلاک "الانتفاع بالاستھلاک وھو جائز فی نجس العین" (البحر ر ۷۰)۔

و- الاحراق بالنار: "ولو أحرقت العذرۃ أو الروث فصار کل منھما رماداً" (کبیری ر ۱۸۸)، ابن ہمام نے فتح القدیر میں "النار" کو مطہر قرار دیا ہے۔

۹- خون خواہ مذبوح جانور کا ہو ناپاک ہے، سوائے انقلاب ماہیت کے پاکی کی صورت متصور نہیں "والمسك طاهر حلال لانه ان كان دماً فقد تغير فيصير طاهراً كرماد العذرة" (شامی ار ۲۰۹)۔

یا اس خون کا استعمال قلیل مقدار میں کسی چیز کے اندر کیا گیا ہو جس سے استہلاک یا فنا ہو گیا ہو۔

۱۰- جلاٹین کی مختلف صورتیں، تبدیل ماہیت، انقلاب ماہیت کے ذیل میں داخل ہو کر پاک اور مباح الاستعمال ہو جائے گی، اس لئے کہ جس طرح احراق بالنار سے قلب ماہیت ہوئی ہے، اسی طرح تیزاب میں ڈالنے اور کیمیاوی عمل سے انقلاب ہو کر پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح کتا صابن کے دیگ میں گر کر انقلاب ماہیت سے پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح کیمیاوی اور تیزابی عمل جو اس سے بھی زائد قوی اور موثر ہے، پاک ہو جائے گا۔ "وعليه يتفرع مالو وقع انسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً" (شامی ار ۲۳۹)۔

یہ انقلاب ماہیت کے موضوع پر مختصر جوابات تھے لیکن درج ذیل دو اہم اور نئے موضوعات پر ہم مزید تحقیق پیش کریں گے، تاکہ ان کے تمام پہلو ہمارے سامنے آ جائیں، ان میں سے ایک الکحل اور دوسرے جلاٹین ہے۔

الکحل کی تعریف

یہ شراب کا جوہر ہے (عصر حاضر کے فقہی مسائل ر ۱۰۵)۔

اسپریٹ میں سے علم کیمیا کے ذریعہ خاص نشی چیز علیحدہ نکال لیتے ہیں، اسی کا نام الکحل ہے (علمی جوہر بہشتی زیور، ۸ ر ۲۰)۔

یہ موجودہ دور کا ایک نہایت ہی مشہور سیال چیز ہے جس کا استعمال کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ رنگ وغیرہ میں بکثرت استعمال ہوتا ہے، عموماً اس کا استعمال صفائی، جراثیم کشی،

دیر تک کسی چیز کے رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔

الکحل کا مادہ اور اس کے اجزاء ترکیبی

جیسا کہ معلوم ہوا الکحل ایک تیز قسم کی شراب ہے، یا شراب کا جوہر ہے۔

اب اگر یہ اشربہ محرمہ میں سے ہے تو یہ بالکل حرام ہوگا، اور اس کا استعمال حسب بیان فقہاء ناجائز ہوگا۔ ہاں مگر جہاں استعمال اضطراری کی علت کی بنا پر ہو، یا استہلاک یا انقلاب ماہیت میں داخل ہو کر مباح الاستعمال ہوگا۔

اگر اشربہ اربعہ (انگور کی کچی شراب، انگور کی پکی شراب، منقی کی شراب، کھجور کی شراب) سے نہ بنائی گئی ہو، جیسا کہ ارباب تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ بہت ہی گراں پڑتا ہے، اس لئے اس کے علاوہ کی شراب سے اسپرٹ اور الکحل بناتے ہیں، جیسا کہ نظام الفتاویٰ کی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ شیخین کے نزدیک جائز ہے۔

اور اب ضرورت اور عموم بلویٰ کی وجہ سے مصالح زمانہ کے پیش نظر اسی قول پر جواز کا فتویٰ ہے۔

"اذا ضاق الامر اتسع" (شامی)۔

خیال رہے کہ حضرات شیخین کے قول پر ضرورت کی وجہ سے فتویٰ ہے، خواہ داخلی استعمال ہو یا خارجی استعمال، لہٰذا جہاں ضرورت نہ ہوگی مثلاً نشہ کیلئے اس کے چند قطرے پانی میں ڈال کر پیئے تو یہ ناجائز ہوگا۔

اسی طرح اگر ضرر ہو، نقصان کا باعث ہو، صحت جسمانی پر استعمال نقصان دہ ہو، یا ہو تو بھی اس مقدار میں اس کا استعمال ناجائز ہوگا، مستقل الکحل کا استعمال تو سخت نقصان دہ ہے اور شراب سے زیادہ اس کے مضر اثرات صحت جسمانی پر نمودار ہوتے ہیں، لہٰذا اس کی جتنی قسمیں اور شکلیں ہوں گی ان سب کا استعمال پینے کے طور پر ناجائز ہوگا۔

البتہ دواؤں کے ذیل میں اس کے تابع رہ کر یا رنگ وغیرہ میں دیرپائیگی اور سڑنے گلنے سے کچھ عرصہ تک محفوظ رکھنے کی غرض سے مندرجہ ذیل اسباب جواز کی وجہ سے جائز ہوگا۔

۱- استہلاک

کوئی نجس شئی پاک شئی میں اس طرح ملائی جائے کہ اس کی مقدار قلیل اس میں ہضم اور گھل مل جائے کہ اس کا اثر رنگ، بو اور احساس وغیرہ نہ ہو، اسے استہلاک کہتے ہیں، تو وہ پاک کے حکم میں ہو جاتی ہے، جیسا کہ البحرالرائق میں ہے:

"الانتفاع بالاستهلاك وهو جائز في نجس العين" (ص ۱۰۷) (ناپاک شئی کی (مقدار قلیل) بالکل مل کر ختم ہو جائے تو اس سے نفع جائز ہے)۔ اسی طرح نفع المفتی والسائل میں ہے: "الانتفاع بالنجس بالاستهلاك جائز" (ص ۱۳۶)۔

ٹانک اور دواؤں میں، اسی طرح رنگ وغیرہ میں الکحل کی مقدار قلیل ڈالی جاتی ہے جو مستہلک ہو جاتی ہے، لہذا ایسی دواؤں اور ماکولات ومشروبات اور اشیاء مستعملہ کا استعمال جائز ودرست ہوگا، چنانچہ عصر حاضر کے فقہی مسائل میں ہے:

"عام طور پر دواؤں میں استعمال شدہ الکحل کی مقدار بہت کم ہوتی ہے جس میں نشہ پیدا کرنے کی قوت نہیں ہوتی اور اس کی حیثیت دوا کے اور دوسرے اجزاء کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے (عصر حاضر کے فقہی مسائل ر ۲۰۷)۔

۲- تبدیل ماہیت

بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ الکحل شراب نہیں رہا، کیمیاوی تغیرات اور انقلاب ماہیت کی وجہ سے شراب سے نکل کر مثل سرکہ کے ہو گیا، چنانچہ مولانا بدرالحسن صاحب عصر حاضر کے فقہی مسائل میں لکھتے ہیں:

کیمیکل تبدیلیوں کی وجہ سے شراب ہونے کی اصل ماہیت اس میں باقی نہیں رہتی اور جس طرح شراب سرکہ بن جانے کے بعد اپنی ماہیت کھو دینے کی وجہ سے پاک اور حلال ہو جاتی ہے (ص ۱۰۲)۔

تحقیق

مگر راقم کے نزدیک یہ تحقیق درست نہیں کہ اصل وصف نشہ اور دیگر اوصاف خمر کے اس میں پائے جائیں۔ اگر انقلاب ماہیت کے ذیل میں یہ آتا تو پھر بلا کسی مزید تحقیق کے انقلاب کے مطہر ہونے پر مطلقاً جائز الاستعمال قرار دے دیا جاتا، حالانکہ ارباب فتاویٰ اسے دواءً وضرورۃً جائز قرار دے رہے ہیں۔

۴- الضرورات تبیح المحظورات

علامہ شامی اس ضرورت پر کہ "ضرورت کی وجہ سے ناپاکی پر پاکی کا حکم لگایا جاتا ہے" فرماتے ہیں: "قال شمس الأئمة نجس إلا أنه جعل عفوا في الثوب والبدن للضرورة" (شامی، ص ۳۲۰)۔

دیکھئے نجس کو ضرورت کی وجہ سے مباح الاستعمال اور معفو عنہ قرار دیا گیا ہے۔

مواضع الضرورۃ میں نفی تعسیر اور تسہیل کا حکم ہے شدت کا نہیں، چنانچہ شامی میں ہے

"لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة طلباً للتيسير كان حسناً" (ص ۲۳۹)۔

یہاں پر مواضع ضرورت میں نفی تعسیر کا حکم ہے، اب الکحل کی ضرورت کو دیکھا جائے، عصر حاضر کے فقہی مسائل میں ضرورت پر تبصرہ ہے: "اب صورت حال یہ ہے کہ مختلف دوائیں، روغنوں، کریموں میں اور بعض غذاؤں میں الکحل کا استعمال بے حد عام ہو گیا ہے، بلکہ بعض دوائیں

کی تیاری ہی اسی کے ذریعہ ہوتی ہے، یا ان کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے، دوسری طرف پرفیومز کی مختلف دستیاب قسموں پر اسپرٹ کا استعمال عام ہے جو الکحل ہی کی طرح کا مادہ ہے" (ص ۱۰۵)۔

فی زمانہ اس کی ضرورت بہت زیادہ ہوگئی، ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جانے میں بھی وقت لگتا ہے، اس وقت کے لگنے سے دوائیں خراب اور ضائع ہوتی ہیں، لہذا ضرورت کی وجہ اس کے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے، مگر اس کا پینا ضرورت کے درجہ میں داخل نہیں، اس لئے خالص الکحل کو پی کر نشہ پیدا کرنا، اور نشہ کی جگہ کا لینا، امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے فتویٰ کی بنیاد پر ناجائز ہوگا۔

۴- عموم بلویٰ

خیال رہے کہ عموم بلویٰ ایک ایسی حالت ہے جس کی وجہ سے ممنوع شئی مباح اور نجس چیز پاک ہوجاتی ہے، چنانچہ انقلاب ماہیت سے پاکی اور طہارت کا حکم عموم بلویٰ کی بنیاد پر ہے، عموم بلویٰ کی بنیاد پر پاکی کا حکم تمام کتب فقہیہ میں ہے۔

فقہاء اس امر کے قائل ہیں کہ ضرورت اور بلویٰ کی وجہ سے ناپاک نہ ہوگا، ورنہ تو ناپاک رہے گا، پس اس کا حاصل یہ ہے کہ طہارت کا قول عموم بلویٰ کے پیش نظر اختیار کیا گیا ہے، اسی طرح موجودہ دور کے محققین مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا رشید احمد صاحب نے الکحل کے جواز اور مباح ہونے کا فتویٰ اسی عموم بلویٰ کی بنیاد پر دیا ہے (احسن الفتاویٰ ۱/ ۹۵)۔

لہذا ضرورت کے تمام موقعوں پر دواؤں، پرفیومز میں، اسی طرح رنگ وغیرہ میں الکحل کا استعمال جائز ومباح ہے۔

جلاٹین بنانے کے مختلف طریقے اور اس کا شرعی حکم

حاصل اس کا یہ ہے کہ ہڈی کو صاف کرنے کے بعد اور کھال کو دباغت کے بعد تیزاب

میں ۱۰، ۱۵ دن رکھتے ہیں۔ پھر چونے میں ۳-۸ گھنٹے رکھتے ہیں، پھر گرم پانی میں، ٹھنڈے پانی میں ڈال کر چھیتے ہیں، یہاں تک کہ منقوف کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

جلاٹین بنانے کے جو یہ تینوں طریقے سوال میں مذکور ہیں، یہ فقہی اصول اور جزئیات اور تعریف انقلاب کے پائے جانے کی وجہ سے انقلاب ماہیت میں داخل ہیں۔

ان احوال ثلثہ کے انقلاب ماہیت میں داخل ہونے کی دلیل

الف- فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ کتے اور خنزیر کا نمک کی کان میں گر کر یا جا کر نمک بن جانا، یہ انقلاب ماہیت ہے: "وكذا الكلب والخنزير لو وقع فيها فصار ملحاً فلم دا صارت المملحة ترتب عليه حكم الملح"۔

اب یہ غور کرنا ہے کہ جلاٹین بنانے کی صورتوں میں اس سے کم تبدیلی ماہیت کے اسباب اختیار ہوتے ہیں یا اس سے زائد۔

نمک کی کان میں صرف نمک کے ذریعہ اس میں تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، اور یہاں تیزاب کے ذریعہ تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، اور نمک کے مقابلہ میں تیزاب کے اندر سڑانے جلانے اور گلانے کی زیادہ طاقت ہے، لہذا نمک کی کان میں نمک کے ذریعہ سے جس طرح تبدیلی ماہیت کا عمل ہوتا ہے اس سے بدرجہ زائد تبدیلی ماہیت کا عمل یہاں ہو رہا ہے، کہ تیزاب گلا جلا کر ماہیت کے وصف کو بدل دیتا ہے۔

ب- فقہاء نے لکھا ہے کہ جل کر راکھ ہو جائے تو یہ بھی انقلاب ماہیت سے پاک ہو جانے کی صورت ہے "ولو حرقت العذرة أو الروث فصار كل منهما رماداً" (کبیری ر ۱۸۸ طبع پاکستان، البحر الرائق ر ۲۳۹)۔

یہاں کیمیکل اور تیزاب کے ذریعہ جلا کر اسے منقوف بنایا جاتا ہے، پیسنے سے وہ راکھ

اور بھر بھرا ہو جاتا ہے، ''رماد'' میں صرف آگ کے ذریعہ جلا کر رکھ کا عمل ہے، یہاں اس سے زائد قوت محرقہ استعمال کر کے اس کی ماہیت، ہیئت اور صفت بدلی جارہی ہے، لہذا اس اعتبار سے بھی اس میں انقلاب ماہیت کا عمل پایا جارہا ہے، کہ کہاں کھال ہڈی سخت مرطوب بدبودار اور اب ایک ''رماد'' اور سفوف کی شکل۔

دم کا مشک بن جانا، علقہ کا مضغہ بن جانا

ج- ''یہ نہ کہا جائے کہ مشک تو خون ہے، وہ خون تھا مگر متغیر ہو گیا اور پاک ہو گیا، نطفہ، علقہ ناپاک ہے، یہ مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے'' (البحر الرائق)۔

اب یہاں غور کیجئے، دم اور مضغہ میں صرف یہی انقلاب ہوا ہے، وصوحت ختم ہو کر تجسیم میں تبدیلی قدرتی طور پر ہوا ہے، اس کی صورت اور رنگ تھوڑی سی تبدیل ہوئی اور تبدیلی ماہیت میں بعض وصف خاص کا بدل جانا جس پر مدار حکم تھا کافی ہے، اب جو تبدیلی دم سے مشک اور نافہ بننے میں اور علقہ سے مضغہ بننے میں ہوئی اس سے کہیں زائد عمل اور تبدیلی ماہیت کے اسباب جلاٹین کے بنانے کے عمل میں جاری ہورہے ہیں، کہ ماہیت کا رنگ، وصف ہیئت، بو، مزہ سب متغیر اور متبدل ہو گئے ہیں، لہذا اس اعتبار سے بھی جلاٹین انقلاب ماہیت میں داخل ہے۔

شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دینا۔

د- شامی میں ہے: ''**العصیر طاهر فیصیر خمراً فینجس ویصیر خلاً فیطهر**'' (۱/ ۲۳۷)۔

یہاں شراب حرام اور ناپاک ہے، اس میں نمک ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے، تو سرکہ بن جانے کی وجہ سے وہ پاک ہو جاتا ہے، جو فقہاء کے یہاں انقلاب ماہیت کے ذیل میں داخل ہے۔

اب جلاٹین پر غور کیجئے سرکہ بنانے سے زائد معتدل اور متغیر کرنے والی قوت محرقہ پائی جارہی ہے اور یہاں تو سرکہ میں محض تین وصف نشہ اور حرارت کی تبدیلی ہوتی ہے، رنگ ہیئت سیالیت وغیرہ میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوتی ہے، بخلاف جلاٹین کے عمل کے، انقلاب ماہیت کے اسباب بھی زائد اور تغیرات بھی زائد کہ اصل کا کوئی وصف باقی نہیں رہا۔

صابن کے ڈیگ میں کتے کا گر کر مرجانا

۵- شامی میں مذکور ہے: "وعليه يتفرع مالو وقع انسان او كلب في قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهرا" (۱-۲۱۲)۔

یہاں صابن کے ڈیگ میں کتا گر کر صابن میں مخلوط ہوجانے سے انقلاب کے ذیل میں داخل ہوکر پاک ہورہا ہے، جلاٹین میں تو صابن کے ڈیگ سے زائد تبدیلی ماہیت اور تغیرات کے اسباب اختیار کئے جارہے ہیں۔

صابن میں گلانے اور ملانے اور پکانے کا عمل تو ۲۴ گھنٹہ بھی نہیں ہوتا، اور یہاں جلاٹین بنانے میں تیزاب میں ۱۰-۱۵ دن رکھا جاتا ہے، جس سے محقق ہوگیا کہ صابن کے ڈیگ سے زیادہ گلانے اور تبدیلی ہیئت وانقلاب کا عمل ہوتا ہے۔

عموم بلوی

۶- دواؤں اور معالجات کی دنیا میں اس کا اس قدر رواج اور استعمال ہے، روزمرہ کی زندگی میں اس کا اس قدر استعمال ہے کہ اصول فقہ کے قاعدہ "عموم بلوی" کے تحت داخل ہوکر یہ مباح الاستعمال ہوجائے گا، چنانچہ انقلاب ماہیت کو علامہ شامی نے عموم بلوی کے تحت داخل کرکے پاک اور مباح قرار دیا ہے۔

"ومقتضاه عدم اختصاص ذلك الحكم بالصابون فيدخل كل ما كان فيه تغير وانقلاب حقيقة وكان فيه بلوى عامة" (شامی ۱/ ۳۱۵)۔

اسی طرح اس انقلاب عین کو عموم بلویٰ کی وجہ سے مطہر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"لكن قدمنا عن المجتبى أن العلة هذه وأن الفتوى على هذا القول للبلوى، مفاده أن عموم البلوى علة، اختيار القول بالطهارة بانقلاب العين" (شامی ۱/ ۳۲۶)۔

بعضوں نے اس کی علت ضرورت، بعضوں نے اس کی علت انقلاب قرار دیا تو اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں:

"میں نے مجتبیٰ کے حوالہ سے پہلے ہی بیان کیا کہ اس کی وجہ یہ بھی ہے مگر انقلاب پر طہارت کا فتویٰ عموم بلویٰ کی وجہ سے ہے"۔

خلاصہ

جلاٹین بنانے کی یہ تینوں شکلیں انقلاب ماہیت میں داخل ہیں، اور ضرورت عامہ اور عموم بلویٰ کے پیش نظر اس کی نوعیت، شکل، بو، مزہ، حالت اور کیفیت بدل جانے کی وجہ سے جائز اور مباح الاستعمال ہے۔

تبدیلیِ ماہیت اور اس سے متعلق مسائل کا شرعی حکم

مولانا ابوبکر قاسمی ☆

تمہید

مذہب اسلام نے جہاں طہارت ونظافت کی اہمیت وضرورت اور اس سے متعلقہ مسائل واحکام کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے، وہیں نجاست کی اقسام، اس کی مغلظہ یا مقدار، نیز نجاستوں کی تطہیر کے طریقوں کو بھی مفصل بیان کیا گیا ہے۔

نجاستوں کی تطہیر کے طریقوں کے ضمن میں اس کا ایک طریقہ انقلاب ماہیت بھی ہے، جس کے سبب بہت سی جگہوں میں نجاست کا حکم طہارت سے بدل جاتا ہے اور مندرجہ ذیل سطور میں انقلاب ماہیت ہی سے متعلق مسائل ودلائل کا ذکر کرنا مقصود ہے: "اللهم وفقني لما تحب وترضى"۔

انقلاب ماہیت کا مطلب

۱،۲ — انقلاب ماہیت کا لغوی معنی ہے: کسی ماہیت، حقیقت کا بدل جانا، اور اس کا

☆ استاذ مدرسہ اسلامیہ شکرپور بھروارہ ضلع دربھنگہ (بہار)۔

اصطلاحی مفہوم تو اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی نظام الدین صاحبؒ نے منتخبات نظام الفتاوی جلد اول میں لکھا ہے: ''قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات و علامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے'' (منتخبات نظام الفتاوی ۱/۲۲۶، ۲۲۷، مطبوعہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)۔

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ نے بھی انقلاب ماہیت کے سلسلہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، دیکھئے: کفایت المفتی ۲/ ۲۹۳، ۲۸۳۔

بعض فقہاء نے انقلاب ماہیت کو استحالہ اور تحول کے نام سے ذکر کیا ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں استحالہ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''الاستحالة لغة تغير الشيء عن طبعه ووصفه'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۱۳، ۱۰/ ۲۷۸) (استحالہ کسی شی کا اپنی طبیعت و وصف سے بدل جانے کا نام ہے)

استحالہ کا اصطلاحی مفہوم بھی وہی ہے جو لغوی معنی ہے، اب رہا یہ سوال کہ استحالہ کا تحقق کیسے ہوتا ہے؟ تو اس کی تفصیل الموسوعۃ الفقہیہ میں اس طرح ہے:

''الأعيان النجسة كالعذرة والخمر والخنزير قد تتحول عن أعيانها وتتغير أوصافها وذلك بالاحتراق أولا بالتخليل أو بالوقوع في شيء طاهر كالخنزير يقع في الملاحة فيصير ملحاً'' (سابقہ حوالہ) (نجس چیزیں جیسے پاخانہ، شراب اور خنزیر ان کے اوصاف و اعیان بھی بدل جاتے ہیں، اور یہ جلانے یا سرکہ بنانے یا کسی پاک چیز میں پڑ کر مل جانے سے ہوتا ہے۔ جیسے خنزیر نمک کی کان میں پڑ کر نمک بن جائے)۔

انقلاب ماہیت کے معتبر ہونے کا شرعی معیار

۳- اگر کسی شئ میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس کے جو بنیادی عناصر بالکل ختم ہو جائیں، نام بھی بدل جائے اور اس کا ظاہری حصہ بھی تبدیل ہو جائے یہاں تک کہ جن اشیاء سے وہ شئ بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور کوئی بھی خاصیت باقی نہ رہے تو شرعاً اسے تبدیلی ماہیت قرار دیا جائے گا، جیسے گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائے، یا پیشاب نمک کی کان میں پڑ کر نمک بن جائے، اور غیر متمیز ہو جائے، تو اختلاف حقیقت کی وجہ سے اس پر پاکی کا حکم لگے گا

(دیکھئے: مجموعہ الفتاوی ۱/ ۱۵۱)۔

لیکن اگر صرف ناموں کی تبدیلی ہو، اور وہ شئ اپنی اصل سے موروثی تمام بنیادی خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھے، تو شرعاً اسے تبدیلی ماہیت نہیں قرار دیا جائے گا، مثلاً پیشاب جو نجس العین ہے، اگر فلٹر کر کے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا جائے اور باقی اجزاء پیشاب کے باقی رہیں تو یہ قلب ماہیت نہیں ہے، لہذا وہ اپنے صحیح اجزاء کے نجس العین ہونے کے سبب نجاست غلیظہ اور نجس العین رہیں گے (دیکھئے: نظام الفتاوی ۱/ ۳۱)۔

انقلاب ماہیت کے بعد مختلف قسم کی نجس اشیاء کا حکم

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف قسم کی نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اگر ان کا انقلاب حقیقت کی طرف ہو جائے تو یا تو یہ انقلاب حقیقت کے بعد وہ پاک اور جائز الانتفاع ہوں گی ورنہ نجس، اور اس حکم میں نجس العین غیر نجس العین کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے، اسی طرح انقلاب حقیقت کے بعد دونوں قسم کی چیزوں کے مختلف اجزاء کا بھی یکساں حکم رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے لکھا ہے

۱- گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، یعنی

مختلف اسباب کو مؤثر مانا ہے، جن میں سے چند کا دلائل ونظائر کی روشنی میں تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) احراق (جلانا، راکھ بنا دینا)، مالکیہ کا معتمد قول اور فقہاء حنفیہ میں امام محمد بن حسن شیبانی کا مفتی بہ قول اور حنابلہ کی غیر ظاہر الروایت کے مطابق جب کوئی نجس چیز اچھی طرح جلانے سے اپنی ماہیت واوصاف کو چھوڑ کر دوسری چیز بن جائے، مثلاً مردار چیز جل کر راکھ بن جائے تو شرعاً اس راکھ کو پاک مانا جائے گا، جیسے شراب سرکہ بن جائے، یا جلی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور حضرات شوافع، فقہاء حنفیہ میں سے امام ابو یوسف علیہ اور مالکیہ کا غیر معتمد قول اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ جلانے کے بعد بھی نجس اشیاء کے اجزاء باقی رہتے ہیں، اس لئے نجاست علی حالہ باقی رہتی ہے، اور بعض فقہاء مالکیہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر آگ نجاست کو پورے طور پر جلا کر راکھ بنا دے تو وہ راکھ شرعاً پاک ہوگی، ورنہ نہیں (مستفاد از الموسوعۃ الفقہیہ اصطلاح احراق ۲ / ۹۵)۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں رماد بمعنی راکھ کی بحث میں جلانے سے متعلق حضرات فقہاء کے مذاہب واقوال کو نقل کیا گیا ہے، جس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مذہب امام محمدؒ کے مطابق بیان کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو الموسوعۃ الفقہیہ ۲۳ / ۳۸)۔

لفظ احراق اور رماد کے لغوی وعرفی معنی کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جلا دینے سے قلب ماہیت والا قول ہی صحیح ہے، "لأن معنی الإحراق، إذهاب النار الشیٔ بالكلية أو تأثيرها فيه مع بقائه" (الموسوعۃ الفقہیہ ۲ / ۱۱۵) (جلا دینے کا مفہوم یہ ہے کہ آگ کسی چیز کو بالکل ختم کردے یا وہ چیز تو باقی رہے لیکن اس کی تاثیر ختم ہو جائے)۔

اور رماد بمعنی راکھ یہ آگ کے جلا دینے کے بعد کوئلے کے برادہ کو کہا جاتا ہے، اس لفظ (رماد) کے مادہ میں بھی ہلاک ہو جانے اور مٹ جانے کا مفہوم پایا جاتا ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

نیز شراب میں جو چیز ڈالی جاتی ہے تو وہ اول ملاقات ہی میں ناپاک ہو جائے گی، اب ظاہر ہے کہ جو چیز ناپاک ہو وہ کیونکر مفید طہارت ہوگی۔

"وما يلقى في الخمر ينجس بأول الملاقاة وما يكون نجساً لا يفيد الطهارة" (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۱؍ ۲۲۸)۔

لیکن فقہاء احناف اور مالکیہ کا راجح قول یہ ہے کہ شراب کو سرکہ بنانا جائز ہے، کیونکہ یہ اصلاح ہے جیسا کہ مردار کی بکری کی کھال کو دباغت دینا جائز ہے، اور دباغت کے بعد طہارت کا حصول ہو جاتا ہے، اسی لئے حدیث میں وارد ہے: "أيما إهاب دبغ فقد طهر" (رواہ النسائی عن ابن عباس ۷؍ ۱۷۳، واصلہ فی صحیح مسلم بلفظ: "إذا دبغ الإهاب فقد طهر" ۱؍ ۲۷۷) (جس کچی کھال کو دباغت دیا جائے وہ پاک ہو جاتی ہے)۔

نیز ایک حدیث میں وارد ہے کہ مردار بکری کی کھال کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا "إن دباغها يحله كما يحل خل الخمر" (أخرجه الدارقطني تفرد به فرج بن فضالة وهو ضعيف كما في هامش الموسوعة الفقهية ۵؍ ۲۳)۔

(۳) تشمیس (دھوپ دکھانا): جمہور فقہاء، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے یہاں دباغت دینے کے لئے دھوپ دکھانا کافی نہیں ہے: "صرح جمهور الفقهاء (المالكية والشافعية والحنابلة) بأنه لا يكفي في الدباغة التشميس ولا التتريب" (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۱؍ ۲۸)۔

لیکن فقہاء حنفیہ نے تشمیس کو دباغت حکمیہ کی ایک قسم قرار دیا ہے، لہٰذا اگر کچی کھال کی رطوبت و بدبو خوب دھوپ دکھانے سے بالکل زائل ہو جائے تو وہ کھال شرعاً پاک مانی جائے گی، اور مفتی بہ قول کے مطابق وہ کھال تر ہونے کے بعد بھی ناپاک نہ ہوگی، چنانچہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں قنیہ کے حوالہ سے حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے پانی سے بھیگنے کے بعد دوبارہ نجاست نہ لوٹنے کو قول مختار تحریر فرمایا ہے (شرح وقایہ مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند ۱؍ ۸۳)۔

قلیل مقدار میں نجاست کا اختلاط موجب نجس ہے اگر چہ بہنے والی شی کا کوئی وصف نہ بدلے، لیکن کثیر مقدار میں اگر نجاست کے اختلاط سے اس کا کوئی وصف نہ بدلے تو شرعاً وہ چیز پاک رہے گی، البتہ پیشاب فلٹر کرنے سے پاک نہ ہوگا، کیونکہ پیشاب بجمیع اجزاء نجس العین اور نجس بنجاست غلیظہ ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۶)۔

۶- کیمیاوی عمل کے ذریعہ ماہیت کو بدلنا

علامہ شامیؒ نے درمختار کے مقدمہ میں علم کیمیا کے متعلق بحث کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کے قول کو مبنی بر حقیقت اور حق قرار دیا ہے اور لکھا ہے: " والظاهر مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكروه في انقلاب النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكا و نحو ذلك والله اعلم" (رد المحتار ۱/ ۳۳)۔

۷- ذبح کرنا

شرعی طریقے سے اگر جانور کو ذبح کیا جائے تو اس سے خنزیر کے علاوہ تمام ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم جانور پاک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے: "دباغ الأديم ذكاته" (مسند احمد ۳/ ۴۷۶، ابوداود، مستدرک حاکم ۴/ ۱۴۳، وقال صحیح الاسناد ووافقہ الذہبی من حدیث سلمۃ بن المحبق) (کھال کی دباغت جانور کو ذبح کرنا ہے)۔

البتہ غیر ماکول اللحم جانور کا گوشت شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے باوجود ناپاک نہ ہوگا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱/ ۳۹)۔

۸- دباغت دینا

خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کچی کھال خواہ وہ مردار ہو، دباغت دینے

سے پاک ہو جاتی ہے، چنانچہ حدیث نبوی ہے: "أیما إھاب دبغ فقد طھر" (مسند احمد ۱/۲۱۹، ۱۸۹۵، ترمذی، قال الترمذی حسن صحیح عن ابن عباس)۔

نیز بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کی مردار بکری کی کھال کو دباغت دیکر اس سے نفع اٹھانے کے متعلق فرمایا تھا تو صحابہ نے کہا کہ وہ تو مردار ہے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: صرف اس کا کھانا حرام ہے (بخاری بحوالہ نصب الرایہ ۱/۱۱۶)۔

مطلب یہ ہے کہ مردار جانور کی کھال سے دباغت کے بعد کھانے کے علاوہ دوسرا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، حضرات شوافع کے یہاں خنزیر کی طرح کتا بھی نجس العین ہے، اس لئے کتا کی کھال دباغت دینے سے پاک نہ ہوگی، امام طحاوی نے مختصر اختلاف العلماء میں لکھا ہے:

"امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ کتا اور خنزیر کی کھال کے علاوہ دیگر مردار جانوروں کی کھال سے صرف فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لیکن مردار جانور کی ہڈیوں، بالوں اور ناخنوں سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا" (مختصر اختلاف العلماء ۱/۲۱۱، مسئلہ ۱۵۷)۔

اور امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت میں خنزیر کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جائے گی۔

خلاصہ میں امام ابو یوسفؒ کی یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ خنزیر جب شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے تو اس کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جائے گی (حاشیہ البحر الرائق ۱/۱۰۶)

مندرجہ تفصیلات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف اشیاء میں مختلف طریقے سے انقلاب عین ہوتا ہے، اس لئے انقلاب عین جہاں ایک مسلمہ حقیقت بھی ہے، وہیں اس کے فیصلہ کے لئے دقت نظر کی ضرورت ہے، لہذا اس سلسلہ میں انفرادی رائے پر عمل کرنے کے بجائے فقہاء عابدین کی طرف مراجعت کیا جائے، اور ان کی موافقت کے بعد کسی پہلو کو اختیار کیا

جائے ساتھ ہی انقلاب ماہیت کے سبب کسی نجس چیز کے پاک ہونے کا فیصلہ کرنے سے قبل حسب ذیل پانچ امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱- پہلی بات یہ ملحوظ رہے کہ عموم بلویٰ یعنی ابتلاء عام ہو، اگر حلت وطہارت کا فتویٰ نہ دیا جائے تو حرج ودشواری واقع ہو، چنانچہ ناپاک تیل سے بنے ہوئے صابن کی طہارت کا ذکر کرتے ہوئے جہاں صاحب درمختار نے یہ لکھا ہے: "ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا به یفتی للبلوی" (الدر المختار مع رد المحتار ۱/ ۳۱) تو وہیں علامہ ابن عابدین شامیؒ نے درمختار کی عبارت کے ذیل میں رد المحتار میں لکھا ہے:

"انقلاب ماہیت کے سبب نجس چیز کی طہارت کا حکم صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جس میں تغیر اور انقلاب حقیقت ہو جائے اور ساتھ ہی عموم بلویٰ ہو" (رد المحتار ۱/ ۳۱)۔

۲- دوسری چیز یہاں یہ ملحوظ رہے کہ انقلاب ماہیت کے سبب طہارت کا حکم حضرت امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے۔ جس کو اکثر مشائخ نے عموم بلویٰ کے سبب اختیار کیا ہے، لیکن امام ابو یوسفؒ کے یہاں انقلاب ماہیت کے سبب حرمت علی حالہ باقی رہتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی مد نظر رہے کہ کسی شی میں تغیر وتبدل کے سبب قلب ماہیت ہوتی ہے یا نہیں؟ تو امام ابو یوسفؒ نے قلب ماہیت کے وقوع کا انکار کیا ہے، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ قلب ماہیت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ نے علم کیمیاء سے متعلق بحث کرتے ہوئے درمختار کے مقدمہ کے حاشیہ میں اس کی صراحت کی ہے۔

۳- یہاں تیسری بات یہ ملحوظ رہے کہ نجاست کی غلیظہ وخفیفہ والی تقسیم اور اس کی معفو عنہا مقدار کپڑے وبدن کے ساتھ مخصوص ہے، اگر بہنے والی کسی بھی چیز میں نجاست واقع ہو جائے اور وہ قلیل مقدار میں ہو (جس کی تخمینی مقدار احناف کے یہاں یہ ہے کہ وہ درہم سے کم

ہو اور فقہاء شوافع کے بقول قلتین سے کم ہو) تو وہ قلیل مقدار نجاست کے وقوع سے ناپاک ہو جائے گی، چنانچہ در مختار میں ہے: "ثم المخففة انما تظهر في غير الماء فيتحفظ" (در مختار ۱/ ۳۶)۔

نجاست کے خفیف ہونے کا فائدہ پانی کے علاوہ میں ظاہر ہوتا ہے، علامہ شامی نے در مختار کی مذکورہ عبارت کی شرح میں لکھا ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں صرف پانی ہی نہیں بلکہ تمام بہنے والی چیزوں سے احتراز مقصود ہے، لہٰذا اگر کسی بہنے والی چیز میں نجاست واقع ہو جائے خواہ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ اور خواہ قلیل ہو یا کثیر، وہ چیز ناپاک ہو جائے گی اور اس میں چوتھائی مقدار یا بقدر درہم کے معفو عنہ ہونے کا اعتبار نہیں ہے، ہاں اگر کپڑے، بدن وغیرہ میں کوئی نجاست لگ جائے تو وہاں چوتھائی وغیرہ کا اعتبار ہوگا (رد المحتار ۱/ ۳۶)۔

۴- یہاں پر چوتھی بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ کسی چیز کا نجس ہونا یا غیر ماکول اللحم ہونا اس کی خرید وفروخت یا اس کے ذریعہ منافع حاصل کرنے کے منافی نہیں ہے، چنانچہ گدھا کھانا جائز نہیں ہے، تاہم اس کی بیع، اس پر سواری جائز ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة" (سورۂ نحل: ۸) (گھوڑے، خچر اور گدھا اس لئے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو)۔

اسی طرح اگر پانی میں نجاست کے گرنے سے پانی کا رنگ، مزہ یا بو بدل جائے تو ایسا پانی اگرچہ آدمی کے لئے پینا جائز نہیں ہے، تاہم ایسے پانی سے مٹی بھگائی جا سکتی ہے، اسی طرح چوپایوں کو پلایا جا سکتا ہے (رد المحتار ۱/ ۲۰۸)۔

۵- پانچویں بات یہاں یہ یاد رکھنے کی ہے کہ انسان چونکہ احکام شرع کا مکلف ہے، اس لئے حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کے احکام در حقیقت انسانوں ہی کے لئے ہیں، چنانچہ قرآن وسنت میں جہاں کہیں کسی چیز کی حلت وحرمت کا بیان کیا گیا ہے وہاں اس کا مخاطب

انسان ہی ہے، مثلاً: "إنما حرم عليكم..." (سورۃ البقرہ: ۱۷۳)، "لم تحرم ما أحل الله لك" (سورۃ التحریم: ۱)، "ولأحل لكم بعض الذي حرم عليكم" (آل عمران: ۵۰)، چونکہ غذا کے اثرات اجسام پر مرتب ہوتے ہیں، اس لئے قرآن پاک میں انبیاء ورسل اور مومنین کو یہ خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو، اور شکر خداوندی بجالاؤ "یا أیها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ" (سورۃ البقرہ: ۱۷۲)۔

مندرجہ پانچوں ملحوظات کو سامنے رکھنے سے یہ بات عیاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ قلب ماہیت سے بلاشبہ نجاست کے حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے، تاہم کسی چیز کے طاہر ہونے سے اس کے کھانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا، چنانچہ مٹی پاک ہونے کے باوجود اس کے مضر صحت ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی نجس چیز کے قلب ماہیت کے بعد جواز اکل کے لئے اس کے مضر صحت والے پہلو کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

قلب ماہیت کے مشابہ صورتوں کا حکم

۶ - مختلف درختوں کے پھلوں، پھولوں اور پتیوں کے جو رس یا عطر وغیرہ کشید کیا جاتا ہے چونکہ اس میں نام وخصائص کی تبدیلی نہیں ہوتی ہے، اس لئے یہ قلب ماہیت نہیں ہے، ہاں ان کے استعمال کا جواز خود ان کی اصل کے حکم کے تابع ہو کر شرعاً جائز ودرست ہے، اسی طرح مختلف قسم کی شرابوں سے جو ان کے جوہری اجزاء الگ کئے جاتے ہیں، یہ بھی قلب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ اس سے خصائص نہیں تبدیل ہوتے۔

رہا گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا تو اگر پانی کثیر ہو اور زمین سے صاف ستھرا پانی نکالنے کا کوئی آسان ذریعہ نہ ہو تو بحالت مجبوری پانی کے فلٹر کرنے کو قلب ماہیت تسلیم کر کے اس پانی کو استعمال کیا جائے گا، اور کیمیاوی عمل کے ذریعہ جو

کسی چیز کے اجزاء کو الگ کیا جاتا ہے، تو اگر اس سے ماہیت و خواص کی تبدیلی ہو جاتی ہے تو شرعاً
اس عمل کو قلب ماہیت قرار دیکر ابتلاء عام کے موقع پر اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، لیکن یاد رہے
ہے کہ کلیات کو جزئیات پر منطبق کر کے صحیح نتیجہ تک پہنچنا ہر محقق کا کام نہیں ہے، بلکہ ایسے موقعوں
پر جزئیات پر حکم صادر کرنے کے لئے فقہاء مجتہدین کے مشوروں کی ضرورت ہے۔

الکحل وغیرہ ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۷- دوائیں جو مختلف عناصر و اجزاء کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال
ان میں کسی شئ کا خلط و اختلاط شرعاً قلب ماہیت کے دائرہ میں نہیں آتا، کیونکہ ہر چیز اپنی جملہ
صفات و خواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، چنانچہ اسی کے مطابق دوا موثر ہوتی ہے، رہا یہ
سوال کہ فقہاء مختلف اشیاء کے اس قسم کے خلط کو جو جامدات ہوں تحت استہلاک میں کہتے ہیں تو پھر
اسے قلب ماہیت کہنا چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صورۃً استہلاک میں ہے، ورنہ حقیقۃً نہ
یہ استہلاک میں ہے، اور نہ ہی قلب ماہیت ہے، بلکہ یہ اختلاط یعنی بصورت اختلاط میں ہے۔
چنانچہ انگریزی دواؤں میں الکحل کی ملاوٹ اسی غرض سے ہوتی ہے، اب رہی یہ بات کہ
الکحل تو اصلاً شراب ہوتی ہے، اور اس میں اسکار کی کیفیت بھی باقی رہتی ہے، تو پھر ایسی دوا
کے استعمال کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام
ابو یوسف کے نزدیک انگور و کھجور کے علاوہ دیگر اشیاء سے تیار کی ہوئی شراب اگر بطور دوا کے
یا بطور تقوی کے اتنی مقدار میں پی جائے جس مقدار کے پینے سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو تو یہ جائز
ہے۔ بلکہ اگر انگور و کھجور کی نبیذ یا اس کے شیرہ کو دو ثلث پر پکا دیا جائے تو حضرات شیخین
کے نزدیک اس کی بھی اتنی مقدار کا استعمال کرنا بطور تقوی یا بطور تداوی کے جائز ہے، جس
سے نشہ پیدا نہ ہو (الموسوعۃ الفقہیہ ۵/ ۲۰۰)۔

بلکہ فقہاء احناف کے نزدیک حرام دواء سے بھی علاج جائز ہے، جب کہ اس دواء سے استشفاء کا علم ہو (ظن غالب ہو) اور دوسری دواء سے واقفیت نہ ہو (البحر الرائق ۱/ ۱۲۲)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک اگر چہ کسی قسم کی خالص شراب کو بطور دواء کے استعمال کرنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے، تاہم اگر شراب کو دیگر دواؤں کے ساتھ اس طرح ملا دیا جائے کہ استہلاک عین ہو جائے اور دواء کا ذاتی وجود ختم ہو جائے تو ایسی دواؤں کا استعمال امام شافعیؒ کے نزدیک بھی جائز ہے، بشرطیکہ کسی ماہر ڈاکٹر کے بقول وہی دواء اس مرض کے لئے متعین ہو (الموسوعۃ الفقہیہ اصطلاح التداوی بالحرام ۱۱/ ۱۱۹)۔

مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں ایسی دواؤں کا پینا تو جائز نہیں، البتہ کھانے پینے کے علاوہ لگانے میں اس کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ مالکیہ کے بقول اس دواء کے ترک سے موت کا خوف ہو (الموسوعۃ الفقہیہ اصطلاح التداوی بالحرام ۱۱/ ۱۱۹)۔

دور حاضر میں چونکہ الکحل ملی ہوئی دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے مسئلے میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے اس کے مطابق لوگوں کو گنجائش دینا مناسب ہے، اس رائے کی تائید ہمارے بزرگوں کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے (دیکھئے منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۹۹، فقہی مقالات ۱/ ۱۵۳، احسن الفتاویٰ ۹/ ۲۶۳، ۲۹۰ وغیرہ)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ابتلاء عام کی وجہ سے حضرات فقہاء اور مفتیان عظام نے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ نے الکحل سے متعلق بحث کرتے ہوئے ایسے اسپرے کو جس میں الکحل کا استعمال کیا گیا ہو، نجاست خفیفہ کے حکم میں رکھ کر لکھا ہے کہ جس حصے میں لگایا گیا ہو اگر چوتھائی حصہ سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی (جدید فقہی مسائل ۱/ ۲۳۵، ۲۳۶ مطبوعہ نعیمیہ دیوبند)۔

اور احقر کے خیال میں الکحل ملی دواؤں کا بھی یہی حکم ہے۔

مردار یا خنزیر کی چربی یا ہڈی سے بنے ہوئے صابن، پیسٹ اور پاؤڈر کا شرعی حکم

۸- چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر جو صابن بنایا جاتا ہے وہ بہ اتفاق فقہاء قلب ماہیت میں داخل ہے، لہٰذا وہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی ہو، یا کسی اور حلال جانور کی ہو اس سے بنایا ہوا صابن شرعاً قلب ماہیت کے سبب پاک ہے اور اس سے کپڑا وغیرہ دھونا جائز ہے، چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کفایت المفتی میں مردار جانور کی چربی سے بنائے گئے صابن کی طہارت اور اس کے استعمال کے جواز پر جامع و مشتمل ایک طویل فتویٰ لکھا ہے، جسے وہاں دیکھا جا سکتا ہے (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۹، ۲۹۰)۔

علامہ حصکفیؒ نے درمختار میں لکھا ہے:

"ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی للبلوی" (درمختار مع الشامی ۱/ ۳۱۶) (روغن ناپاک ہو جائے تو صابن بنا لینے کے بعد پاک ہو جاتا ہے، اسی پر عموم بلویٰ کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابراہیم حلبی کی صراحت کے لئے دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۳۱۶، کبیری شرح منیۃ المصلی ص ۱۸۶۔

مذکورہ تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ خنزیر کی چربی وغیرہ سے بنائے ہوئے صابن کا استعمال جائز ہے اور وہ شرعاً پاک ہے۔ صابن کے علاوہ اگر مغربی ممالک کی پیسٹ وغیرہ میں چربی علانیہ باقی ہو تو محض اس شبہ کی بناء پر کہ اس میں مردار کی چربی ملی ہوئی ہوگی ان پیسٹ کا استعمال ناجائز نہیں ہے، البتہ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے پیسٹ کا استعمال نہ کیا جائے، اور اگر عموم بلویٰ کی وجہ سے ایسے پیسٹ کے استعمال کرنے والے کا سابقہ پڑ جائے تو اکابر علماء و فقہاء کے کلام میں غور کرنے سے قلب ماہیت کے سبب اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ مفتی رشید احمد لدھیانوی نے جواز لکھا ہے۔

جیلی کی تحقیق

سوال- ڈبل روٹی پر جیلی لگا کر کھاتے ہیں، بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں، کیونکہ یہ جانور کی کھال اور ہڈی سے بنتی ہے، آپ کی تحقیق کیا ہے۔

جواب- اولاً جیلی کا ہڈی اور کھال سے بنایا جانا ضروری نہیں، درختوں کے پتوں وغیرہ سے بھی بنائی جاتی ہے، ثانیاً اگر کھال وغیرہ سے بنائی گئی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ کھال مردار ہی کی ہو، حلال ذبیحہ کی کھالیں غالب ہیں، ثالثاً جیلی کی صنعت میں تبدیل ماہیت کا احتمال بھی ہے، اس صورت میں حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی بھی حلال ہے، زیادہ تجسس اور کھود کرید کرنا اور احتمالات واوہام کی بناء پر احتراز کرنا دین میں تعمق وغلو ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، اور بلا دلیل شرعی حرمت کا حکم لگانا دین میں زیادتی اور تحریف ہے، واللہ سبحانہ وتعالی اعلم (احسن الفتاوی ۸/ ۴۶)۔

مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ کے مندرجہ فتویٰ سے مردار کی چربی سے بنے ہوئے بسکٹ کے استعمال کا جواز مستفاد ہوتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ ٹوتھ پیسٹ وغیرہ اشیاء میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، اور ان ہڈیوں کے سلسلہ میں یہ امکان ہے کہ وہ مردار جانور اور خنزیر کی ہوں، تو احتیاط وتقویٰ اور غیرت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے ٹوتھ پیسٹ کا استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ جمہور فقہاء (مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ) نے مردار ہڈی کو مطلقاً ناپاک قرار دیا ہے، اور اس کے استعمال کو حرام کہا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰/ ۱۵۹)۔

البتہ امام محمدؒ کے علاوہ فقہائے احناف کا مذہب، نیز شافعیہ کا ایک قول اور مالکیہ میں سے ابن وہب کا قول، اسی طرح امام مالک کی ایک روایت یہ ہے کہ ہاتھی کا دانت پاک ہے، اور علامہ ابن تیمیہ نے ہاتھی کے دانت کی طہارت کے قول کو درست قرار دیا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۹/ ۴۳)۔

فقہاء احناف نے دیگر مردار جانوروں کی ہڈیوں کو بھی پاک قرار دیا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰/ ۱۶۰)۔

لہذا اگر کوئی شخص ہڈیوں سے بنے ہوئے ٹوتھ پیسٹ کو استعمال کرے تو قلب ماہیت کے سبب فتویٰ کی رو سے یہ عمل جائز و درست ہوگا۔

مذبوح جانوروں کے خون اور دیگر اجزاء کا دواؤں میں استعمال کرنا

۱۔ خون مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح جانور کا، کسی طرح، کسی ماکول اللحم جانور کا ہو یا غیر ماکول اللحم کا، ہر حال میں ناپاک اور نجس، نجاست غلیظہ ہے، نہ اس کا کھانا جائز ہے اور نہ ہی اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز ہے، اور اس مسئلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے

"اتفق الفقهاء على أن الدم حرامٌ نجس لا يؤكل ولا ينتفع" (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۱/۵، مصطلح انتفاع)

خون کی حرمت خود قرآن پاک میں منصوص و مصرح ہے، "إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير" (سورۃ البقرہ ۱۷۳) (اے لوگو!) تم پر اللہ تعالیٰ نے مردار جانور، خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام کیا ہے)

لہذا خون کا دواؤں میں استعمال کرنا خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح کا جائز نہیں ہے، حالت اضطرار میں خون چڑھانا یا خون سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال کرنا تداوی بالمحرم کی شرائط کے ساتھ جائز ہے، حالت اختیار میں اس کا استعمال ہرگز جائز نہیں ہے، ماہر ڈاکٹر اگر یہ مشورہ دے کہ مریض کو اسی دواء سے فائدہ ہوگا، اس دواء کا بدل نہیں ہے تو صرف ایسی صورت میں خون سے بنی ہوئی دوا کا استعمال جائز ہوگا۔

جیلاٹین کا شرعی حکم

جلاٹین ایک لیسدار مادہ ہے جو جانوروں کی ہڈی، کھال وغیرہ سے نکلتا ہے (یعنی

المفات ۱/ ۵۴)۔ جلاٹین کا شرعی حکم دو درجہ رکھتا ہے: ایک ہے اس کا بنانا، دوم اس کا استعمال کرنا۔ جہاں تک بنانے کا تعلق ہے تو اس کا حکم اس کے اجزاء کے تابع ہے، اگر ماکول اللحم مذبوح جانور کے جائز اجزاء ہڈیوں، کھالوں، گوشتوں اور آنتوں وغیرہ سے بنایا جائے تو جائز ہے، اسی طرح احناف کے یہاں مردار جانور کی ہڈیوں سے بھی جلاٹین کا بنانا جائز ہے، کیونکہ فقہائے احناف مردار جانوروں کی ہڈیوں کی طہارت کے قائل ہیں، (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰/ ۱۹۰) اور غیر ماکول یا ماکول اللحم غیر مذبوح جانور کے اجزاء سے جلاٹین تیار کرنا شرعا جائز نہیں ہے، اسی طرح خنزیر کے اجزاء سے جلاٹین تیار کرنا جائز نہیں ہے، خواہ مذبوح ہو یا غیر مذبوح ہو، کیونکہ خنزیر نجس العین ہے، نیز ناجائز چیزوں سے جلاٹین بنانے میں تعاون علی الاثم بھی ہے، رہا جلاٹین کا استعمال کرنا تو اگر ماکول اللحم مذبوح جانور کے ممنوع اجزاء کے علاوہ سے تیار کیا جائے تو اس کا استعمال ہر طرح جائز ہے، خواہ غذا کے طور پر استعمال کیا جائے یا دواء کے طور پر، یا دیگر امور میں کیا جائے، اور اگر خنزیر کے اجزاء سے یا غیر ماکول اللحم غیر مذبوح یا ماکول اللحم مذبوح جانور کے اجزاء سے تیار کیا جائے تو کھانے کے علاوہ دیگر ضرورتوں میں اس کا استعمال جائز ہے۔

اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ جلاٹین کس طرح تیار کی گئی ہے، تو اصل اشیاء میں اباحت کے اصول کے مطابق یا قلب ماہیت کے ضابطہ کو ملحوظ رکھ کر تمام ضروریات میں اس کا استعمال جائز ہوگا، خنزیر کے اجزاء سے بنی ہوئی جلاٹین سے متعلق سوال کے جواب میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے تبدیل ماہیت کی تقدیر پر رفع نجاست وحرمت اور عدم تبدیل ماہیت کی تقدیر پر حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے (فقہی مقالات ۱/ ۵۵) لیکن مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ نے حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی کو جسے ڈبل روٹی پر لگا کر کھایا جاتا ہے، تبدیل ماہیت کے احتمال پر حلال لکھا ہے (احسن الفتاویٰ ۸/ ۱۴۸)۔

انقلاب ماہیت کا شرعی جائزہ

مولانا سید اسرار الحق سبیلی ☆

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں بھی پیدا کی ہیں، سب میں کچھ نہ کچھ مفید اثرات ضرور ہیں، کسی چیز کو ہم بے کار نہیں کہہ سکتے، لیکن کچھ چیزوں میں صرف مفید اثرات ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان کے لئے حلال قرار دیا ہے، اور جن چیزوں میں مفید اثرات کے ساتھ مضر اثرات بھی ہیں، ان کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ قرآن کا بیان ہے:

"**یسئلونک عن الخمر والمیسر، قل فیھما إثم کبیر ومنافع للناس وإثمھما أکبر من نفعھما**" (البقرہ: ۲۱۹) (لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کا گناہ اور نقصان ان کے فائدے سے کہیں زیادہ ہے)۔

اور فرمایا: "**یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث**" (الاعراف: ۱۵۷) (پاک چیزوں کو ان کیلئے حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں)۔

یہ حلال وحرام کی پابندی ان ہی لوگوں کیلئے ہے جو اللہ کے فرماں بردار ہیں، اور ہر معاملے میں اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن جن لوگوں کی زندگی کا مقصد صرف لذت اندوزی اور سرمایہ اندوزی ہو، ان کے لئے حلال وحرام کی سرحدیں کوئی معنی نہیں رکھتیں، موجودہ

☆ جامعۃ القرآن اکبر باغ، حیدرآباد ۳۶۔

سرمایہ دارانہ نظام میں یہی سب کچھ ہو رہا ہے، بدقسمتی سے دنیا کے معاشی، طبی اور سیاسی نظام پر ایسے ہی لوگوں کا قبضہ ہے، معیشت اور طب کے میدان میں انہیں حلال وحرام کی کوئی فکر نہیں، مسلمانوں کے لئے جیسے بھی حالات ہوں، انہیں شریعت پر ہی عمل کرنا ہے، اور شرعی حدود میں رہ کر ہی زندگی گزارنی ہے، کھانے پینے اور دوا، علاج وغیرہ کی چیزوں میں حرام وحلال کی تمیز نہ کرنے کی بناء پر ہم مسلمانوں کے لئے جو مسائل پیدا ہو گئے ہیں، ان کا ہمیں سنجیدگی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور عوام کو ناجائز چیزوں سے بچنے، جائز چیزوں کو اختیار کرنے اور جائز وناجائز میں فرق بتانے کی ضرورت ہے، تا کہ نہ تو وہ ہر چیز کو جائز سمجھ لیں، اور اباحیت پسندی کی زد میں آجائیں، اور نہ ہی خواہ مخواہ کسی چیز کو حرام سمجھ کر تنگی میں مبتلا ہو جائیں۔

بنیادی عناصر

۱- کسی بھی چیز میں بنیادی عناصر دو ہوتے ہیں: وصف اور طبیعت، وصف اس کی ظاہری علامت کو کہیں گے، یا جس کا احساس ظاہری حواس سے ہوتا ہے، جیسے: کسی چیز کی صورت، شکل، رنگ، ڈھانچہ، بو اور مزہ وغیرہ۔ طبیعت سے مراد اس میں باطنی کیفیات واثرات ہیں، مثلاً پانی کی طبیعت میں پتلا پن، بہاؤ اور سیرابی کی صلاحیت ہے، اسی طرح کسی چیز کی باطنی تاثیر جیسے گرم، سرد، بادی، ہیل، زود ہضم ہونا وغیرہ طبیعت میں داخل ہے۔

انقلاب ماہیت کا مطلب

۲- انقلاب ماہیت، استحالۂ عین اور تحویل حقیقت کی واضح تعریف فقہاء کے یہاں نہیں ملتی ہے، البتہ الموسوعۃ الفقہیہ میں المصباح المنیر کے حوالے سے یہ تعریف لکھی گئی ہے:

"تغیر شيء عن طبعه ووصفه أو عدم الإمكان" (الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۱۳، ۲۱۰، ج ۲۹۸)

(کسی چیز کی طبیعت اور وصف کے بدل جانے یا پچھلی حالت پر لوٹنے کا امکان ختم ہو)۔

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی حقیقت تبدیل ہونے کے لئے اس کی خاصیت، کیفیت، اثر، صورت، رنگ، بو اور مزہ وغیرہ کا بدل جانا ضروری ہے۔ فقہاء نے غالباً اس کی تعریف اس لئے نہیں کی ہے کہ انہوں نے انقلاب عین کو اس کے لغوی معنی میں لیا ہے کہ کسی چیز کی پوری حقیقت بدل جائے یعنی اس کے پچھلے تمام اثرات جو نفع ونقصان سے متعلق ہوں تبدیل ہو جائیں، یہاں تک کہ اس کا نام بھی تبدیل ہو جائے، تب ہی "استحالہ حقیقت" کہا جائے گا، اگر اس کے پچھلے اثرات باقی رہے، صرف ظاہر میں تبدیلی آئی تو تحویل حقیقت نہیں سمجھی جائے گی، علامہ شامی کی اس تحریر سے اس پر کچھ روشنی پڑتی ہے، مردہ جانور کے نمک میں گرنے پر انقلاب حقیقت کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"فإن الملح غير العظم واللحم، فإذا صار ملحا ترتب حكم الملح ...

لعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المترتب عليها" (شامی ۱/ ...)

(کیونکہ نمک ہڈی اور گوشت کے علاوہ چیز ہے، اگر وہ نمک ہو جائے تو نمک کا حکم لگایا جائے گا ... اس سے معلوم ہوا کہ استحالہ عین پورے وصف کے زائل ہونے کے بعد واقع ہوتا ہے)۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ استحالہ حقیقت کے لئے پورے اوصاف اور طبیعت کا بدلنا ضروری ہے کہ تبدیلی کے بعد وہ بالکل دوسری چیز سمجھی جانے لگے۔

۳- لہذا اگر ایسی تبدیلی ہوئی کہ پہلے کا کوئی بھی اثر اور خاصیت باقی نہیں ہے تو اس کا حکم بدل جائے گا، پہلے وہ چیز پاک تھی تو اب ناپاک ہو جائے گی، اور پہلے ناپاک تھی تو تحویل حقیقت کی بنا پر پاک ہو جائے گی، جیسے رس پاک ہے شراب بن جانے پر ناپاک ہو جائے گی، اور شراب ناپاک ہے مگر سرکہ بن جانے پر پاک ہو جائے گا۔

لیکن اگر تحویل سے پہلے اوصاف کا اثر تحویل کے بعد بھی باقی رہے تو اس کا سابقہ حکم

برقرار رہے گا، کیوں کہ دراصل یہ انقلاب نہیں ہے، بلکہ پچھلی شکل کی ہی ایک دوسری صورت ہے۔ فقہاء کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تبدیلی حقیقت کے لیے عمل تبدیلی کو ضروری قرار دیا ہے، کہ پچھلی کیفیت و خصوصیت کا نام و نشان باقی نہ رہے، دو مختلف شئی سے انقلاب حقیقت کے ذیل میں کانسے کے سونا میں تبدیل ہونے پر بھی بحث کی ہے، اور یہ صراحت کی ہے بات محال ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد سونا ہونے کے ساتھ کانسہ بھی ہو، اور اس پر سے بھی قرآنی آیت: "فإذا هي حية تسعى" پر ائمہ تفسیر کا اتفاق ذکر کیا ہے، کہ دو چیزوں میں سے کسی ایک کا ہی اعتبار ہوگا، ورنہ معجزہ باقی نہیں رہے گا: "مقتضى ما مر ثبوت انقلاب الشيء عن حقيقته كالنحاس إلى الذهب والمحال إنما هو انقلابه مع كونه نحاسا لامتناع كون الشيء في الزمن الواحد نحاسا وذهبا، ويدل على ثبوته بأحد هذين الاعتبارين، كما اتفق عليه أئمة التفسير قوله تعالى: "فإذا هي حية تسعى" وإلا لا ليبطل الإعجاز (ردالمحتار ۱/ ...)۔

تحفۃ المحتاج کے مصنف علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی نے بھی لکھا ہے:

"سونا میں تبدیل ہونے کے بعد اس کا کانسہ باقی رہنا محال ہے، کیوں کہ ایک ہی وقت میں ایک چیز کا کانسہ اور سونا ہونا ممکن نہیں، اسی بنا پر ائمہ تفسیر عصاء موسیٰ کے بارے میں متفق ہیں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا ہی اعتبار ہوگا، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مٹی کے علاوہ پر بھی نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو وہ بھی ناپاکی پر باقی رہے" (تحفۃ المحتاج مع الحواشی ۱/ ۲۹۳)۔

نجس العین اور غیر نجس العین کا فرق

۳- دیکھنا چاہئے کہ فقہاء کے نزدیک نجس العین اور غیر نجس العین کا فرق کیا ہے؟

ہے، بعض فقہاء کے نزدیک استحالہ کے بعد چیز پاک ہو جاتی ہے، ان کے نزدیک مطلق پاک ہو جاتی ہے، چاہے استحالہ سے پہلے وہ چیز نجس العین ہو یا غیر نجس العین، اور بعض فقہاء کے نزدیک استحالہ کے بعد بھی وہ چیز پاک نہیں ہوتی ہے تو وہ مطلق پاک نہیں ہوتی، چاہے استحالہ سے پہلے وہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، چنانچہ حنفیہ، مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کے نزدیک نجس العین چیزیں بھی استحالہ کی بناء پر پاک ہو جاتی ہیں: "ذهب الحنفية والمالكية وهو رواية عن أحمد: إلى أن نجس العين يطهر بالاستحالة" (الموسوعة الفقہیة [illegible])۔

فقہ حنبلی کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"ظاهر المذهب أنه لا يطهر شيء من النجاسات بالاستحالة، إلا الخمرة إذا انقلبت بنفسها خلا وما عداه لا يطهر" (المغنی [illegible] دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ) (ظاہر مذہب یہ ہے کہ استحالہ کی بناء پر کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوگی، سوائے شراب کے، جب کہ وہ خود بخود سرکہ میں تبدیل ہو جائے، اس کے علاوہ کوئی چیز پاک نہیں ہوگی)۔

اسی طرح نجس العین اور غیر نجس العین اشیاء کے اجزاء کا حکم بھی یکساں ہوگا۔

قلب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت کے متعدد ذیل اسباب ہو سکتے ہیں:

۱- جلانا

۲- کسی چیز کی آمیزش

۳- ایک زمانہ تک کسی چیز کا یونہی پڑا رہنا

۴- دھوپ میں رکھنا

۵- زمین میں دفن کرنا (دیکھئے: [illegible] بدائع الصنائع ۱؍ [illegible])۔

۶- کوئی متعدد میں تیزاب ڈالنا وغیرہ

گندے پانی سے گندگی دور کرنا

۶- ناپاک اور گندے پانی میں کیمیکل ڈال کر گندے اور ناپاک اجزاء نکال لئے جائیں، اوران کو بالکل صاف وشفاف شکل میں پیش کیا جائے، اسی طرح شرابوں سے ان کے جوہری اجزاء نکال لئے جائیں، تو یہ عمل قلب ماہیت نہیں کہلائے گا، بلکہ دراصل یہ تجزیہ (Decompose) ہے، اس طرح شفاف پانی اور شراب کا جوہر جزء ناپاک ہی سمجھے جائیں گے۔ شروع میں انقلاب ماہیت کی تعریف کرتے ہوئے یہ بات بتائی گئی ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے طبیعت کا ازالہ ضروری ہے، جب کہ پانی کی طبیعت: رقت، بہاؤ اور سیرابی، سب یہاں پائے جارہے ہیں، علامہ شامی لکھتے ہیں:

"اگر ناپاک چیزوں کے قطرات حاصل کئے گئے، تو اس کا پانی ناپاک ہوگا، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے، تو قیاس بلا تعارض کے باقی رہا، اس سے معلوم ہوا کہ تبہ میں جمی ہوئی شراب کے جو قطرات حاصل کئے جاتے ہیں، جس کو ملک روم میں "عرق" کہا جاتا ہے، تمام شرابوں کی طرح ناپاک اور حرام ہے" (ردالمحتار ار ۵۲۳)۔

کیا استہلاک عین قلب ماہیت ہے؟

۷- آج کل بعض دواؤں میں مختلف چیزوں کے ساتھ الکحل کا بھی کچھ حصہ ملایا جاتا ہے، اس طرح مختلف چیزوں کے مل جانے سے "استہلاک عین" پایا جاتا ہے، کہ کسی ایک چیز کی شناخت نہیں ہوسکتی، یہ مختلف تاثیروں کا مجموعہ ہوجاتی ہے، ہر جزء جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، اس لئے اس استہلاک عین کو انقلاب عین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے، انقلاب عین کے لئے ایسی تبدیلی ضروری ہے کہ پچھلا اثر، کیفیت اور خاصیت بالکل بدل جائے، جب کہ دواؤں میں الکحل ملانے کا مقصد ہی الکحل کے اثرات سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے، یہ الگ بات

ہے کہ الکحل کی آمیزش کے بغیر دوا نہ ملنے پر الکحل ملی دواؤں کا استعمال جائز ہے (دیکھئے: رد المحتار ۱/۳۲۵-۳۲۶)۔

صابن اور بسکٹ میں حرام چربی ملانا

۸- صابن میں حرام اور مردار جانوروں کی چربی ملانا جائز ہوگا، صابن میں چربی ملانے سے چربی اپنی اصلی حالت و کیفیت میں باقی نہیں رہتی ہے، بلکہ اپنی حقیقت کھو کر صابن کا حصہ بن جاتی ہے، چربی کی خاصیت چکناہٹ ہے، صابن میں کاسٹک سوڈا وغیرہ ڈالنے سے چکناہٹ بالکل ختم ہو جاتی ہے، ہاتھ میں چربی لگ جانے سے چربی کی چکناہٹ دور کی جاتی ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

"ناپاک تیل کو صابن میں ڈال دیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، کیوں کہ یہ تغیر ہے، امام محمدؒ کے نزدیک تغیر سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے، ابتلاء عام کی بناء پر اس کا فتویٰ دیا جاتا ہے، معلوم ہونا چاہئے کہ امام محمد کے نزدیک علت یہی تغیر اور انقلاب حقیقت ہے، جیسا کہ ماقبل میں معلوم ہو چکا، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ حکم صابن کے ساتھ خاص نہ ہو، اس میں ہر وہ چیز داخل ہو جس میں تغیر اور انقلاب حقیقت واقع ہوا ہو، اور اس میں ابتلاء عام ہو" (رد المحتار ۱/۵۱۹)۔

البتہ بسکٹ میں حرام چربی ڈالنے سے اس کی حقیقت نہیں بدلے گی، بسکٹ تیار ہونے کے بعد اس میں چربی اور تیل بعینہ موجود رہتے ہیں، اس میں معمولی تغیر واقع ہوتا ہے۔

"اسی طرح جب تل ناپاک ہو جائے، پھر اس کو پیس دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا، خصوصاً جب کہ اس میں ابتلاء عام ہو..... لیکن میرا خیال ہے کہ تل کو جب کاٹا جائے تو اس میں صرف ایک وصف کا تغیر ہوا، جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے، گیہوں آٹا بن جائے، آٹا روٹی بن

جائے، برخلاف شراب کے، جب وہ سرکہ بن جائے، اور گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، کیونکہ یہ تمام ایک حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہوگئے ہیں، نہ کہ صرف ایک وصف تبدیل ہوا ہے" (ردالمحتار ۱/ ۵۱۹ - ۵۲۰)۔

ٹوتھ پیسٹ میں مردار جانوروں کی ہڈیاں استعمال کرنا

حنفیہ کے نزدیک خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا ایک قول بھی یہی ہے، امام ابن تیمیہ نے دلائل کی روشنی میں اسی قول کو درست قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ، بحوالہ المجموع ۱/ ۹۸ - ۱۰۰)۔

لہٰذا خنزیر کے علاوہ کسی جانور کی ہڈی کا پاؤڈر پیسٹ میں ملایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور خنزیر کی ہڈی کا پاؤڈر بھی اگر پیسٹ میں ملا دیا جائے تو انقلاب ماہیت کی بناء پر ایسے پیسٹ کو پاک ہی سمجھنا چاہئے، کیوں کہ ہڈی کے اجزاء کیمیکل میں تحلیل ہوکر صابن کی طرح ٹوتھ پیسٹ میں تبدیل ہوگئے ہیں، علامہ ابن ہمامؒ (م: ۸۶۱) لکھتے ہیں:

"امام محمدؒ کے قول کے مطابق صابن کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے، جس کو ناپاک تیل سے تیار کیا گیا ہو، بعض حضرات نے اس کے مطابق اس مسئلہ کا بھی حکم لگایا ہے کہ جب ناپاک پانی اور مٹی آپس میں مل جائیں اور گارا بن جائے تو گارا پاک سمجھا جائے گا، کیوں کہ یہ دوسری چیز بن گئی، یہ بعید بات ہے، جب کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر ان میں سے ایک پاک ہو تو کہا گیا ہے کہ اعتبار پانی کا ہے، اگر وہ ناپاک ہے تو مٹی بھی ناپاک ہوگی، ورنہ پاک ہوگی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اعتبار مٹی کا ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اعتبار غلبہ کا ہوگا، اکثر حضرات کا خیال ہے کہ ان میں سے جو بھی پاک ہو، مٹی پاک سمجھی جائے گی" (فتح القدیر ۱/ ۲۰۲ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر پاؤڈر کی مقدار غالب نہ ہو، بلکہ بہت معمولی ہو تو ایسے ٹوتھ پیسٹ کو پاک سمجھا جائے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

۱- ڈاکٹر اصغر علی صاحب (جامعہ ہمدرد، دہلی) نے صراحت کی ہے کہ دواؤں میں خون کا استعمال نہیں ہوتا، صرف سمیت اور زہر کو ختم کرنے کیلئے جانوروں کا خون لے کر Anti body ٹیکے بنائے جاتے ہیں، خون چڑھانا جائز ہے تو ایسے ٹیکے لینا بھی جائز ہونا چاہئے۔

البتہ حرام جانوروں کے دوسرے اجزاء دواؤں میں استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے کتے کی زبان کا مرہم بنایا جاتا ہے، تو یہ ناپاک ہی شمار کیا جائے گا، کیوں کہ خنزیر کی طرح کتے کا گوشت بھی ناپاک ہے۔ "ولا خلاف في نجاسة لحمه" (ردالمحتار ۱/ ۱۴۳)۔

مگر دوسرے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے اجزاء دواؤں میں ڈالے جائیں تو ایسی دواؤں کا بیرونی استعمال (External use) جائز ہوگا، ایسی دواؤں کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

"گوشت اور چربی کے پاک ہونے میں اختلاف ہے، امام کرخی نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جو دباغت کی بناء پر پاک ہو جاتا ہے، اس کی کھال ذبح کرنے سے پاک ہو جائے گی، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس کا گوشت، چربی اور تمام اجزاء پاک ہو جاتے ہیں، کیونکہ جانور اجزاء کا مجموعہ ہے۔ ہمارے مشائخ اور بلخ کے مشائخ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جس کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے، ذبح کرنے پر بھی اس کا چمڑا پاک ہو جائے گا، البتہ گوشت اور چربی وغیرہ پاک نہیں ہوگی، پہلا قول زیادہ درست ہے، کیوں کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ ناپاکی کی وجہ بہتا خون ہے، ذبح کرنے سے وہ نکل چکا ہے" (بدائع الصنائع ۱/ ۳۵)۔

آخر میں مذکور علت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کے لئے ذبح شرعی کی بھی

ضرورت نہ ہو، چنانچہ فقہاء کی رائے اس بارے میں مختلف ہے:

''کیا اس کی کھال کے پاک ہونے کے لئے ذبح شرعی کی شرط ہے کہ ذبح شرعی کا اہل ہو اور بسم اللہ پڑھا گیا ہو؟ ایک قول ہے کہ ہاں، اور ایک قول ہے کہ نہیں، پہلا قول زیادہ ظاہر ہے، کیوں کہ مجوسی اور جان کر بسم اللہ چھوڑنے والے کا ذبح صرف ذبح ہے، اگرچہ دوسرا قول بھی صحیح ہے، زاہدی نے قنیہ اور مجتبیٰ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بحر میں اسی کو برقرار رکھا گیا ہے''

(الدر المختار ورد المحتار ۱ / ۳۵۸، ۳۵۹)۔

علامہ شامی اس کے ذیل میں صاحب بحر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ویدل علی أن هذا هو الأصح أن صاحب النهاية ذكر هذا لشرط: أی كون الذكاة شرعية بصيغة قيل معزيا إلى الخانية" (رد المحتار ۱ / ۳۵۹) (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قول ہی زیادہ صحیح ہے کہ صاحب نہایہ نے یہ شرط: یعنی ذبح شرعی کے ہونے کو صیغۂ مجہول (قیل: کہا گیا) کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اس کو فتاویٰ خانیہ کی طرف منسوب کیا ہے)۔

اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کتا اور خنزیر کے علاوہ جانوروں کو ذبح کیا جائے، چاہے ذبح کرنے والا غیر مسلم ہی ہو، تو مذبوح جانور کے اجزاء پاک ہو جائیں گے، اور مرہم وغیرہ بیرونی استعمال کی دواؤں میں یہ اجزاء ڈالے جائیں تو ان کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، اس میں تیزاب کا استعمال ایک سے لیکر پانچ فی صد تک ہوتا ہے، جس سے مردار اور خنزیر وغیرہ کا چمڑا اور ان کی ہڈیوں کی حقیقت تبدیل ہو جانا ممکن نہیں، نیز چمڑے یا ہڈیوں کو چونے میں رکھنے، گرم پانی میں ڈالنے اور

نجس نہ ہونے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ علامہ شامی کی اس تحریر سے اس کا جواز ثابت ہو سکتا ہے۔

”جب تلی ناپاک ہو جائے پھر اس کو صابن بنا دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا۔ خصوصاً جب کہ اس میں بلویٰ عام ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر صابن کو دبایا جائے اور اس کا تجزیہ نہ اجزاء سے مل جائے تو اس میں صرف ایک وصف کا تغیر ہوا جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے۔ بر خلاف شراب وغیرہ کے، جب وہ سرکہ بن جائے۔۔۔ کیونکہ اس میں تمام ایک حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ یہاں صرف ایک وصف تبدیل ہوا“ (رد المحتار ۱/ ۳۲۸)۔

لہٰذا اگر خنزیر یا کتے کے چمڑے اور ان کی ہڈیوں اور مردار کے چمڑوں سے جلاٹین حاصل کیا جائے تو یہ ناپاک ہوگا۔ کھانے کی چیزوں میں اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا، البتہ ضرورت کی بنا پر کیپسول میں اس کا استعمال جائز ہوگا۔

خنزیر اور کتے کے علاوہ مردار جانوروں کی ہڈیوں سے جلاٹین حاصل کیا جائے تو وہ پاک سمجھا جائے گا۔ اس سے بنایا ہوا گوند (Gum) استعمال کرنا جائز ہوگا، لیکن کھانے کی چیزوں میں اس جلاٹین کا استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے ——— البتہ اگر حلال ذبح جانور کے چمڑے یا ان کی ہڈیوں سے جلاٹین حاصل کیا گیا ہو تو وہ پاک ہوگا۔ کھانے کی چیزوں میں اس کو ملایا جائے تو اس کا کھانا جائز ہوگا۔

خلاصۂ جوابات

۱- کسی بھی چیز کے بنیادی عناصر دو ہیں: وصف اور طبیعت

۲- انقلاب ماہیت کے لئے مکمل اوصاف، صورت، کیفیت اور خاصیت کا بدل جانا ضروری ہوگا۔

۳- اگر پہلے کا کوئی بھی اثر اور خاصیت باقی نہ ہو تو حکم بدل جائے گا۔ پہلے ناپاک ہو تو اب پاک سمجھا جائے گا، اور پہلے پاک ہو تو اب ناپاک سمجھا جائے گا، لیکن اگر پہلے کا کچھ اثر، خصوصیت اور کیفیت باقی رہے تو اس کا سابقہ حکم باقی رہے گا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اور یہ انقلاب حقیقت نہیں سمجھا جائے گا۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں ہے۔

۵- انقلاب حقیقت کے اسباب حسب ذیل ہیں:

الف- جلانا

ب- کسی چیز کی آمیزش

ج- ایک زمانہ تک یونہی پڑا رہنا

د- دھوپ میں رکھنا

ہ- زمین میں دفن کرنا

و- کافی مقدار میں تیزاب ڈالنا، یا تیزاب میں رکھنا

۶- گندے پانی سے گندگی دور کرنا، یا شراب سے اس کے جوہری جز کو نکالنا قلب ماہیت نہیں، بلکہ یہ صرف تجزیہ ہے۔

۷- استہلاک کو عین واستحالۂ عین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

۸- صابن میں ناپاک چربی ملانے سے اس کی حقیقت تبدیل ہو جاتی ہے لیکن سمنٹ میں ملانے سے تحویل حقیقت نہیں سمجھی جائے گی۔ نیز سمنٹ میں ناپاک جانور کی ہڈیوں کے پاؤڈر اپنی حقیقت کھو دیتے ہیں۔

۹- جانوروں کے خون سے بنے ٹیکے کا استعمال جائز ہے، کتا اور خنزیر کے اجزاء سے بنی دوائیں ناپاک ہوں گی، ان دونوں کے علاوہ حرام جانور کو ذبح کے بعد ان کے اجزاء دوا میں

تبدیلی ماہیت کے بعد اس پر مرتب ہونے والے احکام

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی ندواپوری ☆

۱- کسی بھی شئی کے بنیادی عناصر یہ ہیں کہ وہ اپنی حقیقت اصلیہ پر برقرار رہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات ہوئے ہوں، مثلاً کوئی سائنس داں قارورہ میں پیشاب کر کے اس پر تجربہ اور تجزیہ کر کے اس کے تمام اجزاء متعفنہ وضرریہ کو مشین سے کشید کر کے اس کو ختم کر دے اور مثل پانی کر دے، تب بھی یہ پیشاب ہی رہے گا، اس کی حقیقت، اصل اور ماہیت نہیں بدلی، صرف اجزاء کے تبدیل ہونے سے احکام شرعیہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی، استاذ محترم مفتی نظام الدین اعظمی اس موضوع پر یوں رقمطراز ہیں: اس کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا، اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے اجزاء ہیں، اور پیشاب جمیع اجزاء نجس العین اور نجس نجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجاست غلیظہ ہی رہیں گے، اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، اس کو قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے ہیں، بلکہ یہ تجزیہ وتخرج ہوا نہ کہ قلب ماہیت، قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے اور نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی

☆ استاذ مدرسہ صلاحیہ شکرپور بھروارہ، ضلع دربھنگہ بہار (الہند)۔

فتوی ہے (منیۃ المصلی، ۴۳ تا ۵۵)۔

۳- اگر کسی شیٔ میں یعنی ناپاک تیل چربی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن اشیاء سے مل کر یہ شیٔ بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس شیٔ میں برقرار نہ رہے، جیسے ناپاک تیل و چربی یا دیگر ناپاک اجزاء سے مل کر صابن بنایا جائے تو یہ ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کو کھو دیتے ہیں، اور کوئی ناپاک شیٔ جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھو دے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، صابن بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے، اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی چربی اور روغن روغن نہ رہا، بلکہ صابن ہو کر پاک ہو گیا، جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے، لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے، زباد اصل میں زبلا کا مادہ منویہ ہے جو ناپاک ہے مگر جب یہ خوشبو میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پاک اور اس کا استعمال کرنا جائز ہو جاتا ہے، خون حرام ہے مگر جب وہی خون بستہ ہو کر کلیجی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پاک اور اس کا کھانا حلال ہو جاتا ہے، انقلاب عین ہو جانے کی بناء پر، یہی امام محمد کا مسلک ہے اور اسی پر فتوی ہے (تفصیل معلومات کے لئے دیکھئے کفایت المفتی ۲/ ۷۷-۲۸۳، فتح القدیر ۱/ ۲۰۰-۲۰۳، الدر المختار ورد المحتار ۱/ ۳۳۹)۔

۴- پہلی صورت کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اب یہاں سے دوسری صورت کا ذکر کیا جا رہا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شیٔ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، اس لئے دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم نہیں ہوگا، نیز سابق خصوصیات و کیفیات کے باوجود کچھ نہ کچھ بنیادی عناصر میں تبدیلی ہوتی ہے، مگر اس کے باوجود اسے تبدیلی ماہیت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہاں پر انقلاب ماہیت نہیں پائی جاتی ہے۔

طاہرہ کی طرف ہو۔

۴- نجاست کی کان میں گرنے اور صابون کی دیگ میں گرنے کا حکم بلحاظ سبب کے دو

دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحت مذکور

ہے (کفایت المفتی ۲/ ۱۸۱، ۲۴۲، الموسوعۃ الفقہیہ ۸/ ۲۸، ۲۷۹، الموسوعۃ الفقہیہ ۲/ ۲۳۳، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/

۵۵، الموسوعۃ الفقہیہ ۵/ ۲۷، ۳۰)۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب حسب ذیل ہیں:

غسل (دھونا)، دلک و فرک (رگڑنا، کھرچنا)، جفاف (خشک ہونا)، مسح (پونچھنا)، تقویر

(کھود کر پھینک دینا، صاف کرنا)، احراق (جلانا)، انقلاب العین (حقیقت و ماہیت کا ختم یا تبدیل ہونا،

کسی شی کا اپنی اصل حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہونا)، وقوع الشئ (کسی

ناپاک چیز کا پاک چیزوں میں گر کر مل جانا)، تخلیل (شراب و تاڑی کا سرکہ بن جانا) وغیرہ، جس کی

تفصیل کتب فقہ میں منقول ہے، وہاں دیکھ لیا جائے (کفایت المفتی ۲/ ۳۰)۔

یہ سب امور قلب ماہیت اور طہارت کے اسباب ہوئے، ان مذکورہ ذرائع سے

ناپاک چیزیں پاک ہوجاتی ہیں، اختلاط (کسی شی کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا)، تجزیہ (ایک شی

کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا) یہ دونوں قلب ماہیت کے اسباب نہیں ہیں اور نہ

ہوسکتے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شی سے دوسری، دوسری سے تیسری،

علیحدہ اور نکالنا، جیسے خوشبودار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عطر کو الگ کرنا اور

نکالنا، شرعی نقطۂ نظر سے اس کا استعمال کرنا جائز ہے، کیونکہ درختوں اور پھولوں کے پتے پاک

ہیں، اس لئے فلٹر کرنے یا کشید کرنے کے نتیجے میں جو عرق تیار ہوا وہ بھی پاک ہے، یہ عمل قلب

ماہیت کے زمرہ میں شامل نہ ہوگا، بلکہ تجزیہ کے زمرہ میں شامل ہوگا، اگر اس میں حرام شی کی

آمیزش کرکے عطر کشید کا عمل کرتے ہیں تو پھر اس کے اوپر عدم جواز کا حکم لگے گا، کیونکہ یہ اختلاط ہے، نہ کہ انقلاب، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کرکے صاف ستھرا پانی نکالنا، پیشاب کو فلٹر کرکے پانی بنانا، پیشاب پکا کر نمک بنانا، پاخانہ کو جوش دے کر کیمیکل کے ذریعہ اس کے تعفن کو دور کرنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء کو نکالنا اور کوکا کولا، ملکا، پیپسی وغیرہ کا مارک لگا کر سپلائی کرنا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئی کے اجزاء کو علیحدہ کردینا، اس کی کیفیات اور خاصیت کو بدل ڈالنا، یہ سب تجزیہ ہے، انقلاب واستحالہ نہیں ہے، انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے، تجزیہ سے احکام میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے، شراب و پیشاب اور گندہ پانی وغیرہ کو فلٹر کرکے پانی اور مشروبات بنانا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا ہو تو بھی یہ سب حلال وجائز نہیں ہوں گے، کیونکہ باقی جو اجزاء ہیں وہ بھی اسی شراب اور پیشاب وگندہ پانی کے اجزاء ہیں اور شراب و پیشاب اور پاخانہ وگندہ پانی تمام اجزاء نجس العین اور نجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجاست غلیظہ ہی رہیں گے؛ کیونکہ اس میں انقلاب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، اس لئے اس کو انقلاب ماہیت اور استحالہ نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ یہ تجزیہ ہوا (موسوعہ فقہیہ ۵/ ، منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۵-۲۷)۔

”الکحل“ ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۷- الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہا، بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ پیش آرہا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے، اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (فتح القدیر ۱۰/ ۱۰۲، دار الفکر بیروت، البنایہ ہدایہ ۱۲/ ۳۹۱ مکتبہ رشیدیہ دہلی)۔

کے ساتھ ملا کر بھی استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعی کے نزدیک بھی "الکحل" ملی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

۔ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک میرے علم کے مطابق تداوی بالمحرم حالت اضطرار کے علاوہ کسی حال میں بھی جائز نہیں، بہرحال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

پھر اس مسئلہ کے حل کی ایک صورت اور بھی ہے جس کے بارے میں دواؤں کے ماہرین سے پوچھ کر اس کو حل کیا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ جب "الکحل" کو دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو کیا اس عمل کے بعد "الکحل" کی حقیقت اور ماہیت باقی رہتی ہے؟ یا اس کیمیاوی عمل کے بعد اس کی ذاتی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے؟ اگر "الکحل" کی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کیمیاوی عمل کے بعد وہ "الکحل" نہیں رہتا بلکہ دوسری شئی میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے، اس لئے کہ شراب جب سرکہ میں تبدیل ہو جائے اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہے (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۱-۲۵۵، زمزم بک ڈپو دیوبند طبع اول ۱۹۹۵ء، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۱۸-۱۲۰، رد المحتار ۱/ ۱۵۴، فتاوی محمودیہ ۶/ ۵۵، حسن الفتاوی ۸/ ۲۸۹-۲۹۳، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۵۳، ۲۹۹، جدید فقہی مسائل ۱/ ۳۳۵، ۳۳۷ وغیرہ)۔

ناپاک اشیاء سے تیار ہونے صابن کا شرعی حکم

۸- مغربی ممالک سے آئے ہوئے صابنوں میں جب تک حرام چربی یا سور کی چربی کا ملا ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت و یقینی نہ ہو جائے اس وقت تک ان کا استعمال کو ناجائز نہیں کہہ

سکتے ہیں، کیونکہ اشیاء میں اصل حلت واباحت ہے، البتہ ان کے استعمال کرنے سے ان حالات میں اجتناب کرنا تقویٰ واحتیاط کہا جا سکتا ہے (کفایت المفتی ۱/ ۳۰)۔

"وفي شرح المنار للمصنف: الأصل في الأشياء الإباحة عند بعض الحنفية ومنهم الكرخي" (الاشباہ والنظائر ۲۲۳ قاعدہ: هل الأصل في الأشياء الإباحة" طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)۔

(اور مصنف کی کتاب شرح المنار میں منقول ہے کہ اشیاء میں اصل حلت واباحت ہے بعض حنفیہ کے نزدیک اور ان میں امام کرخی شامل ہیں)۔

"و عبارة المجتبیٰ جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد و يفتى به للبلوى" (رد المحتار ۱/ ۳۱۲)۔

(اور مجتبیٰ کی عبارت یہ ہے کہ ناپاک تیل صابن میں ڈالا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، اس لئے کہ وہ تغیر وتبدل ہو گیا اور تغیر واستحالہ سے امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے، اور عموم بلویٰ کی بناء پر اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کا موقف: یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے اور نہ صرف صابن بلکہ یورپ کی تمام مصنوعات کی طہارت ونجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے، ولایتی کپڑے اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے، لیکن قاعدہ مذکورہ کی بناء پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یا بگمان غالب یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے، ناپاکی کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

طہارت ونجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن

میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا، ماہرین کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔

ثانیاً۔ اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابن میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابن کا استعمال جائز ہے، کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابن بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔

"ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا به یفتی للبلوی کتنور رش بماء نجس لا بأس بالخبز فیه" (ردالمحتار ۱/ ۳۱۶) (یعنی روغن ناپاک ہو جائے تو صابن بنا لینے سے پاک ہو جاتا ہے، اسی پر عموم بلویٰ کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں روٹی پکانے میں مضائقہ نہیں) (نیز دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۳۱۱ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۳۹۹ھ، فتح القدیر ۱/ ۲۰۰-۲۰۱ دار الفکر بیروت لبنان، البحر الرائق ۱/ ۲۳۹ دار المعرفہ بیروت طبع سوم ۱۴۱۳ھ)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں غیر ماکول اللحم جانوروں کی جو چربی ملائی جاتی ہے، جس میں خنزیر اور غیر خنزیر دونوں کی چربی ہوتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار اور خنزیر دونوں کی ہوتی ہے، مردار اور خنزیر کے جمیع اجزاء نجس بعینہ اور غیر مباح الاکل ہے، اس لئے استعمال ناجائز ہی رہے گا، ہاں اگر بیکری اور ٹوتھ پیسٹ کے دیگ میں ان دونوں کی چربی ڈال دی جائے اور غیر متمیز ہو جائے اور اپنی اصلی حقیقت چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے تو "الکلمۃ استھلاک" کے مطابق مردار اور خنزیر کی چربی کا حکم باقی نہ رہے گا، انقلاب ماہیت وحقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے، اور اختلاط اور تجزیہ کی صورت میں انقلاب ماہیت وحقیقت کسی بھی حال میں متحقق نہیں ہوتا ہے، اصولی اعتبار سے جب تک بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ میں حرام چربی یا سور کی چربی کا ملا ہوا ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت ویقینی نہ ہو جائے اس وقت تک ان کے استعمال کو ناجائز نہیں کہہ سکتے ہیں، کیونکہ

جائز الاستعمال ہے۔ اگر وہ چربی اختلاط اور تجزیہ کی صورت میں ملائی جاتی ہے تو بلاشبہ اس کا
استعمال ممنوع و حرام ہوگا۔

مذبوح جانوروں کے خون کی خرید و فروخت اور دوا میں ڈالنے کا شرعی حکم

۹- دم مسفوح خواہ حیوان ناطق کا ہو خواہ حیوان غیر ناطق کا ہو اس کی خرید و فروخت قطعی حرام ہے اور اس کی قیمت سے انتفاع حاصل کرنا بھی مسلمانوں کے لئے حرام ہے اور اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے:

" إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير (سورۃ بقرہ ۱۷۳)۔

وحی غیر متلو سے بھی حرمت ثابت ہے " إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام" (بخاری ۱/ ۲۹۸) (بیشک اللہ تبارک و تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سور اور بت کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے)۔

فقہاء فرماتے ہیں: "إذا كان أحد العوضين أو كلاهما محرما فالبيع فاسد كالبيع بالميتة أو بالدم أو بالخمر أو بالخنزير" (قدوری ۸۸، ۸۹، ہدایہ ۳/ ۳۳، کنز الدقائق ۲۳۸) (جب عوضین میں سے کوئی ایک یا دونوں حرام اشیاء ہوں تو بیع فاسد ہے جیسے مردار یا خون یا شراب یا سور کی بیع)۔

مذبوح جانوروں کا خون اور اس کے دیگر اجزاء مختلف صورتوں میں دواؤں میں ڈالا جاتا ہے تو اتنی وافر مقدار میں خون کی خریداری حکومت وقت مسلم قوم قصاب ہی سے کرتی ہوگی، اور مسلمانوں کے لئے خون کی خرید و فروخت قطعاً حرام ہے، فی الواقع اصل کے اعتبار سے خون کی بیع باطل ہے اور بیع باطل سے حاصل شدہ رقم کا استعمال بائع کے لئے جائز نہیں ہے، اس سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ خون کی رقم کو اپنے غریب و نادار مسلم مفلس بھائیوں پر بلا نیت ثواب کے

(حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک زمانہ جاہلیت میں کلاب کی جنگ میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی تھی لیکن جس اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم فرمایا)۔

حرام جانوروں کے چربی وروغن اور مرہم کا شرعی حکم

غیر ماکول اللحم جانور جن کا کھانا حرام ہے یا کیڑے مکوڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی چربی یا کسی اور چیز کا روغن، مرہم، طلاء وغیرہ بنا کر استعمال کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو اشیاء "نجس بعینہ" یعنی اپنے پورے وجود سمیت ناپاک ہیں، ان کو نہ کھانا درست ہے اور نہ ان کا خارجی استعمال یعنی جسم پر لگانا بھی جائز نہیں، جیسے خون، مردار کا گوشت جس میں بہتا ہوا خون بھی پایا جاتا ہو، سور، شراب، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ۔

بعض اشیاء وہ ہیں جن کو فقہاء عظام نجس لغیرہ قرار دیتے ہیں، جیسے سور کے علاوہ وہ جانور جن کا کھانا حلال نہیں ہے، ایسے کیڑے مکوڑے جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہے، ان کا خارجی استعمال جائز ہے۔

خلاصۂ بحث

بیشتر فقہاء کے نزدیک حالت اضطراری میں محرمات کا استعمال جائز ہی نہیں فرض ہو جاتا ہے، اضطرار میں کسی نے اگر ان کے استعمال سے اجتناب کیا اور جان چلی گئی تو یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔

علامہ ابوبکر جصاص حنفی فرماتے ہیں:

"مضطر کے لئے مردار کا کھانا فرض ہو جاتا ہے، اور اضطرار ممانعت کو ختم کر دیتا ہے،

وحلت میں تبدیل ہو جائے گی، بلا ریب اس کی خرید و فروخت اور اکل و شرب حلال ہوگی اور اگر اس کی ماہیت اور حقیقت نہیں بدلی تو پھر جوں کی توں رہے گی، یعنی نجاست و حرمت برقرار رہے گی۔ جس چیز میں اس کی آمیزش کی جائے گی وہ بھی نجس و حرام ہوگی۔

۳- سوال نامہ میں جلاٹین کی جیسی تصویر کشی کی گئی ہے اگر واقعی ہو بہو یہی سچ ہے تو بلاشبہ یہ انقلاب عین اور قلب ماہیت کے تحت آئے گا اور اس کی خرید و فروخت اور اکل و شرب حلال و جائز ہوگا۔

۴- جلاٹین کی پیدائش بجائے انقلاب عین کے اختلاط اور تجزیہ کی روپ میں ہوگی تو پھر یہ حد جواز کے تحت نہیں آئے گی، کیونکہ انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔ اور اختلاط اور تجزیہ سے طہارت و نجاست کا حکم نہیں بدلے گا (مستفاد از البحر الرائق ۸/ ۲۳۳، دار المعرفہ بیروت لبنان ۱۹۹۳، ۱۴۱۳ھ)۔

اس مسئلہ میں مفتی رشید احمد لدھیانوی اور مولانا محمد تقی عثمانی کے موقف کو جاننے کے لئے دیکھئے: (احسن الفتاویٰ ۸/ ۴۸ طبع زکریا دیوبند، فقہی مقالات ۱/ ۵۵ طبع دیوبند)۔

سے اس کا استعمال کرنا، اس کے ذریعہ معاملہ کرنا اور اس سے استفادہ کرنا دیگر تمام قیمتی اموال کی طرح جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر جوس یا سرکہ شراب بن جائے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک ناپاک ہوگا۔ سرکہ کے پاک ہونے سے متعلق آپ ﷺ کا صریح ارشاد ہے: "نعم الإدام الخل" (بہترین سالن سرکہ ہے) اور شراب کی نجاست آیات واحادیث سے ثابت ہے۔

سرکہ کے علاوہ دیگر تمام اشیاء میں قلب ماہیت کے مؤثر ہونے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اس موضوع پر بحث اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کے دور میں ایسی چیزیں تسلسل کے ساتھ عام ہورہی ہیں جن کے احکام اس موضوع سے متعلق ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض چیزیں تو روزمرہ زندگی کے لوازمات میں شامل ہوچکی ہیں۔ ہم سب سے پہلے کتب فقہ کی عبارتیں، فقہاء کے اقوال اور مذاہب اربعہ کی آراء اور ان کے دلائل نقل کریں گے، اس کے بعد ہم موضوع سے متعلق متنوع اشیاء کے حکم کے بارے میں اپنی رائے مع دلائل ذکر کریں گے۔

ابن قدامہ کی کتاب "المغنی" میں ہے:

"ظاہر مذہب یہ ہے کہ کوئی نجاست تبدیلی سے پاک نہیں ہوگی سوائے شراب کے جو خود بخود سرکہ بن جائے۔ اس کے علاوہ دوسری نجس چیزیں پاک نہیں ہوں گی جیسے وہ نجس چیزیں جو جل کر راکھ بن جائیں یا خنزیر جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے.....

اس سے یہ مسئلہ تخریج کیا جائے گا کہ تبدیل شدہ شراب، دباغت دی گئی مردار کی کھال اور روک کر رکھے گئے نجاست کھانے والے جانور پر قیاس کرتے ہوئے تبدیلی کے ذریعہ تمام ناپاک چیزیں پاک ہوجائیں گی۔ پہلا قول ظاہر مذہب ہے اور ہمارے امام رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں اس تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں کوئی سور جھونکا گیا ہو" (المغنی لابن قدامہ ۱/۵۳)۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

کی نفی سے ایک حقیقت کی نفی ہو جاتی ہے تو پورے مجموعہ کی نفی سے اس کی نفی کیوں نہ ہوگی؟ اس کی نظیر نطفہ ہے جو نجس ہوتا ہے، یہ علقہ ہونے کی صورت میں بھی نجس ہوتا ہے مگر جب مضغہ ہو جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے۔ جوس پاک ہے اگر وہ شراب ہو جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور اگر سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ عین کی تبدیلی کے نتیجہ میں اس پر مرتب ہونے والا وصف بھی زائل ہو جاتا ہے (اس طرح کی عبارت شیخ ابن الہمام حنفی کی کتاب فتح القدیر میں ہے)۔ حنفیہ نے اس کی صراحت کی ہے: جس چیز کی نجاست یا جس چیز کا اثر آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے وہ پاک ہو جائے گی جیسا کہ ان کے نزدیک عین کی تبدیلی سے نجاست دور ہو جاتی ہے۔
یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ بیشتر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے، البتہ امام ابو یوسف نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے متفرع ہونے والے مسائل میں سے ایک وہ مسئلہ بھی ہے جسے ابن عابدین نے "المجتبیٰ" کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر ناپاک روغن کسی صابن میں ڈال دیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، کیونکہ اس میں تغیر واقع ہو گیا جو امام محمد کے نزدیک پاک کرنے کا ذریعہ ہے اور عموم بلویٰ کی صورت میں اسی پر فتویٰ دیا جائے گا۔ اسی سے یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان یا کتا صابن کی ہانڈی میں گر کر صابن بن جائے تو حقیقت کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے وہ ہانڈی پاک ہوگی۔ ابن عابدین کہتے ہیں: علت امام محمد کے نزدیک تغیر اور حقیقت کی تبدیلی ہے اور عموم بلویٰ کے پیش نظر فتویٰ اسی پر دیا جائے گا۔ اس علت کا تقاضا یہ ہے کہ اس حکم کو صابن کے ساتھ خاص نہ کر کے اس میں ہر اس چیز کو شامل کیا جائے جس میں حقیقت بدل جاتی ہو اور جس میں ابتلاء عام ہو جیسا کہ مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر شراب منجمد ہو جائے تو وہ نشہ کے زائل ہو جانے کی بنا پر پاک ہوگی، اسی طرح ان کے نزدیک ناپاک چیز کی راکھ پاک ہے، کیونکہ آگ اسے پاک کر دیتی ہے۔ دسوقی کہتے ہیں: اس حکم میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ آگ نے نجاست کو پوری طرح جلایا ہو یا

اسے پوری طرح نہ جلایا ہو، لہذا نجس لید سے پکائی گئی روٹی پاک ہے اگر چہ اس سے کچھ راکھ چپکی ہوئی ہو، ایسی روٹی کے کھانے کی صورت میں منہ دھونے سے پہلے نماز پڑھنا درست ہے نیز نماز کی حالت میں اسے نمازی اپنے ساتھ رکھ بھی سکتا ہے۔ ابن عابدین کی عبارت ختم ہوئی (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۲۰، ۲۱۷، ۲۱۸، حاشیۃ الدسوقی ۱/ ۵۷، بحوالہ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ)۔

علامہ حصکفی الدر المختار میں کہتے ہیں:

"ناپاک تیل اگر صابن بن جائے تو وہ پاک ہے، ابتلاء عام کی صورت میں اسی پر فتویٰ دیا جائے گا جیسے اس تنور میں روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں جس پر ناپاک پانی چھڑکا گیا ہو، اسی طرح وہ ناپاک مٹی جس کو آگ میں ڈال کر اس سے پیالہ بنایا جائے، پاک ہوگی بشرطیکہ پکانے کے بعد اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو... گندی راکھ ناپاک نہیں ہوگی ورنہ تمام شہروں میں روٹی کا ناپاک ہونا لازم آئے گا، نہ وہ نمک کی کان ناپاک ہوگی جس میں گدھا یا خنزیر گر جائے، نہ وہ غلاظت ناپاک ہوگی جو کسی کنویں میں گر کر کالی بدبودار مٹی بن جائے، کیونکہ اس صورت میں عین بدل چکا ہے" (ملاحظہ ہو الدر المختار مع رد المحتار ۱/ ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۹)۔

محقق ابن عابدین کہتے ہیں:

"یہ جان لو کہ امام محمد کے نزدیک علت تغیر اور حقیقت کی تبدیلی ہے، نیز یہ کہ ابتلاء عام کے پیش نظر فتویٰ اسی پر دیا جائے گا، لہذا انگور کا شیرہ جو اس کے خشک ہونے کی صورت میں ناپاک تھا اگر پکا دیا جائے تو پاک ہوگا، اسی طرح اگر ناپاک تل آٹا بن جائے تو وہ پاک ہوگی۔ میں کہتا ہوں: انگور کے شیرہ میں حقیقت تبدیل نہیں ہوئی، کیونکہ وہ ایسا جوس ہے جو پکانے کی وجہ سے جم گیا، یہی حال تل کا ہے جب وہ پرانا ہو جاتا ہے اور اس کا روغن اس کے اجزاء میں مل جاتا ہے تو اس کے صرف وصف میں تغیر واقع ہوتا ہے جیسے دودھ جو پنیر بن جائے، گیہوں جو آٹا بن جائے، آٹا جو روٹی بن جائے برخلاف اس شراب کے جو سرکہ میں تبدیل ہو جائے یا اس گدھے

کے جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ کے جو راکھ یا کالی بدبودار مٹی میں تبدیل ہو جائے۔ ان مثالوں میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہوئی صرف وصف نہیں بدلا ..... ابتلائے عام ہی وہ علت ہے جس کی بنا پر عین کی تبدیلی کی وجہ سے کسی چیز کے پاک ہونے کے قول کو اختیار کیا جاتا ہے" (ملاحظہ ہو رد المحتار ۱/ ۲۳۹، ۲۳۶)۔

ابن عابدین کہتے ہیں:

"یہ خیال نہ کرو کہ ہر وہ چیز جسے تم آگ میں ڈال دو، پاک ہو جائے گی جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی ناپاکی یا اس کا اثر آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے وہ پاک ہو جائے گی، اسی لئے "منیہ" وغیرہ میں "چند مقامات" کی قید ہے" (رد المحتار ۱/ ۲۱۵، نیز دیکھئے شرح منیہ المصلی ۱/ ۱۷۷)۔

معاصر علماء میں سے شیخ ڈاکٹر وہبہ زحیلی فرماتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ شافعیہ اور حنابلہ نے پاک کرنے والی اشیاء میں اس پہلو پر غور کیا کہ شارع کا مقصود زیادہ مکمل طریقہ پر کس چیز سے پورا ہوتا ہے جب کہ حنفیہ نے ان اشیاء کے سلسلہ میں توسع سے کام لیا اور بعض اوقات مالکیہ بھی ان کے ہم خیال ہو گئے۔ عملی صورت حال، لوگوں کی ضرورت اور ان کا دستور یہ سب کے سب حنفیہ کے مسلک پر عمل کی تائید کرتے ہیں"

(الفقہ الاسلامی وادلتہ از شیخ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ۱/ ۹۳)۔

شیخ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاوی میں اسے ثابت کیا ہے کہ نجاست کی تبدیلی سے اس کی ناپاکی اور اس کی حقیقت زائل ہو جاتی ہے، لہذا تبدیلی کے بعد اس کی نجاست کا حکم باقی نہیں رہے گا اور وہ پاک ہو جائے گی (حوالہ مذکور ۱/ ۹۲)۔

فقہاء کی مذکورہ بالا عبارتوں سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

اول: تمام علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ

سے متعلق حدیث زیر بحث موضوع کے سلسلہ میں صریح اور واضح دلیل شمار کی جانے کی مستحق اس دور میں جب کہ اس طرح کی اشیاء میں ابتلاء عام کی صورت پیدا ہوگئی ہے۔

ہماری اس بات کی تائید ابن قدامہ حنبلی کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے

"اس سے یہ مسئلہ تخریج کیا جائے گا کہ تبدیل شدہ شراب، دباغت دی گئی مردار کی کھال اور روک کر رکھے گئے نجاست کھانے والے جانور پر قیاس کرتے ہوئے تبدیلی کے ذریعہ تمام ناپاک چیزیں پاک ہو جائیں گی"۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اس عبارت میں مذکور مسئلہ عام کی صورت میں معمول قرار پا سکتی ہے اور یہ بات کہ امام احمد نے ایسے تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں سور جھونکا گیا ہو، شیخ ابن قدامہ کی اس صریح عبارت کے بعد عموم احوال کے لئے دلیل نہیں بن سکتی ہے کیونکہ امام احمد کا یہ قول اس قسم کے بارے میں صریح نہیں ہے اور دونوں نظائر میں کامل مناسبت بھی نہیں پائی جاتی بطور خاص اس میں ابتلاء عام کا تحقق نہیں ہوتا۔

اسی طرح حنابلہ علقہ کے مضغہ میں تبدیل ہونے کی صورت میں حنفیہ اور مالکیہ کے ہم خیال ہیں، البتہ ان کے نزدیک علت حنفیہ اور مالکیہ کی ذکر کردہ علت سے مختلف ہے، لیکن ہمارے نزدیک واضح یہی ہے کہ علقہ میں مؤثر علت بعینہ وہی علت ہے جس کا ذکر حنفیہ اور مالکیہ نے کیا ہے، حنابلہ نے جو پہلو ذکر کیا ہے اس طرح کی چیز صحت شمار نہیں کی جاتی بلکہ اس میں ایک مستقل علت کے ذکر کی ضرورت باقی رہتی ہے اور یہ وہی علت ہے جس کا ذکر حنفیہ اور مالکیہ نے کیا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ پاک مضغہ بعینہ وہی علقہ ہے جو ناپاک ہے، اسی طرح سرکہ بعینہ وہی شراب تو ہے جو ماہیت کی تبدیلی کے بعد پاک ہوگئی ہے۔ علاوہ ازیں مذاہب نے جو نطفہ حیض کی سے بنے والے علقہ کے مسئلہ سے کلی طور پر ہم آہنگ بھی نہیں ہے۔

یہاں ہم یہ بھی ذکر کر دیں کہ شافعیہ نے نجاست کھانے والے جانور کے گوشت

کھانے کی ممانعت سے متعلق حدیث سے جو اپنے مسلک پر دلیل قائم کی ہے وہ ان کی رائے کی دلیل بننے کے کافی نہیں ہے۔ اس طرح کے نظائر اور دلائل اس کے برعکس صورتوں میں بھی پائے جاتے ہیں، کیونکہ غلاظت کھانے والے جانور کو اگر کچھ دنوں کے لئے روک لیا جائے تو وہ اپنی اصل یعنی حلت کی طرف لوٹ آتا ہے۔

جہاں تک علماء حنفیہ اور مالکیہ کے اس قول کا تعلق ہے کہ خنزیر اور کتا اگر نمک کی کان یا صابن کی فیکٹری میں گر جائیں تو ان کا حکم تبدیل ہو جائے گا اور بغیر کسی قید کے ان دونوں کو پاک نمک یا پاک صابن کے حکم میں شمار کیا جائے گا تو یہ محل نظر ہے (واللہ اعلم)۔

یہ قول سرکہ، مضغہ اور دباغت شدہ کھال میں موجود علت سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ کیونکہ شراب اور سرکہ میں تبدیل ہونے والا جوس، پاکی میں تبدیل ہونے والی ناپاک کھال، روکنے کے بعد حلت کی اصل کی طرف لوٹ آنے والا وہ جانور جو غلاظت کھاتا ہو، اسی طرح مضغہ میں تبدیل ہونے والا علقہ، ان تمام اشیاء میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ان میں ایک نیا وصف بھی پیدا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ پہلی دو چیزوں سرکہ اور دباغت شدہ کھال کے بارے میں شرعی نص بھی وارد ہوئی ہے۔ علماء حنفیہ اور مالکیہ کے اس قول کے محل نظر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مثال کے طور پر خنزیر یا کتے یا انسان کے نمک کی کان یا صابن کی فیکٹری میں گرنے میں ابتلاء عام کی شدت متصور نہیں ہے، کیونکہ اگر نمک کی کان میں کتے یا گدھے یا خنزیر کے گرنے کے باوجود ہم نمک کے پاک ہونے کی رائے اختیار کریں تو اشیاء کو ناپاک قرار دینے کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کوئی چیز ممنوع نہیں رہ جائے گی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نمک کی کان میں اس طرح کے جانوروں کے گرنے سے نمک کم سے کم ناپاک تو قرار پائے گا اور مناسب یہی ہوگا کہ اس نمک کا کھانا ناجائز قرار دیا جائے۔ یہ بات معلوم ہے کہ نمک ماکولات کے باب سے ہے۔ ہمیں یہ بات بہت پسند آئی کہ محقق ابن عابدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ

بعض انواع واقسام اوران کے احکام کا ذکر کریں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح کی اشیاء کی دوقسمیں ہیں:

اول: جامد اور غیر سیال اشیاء۔

دوم: سیال اور غیر جامد اشیاء۔

ان میں سے ہر ایک قسم یا تو انسان کے کھانے اور پینے سے متعلق ہے یا اس کا تعلق کھانے اور پینے کے علاوہ دیگر استعمالات سے ہے، پھر ان میں سے ہر چیز یا تو انسانی زندگی کا لازمہ ہے اور اس میں ابتلاء عام کی صورت ہے یا صورت حال ایسی نہیں ہے:

۱- جامد اور غیر سیال اشیاء جن کا تعلق کھانے سے نہ ہو بلکہ ان کا استعمال خارجی ہو اور ان میں ابتلاء عام ہو، ہر حال میں بلاشبہ پاک ہیں جیسے کہ اگر ناپاک مٹی سے تیار کئے گئے برتن پک جائیں وہ تو تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہیں، ان کا معاملہ کرنا جائز ہے اور اگر پانی ان چیزوں میں مل جائے تو ناپاک نہ ہوگا، دباغت شدہ کھالوں اور کھالوں سے تیار کئے گئے موزوں اور مشکیزوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔

۲- وہ جامد اشیاء جو کھائی نہ جاتی ہوں اور پانی میں ملنے سے سیال ہو جاتی ہوں اور ان میں عموم بلوی کی صورت ہو جیسے صابن تو اگر ان میں نجس اشیاء کے مل جانے کا یقین ہو تو یہ ہر حال میں تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہیں اور ان کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ اس صورت میں صابن سے نکلنے والا پانی، اسی طرح اس سے ملنے والا پانی بھی بہر صورت پاک ہے۔ یہی حکم ان نجس چیزوں کی راکھ کا بھی ہوگا جن کی ماہیت آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے، لہٰذا اگر راکھ پانی میں مل جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی اور ایسی راکھ کا اور اس سے تیار کی گئی اشیاء کا بیچنا اور خریدنا بلاشبہ جائز ہوگا۔

۳- کھائی جانے والی پاک چیزوں کا حکم خواہ وہ جامد ہوں یا غیر جامد جیسے نمک وغیرہ، اسی طرح اگر گیہوں میں چوہا گر کر مر جائے اور تبدیل ہو جائے، یہ ہے کہ اگر ان میں کوئی نجس چیز

گر جائے جیسے جانور اور اس کی حقیقت تبدیل ہو جائے تو وہ پاک ہیں لیکن نمک اور آٹے میں ماہیت کی تبدیلی متحقق نہیں ہوتی، لہذا یہ دونوں چیزیں پاک نہیں ہوں گی، ان کا کھانا اور ان کا معاملہ کرنا جائز ہوگا، کیونکہ ان کے اصل اجزاء بلاشبہ نجس اشیاء سے ملے ہوئے ہیں اور کسی دوسری ماہیت میں تبدیل نہیں ہوئے ہیں، اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس طرح کی اشیاء میں عموم بلوی متحقق نہیں ہے، البتہ اگر چوہے کی ایک یا دو مینگنیاں گیہوں میں پڑ جائیں، اسی طرح اگر کوئی معمولی چیز نمک میں گر جائے اور عام حالات میں اس سے احتراز ممکن نہ ہو اور وہ تبدیل ہو جائے تو ایسے نمک اور آٹے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس میں عموم بلوی متحقق ہے۔

۴- کھائی جانے والی جامد اشیاء جیسے پنیر کے ٹکڑے اور وہ ملکے کھانے جو مختلف اشیاء کے آٹے، دودھ اور چربی سے تیار کئے جاتے ہیں اور عالمی منڈی میں دستیاب ہیں جیسے چاکلیٹ (Chocolate) اور چیونگم (Chuingum) اگر ان میں ناپاک اجزاء مل جائیں تو یہ اشیاء عام حالات میں پاک ہیں، البتہ اگر ان اشیاء میں سے کسی متعین شی کے بارے میں یقینی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس میں نجس اجزاء ملے ہوئے ہیں تو ایسی صورت میں اس اختلاط کی وجہ سے یہ چیزیں ناپاک ہوں گی۔ کیونکہ عام حالات میں ان اشیاء کا پاک ہونا تغیر ماہیت کے متحقق ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اپنی اصل یعنی اباحت کے حکم پر باقی رہنے کی وجہ سے ہے اور یقین شک کی بنا پر زائل نہیں ہوتا۔

۵- جامد اشیاء جن میں تغیر متصور ہے جیسے صابن ان میں معمولی تغیر واقع ہوتا ہے اور کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوتی، ظاہر یہ ہے کہ اگر اس طرح کی چیزوں میں نجس اجزاء مل جائیں اور ان کے بارے میں یقینی علم حاصل ہو جائے تو وہ پاک ہوں گی اور ابتلاء عام کی شدت کی وجہ سے ان کا کھانا اور ان کا معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ جہاں تک سیال دواؤں کا تعلق ہے تو اگر وہ نشہ آور شراب کی طرح ہوں تو ان کا پینا اور معاملہ کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ نبی ﷺ نے شراب کے

ذریعہ علاج کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "انها داء ليس بدواء" (صحیح بخاری، کتاب الطب، حدیث نمبر ۵۵۸۹) (یہ بیماری ہے نہ کہ علاج)، البتہ اگر تھوڑی نشہ آور چیز پاک سیال چیزوں سے مل جائے اور ان کی دوا تیار کرلی جائے تو چونکہ پاک اجزاء کے غلبہ کی وجہ سے نشہ پیدا کرنے کی قوت زائل ہو جائے تو ایسی صورت میں ان دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہے بشرطیکہ دوسری پاک دواؤں کے حصول میں کامیابی نہ ملے۔ یہ جواز اضطرار عام، نیز اس وجہ سے ہے کہ ماہیت میں معمولی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ ایسی دوا کا معاملہ کرنا جائز ہے، لیکن دوا کے طور پر ان کے استعمال کی حد سے آگے بڑھ کر ایسی اشیاء کا کھانا اور پینا عام حالات میں جائز نہیں ہوگا اور نہ ان کا معاملہ کرنا ہی درست ہوگا، البتہ ہمارے نزدیک علاج اور معاملہ سے ہٹ کر ان کے خارجی استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ زیادہ بہتر احتیاط کی ہے۔

۶- ناپاک سیال اشیاء یا مشروبات جو ہیئت میں تبدیل ہو جائیں جیسے شراب سرکہ بن جائے، یہ بالاتفاق ماہیت کی تبدیلی کی بنا پر پاک ہیں، اس کی دلیل صریح حدیث ہے، ان کا پینا، معاملہ کرنا اور مختلف طریقوں سے ان سے استفادہ کرنا جائز ہے۔

۷- جو مشروبات اصلاً پاک اور غیر نشہ آور ہیں اگر ان میں ناپاک اجزاء کے مل جانے کا شک ہو جیسے عالمی منڈی میں رائج مشروبات تو ان میں بھی تغیر ماہیت متحقق نہیں ہوتا ہے لیکن عام حالات میں ان اشیاء کے پاک ہونے، ان کے جائز ہونے اور ان سے معاملات کے درست ہونے ہی کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ قاعدہ ہے: "اليقين لا يزول بالشك" (یقین شک کی بنا پر زائل نہیں ہوتا)۔

مختصر مقالات:

استہلاک عین کے بعد مرتب ہونے والے احکام

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ☆

۲/۱ – حقیقت کا بدلنا ایک معروف تبدیلی کی تعبیر اور مشہور اصطلاح ہے، جس سے کسی چیز کی اصل خاصیت و تاثیر میں بسا اوقات رنگ، بو اور مزے سے بھی بہت نمایاں فرق ہو جاتا ہے جسے جاننے اور اس کے ادراک کے لئے بس حواس کی درستگی اور ذوق سلیم کی موجودگی کی ضرورت ہے۔

صرف رنگ و بو یا مزہ جیسے دوسرے عوارض کی تبدیلی آجانا حقیقت کو بدلنا نہیں ہے، مثلاً خنزیر یا مردار جو گوشت پوست وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے، کا جل کر راکھ یا صابن بن جانا یعنی ایسا ہو جانا، ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی ہر شخص حواس و عام عقل رکھنے والا بھی محسوس کر لیتا ہے۔ اسے فقہی زبان میں "انقلاب العین" کہا جاتا ہے، علامہ شامی نے متن کے قول "انقلاب العین" کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: "لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صار ملحاً ترتب حكم الملح، ونظيره في الشرع النطفة نجسة ... وتصير مضغة فتطهر والعصير طاهر فيصير خمراً فينجس

☆ استاذ فقہ و حدیث، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

و يصير خلا فيطهر عرفنا أن الاستحالة تستتبع زوال الوصف المرتب عليها"[1] علامہ موصوف نے اسی کو "هو المختار" کہا ہے۔

۳- اوپر (نمبر ۱، ۲ کے تحت) مذکورہ تفصیلات سے اس سوال (نمبر ۳) کا جواب بھی نکل آتا ہے، وہ یہ کہ صرف کچھ خصوصیات کے برقرار رہنے سے وجودی حقیقت (و نتیجتاً حکم) میں تغیر ہو جانا بعید نہیں، بشرطیکہ جوہری وصف یعنی اصل خصوصیت یا خصوصیات میں بنیادی تبدیلی آجائے، مثلاً شراب کے سرکہ بن جانے (اسی طرح برعکس صورت میں بھی) میلان، رقت، مقدار، بہت حد تک رنگ جیسے اوصاف موجود برقرار رہتے ہیں، مگر چونکہ اصل خاصیت اور جوہری وصف نشہ بدل جاتا ہے، اس لئے حقیقت بدل جاتی ہے اور اسی وجہ سے حکم میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔

۴- فقہاء کی عبارات سے بظاہر فرق نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ وہ جہاں ایک طرف "عذرہ" کو "راکھ" بن جانے اور خنزیر کے نمک ہو جانے کی مثالیں دیتے ہیں وہیں حمار کے نمک و صابن ہو جانے کا حکم بھی یہی بیان کرتے ہیں، یعنی جو حکم خنزیر کے نمک بن جانے کا (دیکھئے البحر ۱/۲۳۹): "لا يكون نجس رماد قذر وإلا لزم نجاسة الخبز ..... ولا ملح كان حمارا أو خنزيرا"[2]۔

۵- اسباب کی تحدید کرنا مشکل ہے، یہ دراصل عملی، مشاہداتی، تجرباتی چیز ہے، محض عقلی اور قیاسی نہیں، سوالنامہ میں جو اسباب ذکر کئے گئے ہیں وہ بھی ہو سکتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی، بلکہ بعض مرتبہ محض قدرتی اسباب تغیر حقیقت کا موجب ہو جاتے ہیں، مثلاً نطفہ کا علقہ اور علقہ کا مضغہ بننا۔

۶- بنیادی سبب اور اصل وجہ حقیقت کا بدلنا ہے، چنانچہ علامہ شامی بصراحت فرماتے ہیں: "[1] إن العلة عند محمد رحمه الله هي التغير وانقلاب الحقيقة وإنه يفتى به"

(ردالمحتار ۱/۲۰۴ مکتبہ عثمانیہ دیوبند)۔

اس لئے اگر حقیقت نہیں بدلی تو شکر میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے، جو ہڈی فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا حکم معلوم ہوسکتا ہے۔

نوٹ

اگر فلٹر کرنے یا کشید کرنے کو بخار (یا بخار کے مشابہ) کہنا درست ہو تو اس کا حکم کتب فقہ میں مذکور ہے، وہ یہ ہے: ''وما يصيب الثوب من بخارات النجاسة، قيل ينجسه وقيل لا وهو الصحيح، وأما النوشادر المستجمع من دخان النجاسة فهو طاهر'' (ردالمحتار ۱/۳۲۶)۔

اسی سوال کے تحت یہ بھی مذکور ہے کہ گندے پانی کو گندگی سے الگ کردینے سے کیا پانی پاک ہوجائے گا؟

اس بارے میں اگرچہ کوئی صریح جزئیہ تو راقم کی نظر سے نہیں گزرا، البتہ حدیث نبوی ﷺ (جو سنن میں آتی ہے: '' الماء طهور لا ينجسه شيء'' (ابوداؤد، ترمذی) کے ذیل میں بعض کبار اساتذہ حدیث شریف کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے، اصل بات یہ ہے کہ پاک پانی کے اجزاء میں نجاست کے اجزاء (پانی میں نجاست پڑ جانے سے) مخلوط ہوجاتے ہیں، اس طرح ناپاک پانی کے استعمال کرنے سے پانی کے ساتھ نجاست کے اجزاء بھی مستعمل ہوجاتے ہیں، اس لئے ایسے پانی سے طہارت حاصل نہیں ہوتی بلکہ نجاست سے تلوث کی وجہ سے وہ چیز بھی ناپاک ہوجاتی ہے، جہاں یہ پانی لگ گیا، ورنہ خالص پانی تو ناپاک ہوتا ہی نہیں، علامہ کشمیریؒ کی درسی تقریر ترمذی '' العرف الشذی'' کی حسب ذیل عبارت سے بھی یہ مستفاد ہوتا ہے ''ان الماء طهور لا يبقى نجسا ابدا بحيث لا يكون بطهارته سبيل، فان هذا التعبير

اقرب الی لفظ الحدیث [illegible] [illegible] [illegible]۔

اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر پانی سے گندگی کے اجزاء نکل جائیں یا نکال دیے جائیں تو پانی پاک ہو جائے گا۔ نیز کنویں سے نجاست نکالنے اور اسے پاک کرنے کے جو مسائل عام طور پر کتب فقہ میں ملتے ہیں ان میں بعض سے اس سوال کا بھی جواب مل سکتا ہے، واللہ اعلم۔

۷- استحالہ کے سبب ماہیت کو تبدیل کرنا لازم نہیں، اگر ناپاک جزء کی حقیقت نہیں بدلی تو وہ مجموعہ (پاک و ناپاک سے مخلوط) ناپاک ہی رہے گا، بعض یونانی دواؤں کے استعمال کا ممنوع ہونا بصراحت معتبر کتب فقہ میں ملتا ہے، یہ اس کا شاہد عدل ہے، اسی وجہ سے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے بلا ضرورت استعمال کو متعدد مستند فقہاء نے ممنوع قرار دیا ہے۔

۸- ایسے صابن کی طہارت کا صریح حکم کتب فقہ میں ملتا ہے، مثلاً شامی میں ہے "ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا، بہ یفتی" متن کی مذکورہ عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں "وعلیہ یتفرع مالو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یکون طاہرا لتبدل الحقیقۃ..... ثم اعلم ان العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ" (۱/ ۲۱۰)۔

۹- دم مسفوح چونکہ نجاست حقیقی ہے اس لئے اس کے پاک ہونے کی، اسی طرح اس کی بیع وشراء کے جواز کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔

۱۰- جلاٹین بن جانے سے اگر ناپاک اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے تو پاک ہونے کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہوگا، اس فن کے بعض ماہرین نے راقم کو جنوبی افریقہ میں جلاٹین بنانے کے ایک کارخانہ میں لے جا کر مشینوں کے ذریعہ اس کے بننے کے مختلف مدارج اور جن چیزوں سے بنتا ہے ان کا مشاہدہ کروایا اور بتایا کہ اس طریقہ سے (جلاٹین

بن جانے سے) حقیقت بدل جاتی ہے اور پچھلے اثرات (جن ناپاک اشیاء سے یہ بنتا ہے اس کے اثرات) بالکل ختم اور تبدیل ہو جاتے ہیں۔

لیکن وہاں کے بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت نہیں بدلتی، اگر حقیقت نہیں بدلتی تو ناپاک اشیاء سے تیار شدہ مال پاک نہیں ہوگا، اس لئے اس کے استعمال کا حکم بھی دیگر ناپاک اشیاء کے استعمال جیسا ہوگا۔ واللہ اعلم

انقلاب ماہیت کا مسئلہ

مولانا زبیر احمد قاسمی ٭

انقلاب ماہیت یا تحول عین اور استحالۂ شئی کی شرعی حقیقت متعین کرنے میں ہمارے خیال کے مطابق فقہاء کرام کی ان بحث و تحقیق سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، جو کتب فقہ کے مختلف ابواب میں پائے جاتے ہیں۔

اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت اور تحول عین میں اصل دخل شئی کے حکم و اثر کے زوال کو حاصل ہے، اگر کوئی شئی کسی بھی وجوہ و اسباب کے بنا پر اپنا اصل حکم و اثر باقی نہ رکھ سکے تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ شئی اپنی ماہیت کو کھو کر کوئی دوسری چیز بن چکی ہے، یعنی انقلاب ماہیت اور تحول عین ہو چکا ہے۔

مثلاً اپنی جگہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ماء مطلق کا حکم و اثر یہ ہے کہ وہ نجاست حقیقیہ کو زائل کرکے انسان کو پاک کردیتا ہے، گویا پانی کا حکم و اثر اس کا مطہر ہوتا ہے، اب اگر پانی کسی بھی وجہ سے اپنے اس وصف تطہیر اور رفع حدث ہونے کے اثر سے محروم ہو جائے تو "زوال الاثر یدل علی زوال المؤثر" کے مسلمہ اصول کے مطابق یہی کہا جائے گا کہ یہ پانی پانی نہ رہا، ختم ہو گیا اور یہی تحول عین اور استحالۂ شئی کہلاتا ہے۔

اب فقہاء کرام نے جو بحث اور جزئی تفصیلات "باب المیاہ" کے تحت کی ہیں، ان

٭ ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم، کنہواں، سیتا مڑھی (بہار)۔

بحث وتفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ پانی کے اثر یعنی اس کے وصف تطہیر کا زوال مختلف صورتوں میں ہو جاتا ہے۔

الف- مثلاً اگر کیلے کے درخت اور انگور وغیرہ کی بیلیں ماء مطلق کو اپنے اندر جذب کر لیں اور اس انجذاب کے بعد جسے فقہاء کمال امتزاج اور تشرب نبات سے تعبیر کرتے ہیں، اگر اس درخت اور بیلوں کو نچوڑ کر جمع کر لیا جائے تو یہ پانی ماء مطلق نہ ہو کر اپنے اثر وصف تطہیر سے محروم ہی رہتا ہے، گویا یہ پانی پانی نہیں بلکہ درخت وبیل کا عرق ہی کہلاتا ہے۔

ب- اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ماء مطلق میں کوئی پاک چیز ڈال کر پکایا جاتا ہے جس کا مقصد پانی کی صفائی وتنظیف کے سوا کچھ اور ہوتا ہے تو گو بعض صورتوں میں فقہی اصطلاح وتعبیر کے مطابق پانی اصل حقیقت یعنی رقت وسیلان اور اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ وبو مزہ تک باقی بھی رہ جاتے ہیں تاہم محض طبخ وتبدل اسم کے سبب فقہاء اس کو ماء مطلق نہیں کہتے اور اسے رافع حدث نہیں مانتے۔ گو بظاہر یہاں طبخ وتبدل اسم کا بھی یک گونہ تحول عین میں دخل محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ اس طبخ وتبدل اسم کے نتیجے میں اس ماء مطلق کا سابق اور ذاتی اثر وحکم اور خاصہ یعنی اس کا رافع حدث ہونا ختم ہو جاتا ہے، اور اسی اثر وخاصہ کے زوال کی بناء پر وہ پانی پانی نہیں بلکہ کچھ اور بن جاتا ہے۔

ج- ایسا ہی اگر ماء مطلق میں کوئی جامد وسیال چیز مل کر رل مل جاتی ہے اور پھر یا تو پانی کی رقت وسیلان ختم ہو جائے یا ملنے والی چیز کے دو وصف اور کبھی ایک وصف کا ظہور ہو جائے یا کبھی اس کے اجزاء ومقدار پانی سے بڑھ جائیں گویا پانی مغلوب ہو کر کالمعدوم ہو جائے تو بھی عند الفقہاء پانی کا سابقہ اثر وخاصہ یعنی وصف تطہیر ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ ماء مطلق نہیں رہ پاتا، یہاں بھی شئی آخر کے غلبہ کے نتیجے میں جب پانی کا ذاتی اور سابقہ اثر وحکم یعنی وصف تطہیر زائل ہو گیا تو ماء مطلق نہیں کچھ اور کہا گیا۔

۴۔ پھر کبھی کسی شی کو آگ میں جلا دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ شی اپنے تمام سابقہ ذاتی
اثرات و خصوصیات سے خالی ہو جاتی ہے تو بھی انقلاب ماہیت اور تحول عین ہو جاتا ہے۔ اس کا
نام اور حکم سب کچھ بدل جاتا ہے۔ مثلاً تمام نجاسات: گوبر، پاخانہ وغیرہ جس کے ذاتی
اثرات و خصوصیات یقیناً گندگی اور بو ہوتے ہیں، جلائے جانے کے بعد اس کے سارے اثرات و
خصوصیات کلیتاً ختم ہو جاتے ہیں اور اس کا نام راکھ یا کوئلہ ہو جاتا ہے جس کا حکم شرعی بھی بدل
جاتا ہے اور پاک سمجھا جاتا ہے۔

۵۔ اسی طرح کبھی طول مکث اور مرور زمانہ کے نتیجے میں بھی جب کسی شی کا ذاتی اثر
و خاصہ زائل ہو جاتا ہے تو انقلاب ماہیت اور تحول عین ہو جاتا ہے۔ اسی کی مثال "ہر چہ در کان
نمک رفت نمک شد" والے حمار و خنزیر ہیں، نمک کی کان میں گر کر بعد مدت نمک بن جانے والے
جانور ہیں۔ "النجاسة اذا دفنت فی الارض و ذهب اثرها" روایتی باتیں بھی
ہیں جو مرور زمانہ کے بعد مٹی بن جاتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے غور و تدبر کے بعد جو حقیقت منقح اور ہمارے سامنے واضح ہوئی
ہے وہ یہی ہے کہ انقلاب ماہیت اور تحول عین میں اصل دخل اس شی کے اپنے سابقہ حکم، اثر اور
خاصے کے زوال ہی کو ہے، خواہ اس کے اسباب کچھ بھی ہوں مثلاً سوکھنا، سکھانا، جلنا، جلانا، پکنا
پکانا، یا ایک مدت مدیدہ کا گذرنا گذارنا اور دفنانا، ان تمام تصریحات کے لئے دیکھئے درمختار
و شامی ج ا ص ۲۹۰-۲۲۱، بدائع الصنائع ج ا ص ۸۵ وغیرہ۔

ان تمہیدی اور اصولی گفتگو کے بعد مسئلہ کا جواب ملاحظہ ہو۔

۱۔ مندرجہ بالا تمہیدی معروضات و تصریحات کی روشنی میں میرا خیال یہی ہے کہ شی
کی حقیقت و ماہیت اس وقت تک ہرگز بدلی ہوئی نہیں کہی جاسکتی، خواہ اس میں کتنے ہی قسم
کے تغیرات ہو چکے ہوں، جب تک ان تمام تغیرات کے باوجود شی کا ذاتی اثر اور بنیادی خاصہ

باقی رہے۔

۲- انقلاب ماہیت، استحالۂ عین اور تحول شئی کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس میں تبدیلی سطور کے اندر مندرجہ اسباب میں سے کسی بھی سبب سے اس کا سابقہ اثر و حکم اور اس کا بنیادی خاصہ بدل جائے، خواہ بنیادی عناصر رنگ وصورت اور مزہ وغیرہ سب کے سب بدل جانے سے یا کسی ایک ہی کے بدلنے سے۔

۳- اگر شئی میں مختلف تبدیلیوں کے باوجود اس شئی کا اپنا اثر و خاصہ اب تک باقی وموجود ہے تو تحول عین نہیں ہوا، اس پر سابقہ حکم لاگو رہے گا۔ لیکن اگر اس میں ملائی ہوئی چیزوں کے ذاتی اثرات اور بنیادی خصوصیات بھی کسی حد تک اس میں ظاہر وموجود ہوجائیں تو اس پر جواز وعدم جواز، طہارت ونجاست کا وہی حکم لگے گا جو ان ملائی ہوئی چیزوں کے اثرات وخصوصیات کا شرعی حکم ہوگا۔

۴- جب انقلاب ماہیت اور تحول عین اپنے شرائط یعنی زوال اثر و خاصہ کے ساتھ متحقق ہوجائیں تو اس کے بعد نجس العین یا غیر نجس العین یا ان کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا سب کا حکم یکساں ہی ہوگا۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب کی تفصیل اوپر تمہیدی سطور کے اندر مختلف دفعات میں لکھی جاچکی ہیں لہذا اس کے لئے دفعہ (۵) کو دیکھا جائے۔

۶- فلٹر کرنے اور کشید کرنے کا جو عمل آج کے سائنسی اور ٹکنالوجی دور میں ہونے لگا ہے اس کے نتیجے میں اگر کوئی ناپاک پانی یا کوئی بھی اشیاء بذریعہ فلٹر وکشید کے مرحلے سے گذر کر اپنے سابقہ رنگ وصورت کو چھوڑ کر اور اس میں اب تک جو اثرات وخصوصیات موجود تھے اس سے نکل کر ایک جدید رنگ وروپ اور مستقل نئے اثرات وخصوصیات کے حامل ہوجائیں تو بلاشبہ یہ تحول عین اور انقلاب ماہیت کے تحت آجائے گا۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قدر قلیل جو مسکر نہ ہو حلال ہے، امام شافعیؒ کا بھی ایک قول اسی طرح یجوز للتداوی کا ملتا ہے (تفسیر مظہری)۔

اس لئے جس الکحل کے متعلق یہ یقینی علم ہو کہ یہ اشربہ اربعہ محرمہ سے بنایا گیا ہے تو اس کے اوپر اور اس کی آمیزش والی دواؤں پر بھی حرام و نجس ہونے کا حکم لگے گا۔ لیکن جہاں ایسا نہ ہو وہاں اس سے بچنا مقتضائے تقویٰ تو ہو سکتا ہے، مگر حکم فتویٰ نہیں۔

اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اگر کسی دوا میں الکحل کی قسم اول ملی ملائی گئی ہوگی اور اس کا ذاتی اثر اور خاصہ مثلاً مسکر ہونا وغیرہ باقی ہو تو ایسی دواؤں کا داخلی یا خارجی ہر دونوں نوع کا استعمال ممنوع رہے گا "بحرمتہ ونجاستہ" لیکن آمیزش کے بعد اگر اس کی خاصیت، اثر اور اسکار و سرور ختم ہو کر قلب ماہیت ہو چکا ہے تو پھر اس کا استعمال مباح کہا جا سکتا ہے۔ اور جن دواؤں میں الکحل کی قسم ثانی ملی ملائی گئی ہوگی اس کا استعمال بغرض تداوی علی الاطلاق مباح ہوگا۔

لیکن اس کی تحقیق اور یہ پتہ چلا لینا کہ کس دوا میں کس قسم کے الکحل کی آمیزش ہوتی ہے، اور آمیزش کے بعد قلب ماہیت ہو کر اس کے جوہری خصائص و اثرات زائل ہو چکے ہیں یا نہیں، نہایت دشوار بلکہ عامۃ الناس کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔ اس لئے "الحرج مدفوع بالشرع" اور "یرید اللہ بکم الیسر" وغیرہ فقہی اور شرعی اصول کے تحت فتویٰ یہی دیا جانا چاہئے کہ مطلقاً الکحل کی آمیزش سے تیار کردہ انگریزی دوائیں بغرض تداوی استعمال کی جا سکتی ہیں، مگر اجتناب اولیٰ اور مستحسن ہوگا۔

نیز کسی بھی الکحل کے بدن یا کپڑے میں لگ جانے کے بعد "الیقین لایزول بالشک" جیسے اصول کے تحت بلا دھوئے نماز پڑھی جا سکتی ہے، ویسے دھو لینا بہتر اور اولیٰ ہوگا۔

۸- علامہ شامی نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے "جعل الدهن النجس في صابون يفتیٰ بطهارته لأنه التغير، و التغير يطهر عند محمد و يفتیٰ به للبلوىٰ، لو وقع

إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً لتبدل الحقيقة" (شامی ۱/ ۲۹۰)۔

اس عبارت سے ہر قسم کے صابن، لپ اسٹک، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کا جواز مستفاد ہوتا ہے خواہ اس میں چربی مردار یا خنزیر کی ملائی گئی ہو یا ان کے ہڈیوں کا پاؤڈر ملایا گیا ہو، امام محمدؒ کا یہ قول اکثر مشائخ کا مختار قول ہے (دیکھئے شامی ۱/ ۲۸ - ۲۸۱)۔

۹- مذبوح جانوروں کے خون یا اس کے دیگر اجزاء کا استعمال جو دواؤں میں ہوتا ہے وہ یقیناً مختلف کیمیاوی عمل کے مرحلے طے کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے جس سے اس کا رنگ روپ و صورت سب کچھ بدل جاتا ہے، اور ان تبدیلیوں کے نتیجے میں اس کے جوہری اثرات وخواص بھی قطعاً بدل جاتے ہیں تو قلب ماہیت اور تحول ہو چکا، ایسی دواؤں کا استعمال مباح ہوگا، بلکہ تداوی بالحرام کے ذیل میں بھی اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

۱۰- جیلاٹین کی جو وضاحت اور تصویر کشی کی گئی ہے، اس کے بنانے کے جو طریقے بیان کئے گئے ہیں اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جانور حلال ہوں یا حرام، نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، ان کی ہڈیوں اور چمڑے جلنے، پکانے، پیسنے اور گلانے وغیرہ کے اتنے مختلف مراحل سے گذارے جاتے ہیں اور ان چمڑوں اور ہڈیوں کی صورت وہیئت اس حد تک بدل جاتی ہے کہ ان تغیرات کے بعد چمڑوں اور ہڈیوں کے جوہری اثرات وخصائص یقیناً ختم ہو جاتے ہوں گے، اس لئے انہیں قلب ماہیت اور تحول عین کے تحت رکھا جاسکتا ہے۔

انقلاب ماہیت کے اسباب اور جلاٹین حاصل کرنے کے ذرائع

مولانا اشتیاق احمد الاعظمی ☆

۱- کسی بھی شئی کے بنیادی عناصر رنگ، صورت اور کیفیت (مزہ، بو اور خاصیت) ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں۔

۲- انقلاب ماہیت (استحالہ عین و تحول عین) کا مطلب یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں منتقل ہو جائے۔ جیسے شراب سرکہ بن جائے یا خون، مشک بن جائے، نطفہ گوشت کا لوتھڑا ہو جائے کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں منتقل ہو گئے۔ حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلب کے آثار مخصوصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلۂ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مخصوصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں (کفایۃ المفتی ۲/ ۱۴۲)۔

نواب صدیق حسن خان صاحب الروضۃ الندیہ میں تحریر فرماتے ہیں: "والاستحالة مطهرة أي إذا استحال الشيء إلى شيء آخر حتى كان ذلك الشيء الآخر مخالفاً للشيء الأول لوناً وطعماً وريحاً كاستحالة العذرة رماداً" (الروضۃ الندیہ، ص ۲)۔ الخ

☆ دارالعلوم مئو ناتھ بھنجن (یوپی)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نجس شیرۂ انگور کو آگ پر پکایا گیا اور وہ گاڑھا منجمد ہوکر دبس بن گیا تو اس صورت میں انقلاب ماہیت نہیں ہوا بلکہ وہ پکانے سے پہلے بھی شیرہ تھا اور پکانے کے بعد بھی شیرہ ہی ہے، فرق صرف انجماد، عدم انجماد کا ہے، جو کہ ایک وصف ہے نہ کہ حقیقت کی تبدیلی، تو یہ ایسے ہی ہوا جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے اور گیہوں پس جانے کے بعد آٹا اور آٹا پکنے کے بعد روٹی بن جائے، برخلاف شراب کے جو کہ سرکہ بن جائے اور گدھا کے جو کان نمک میں گر کر نمک بن جائے... تو ان ساری صورتوں میں ایک حقیقت کا انقلاب دوسری حقیقت کی جانب ہوا ہے نہ کہ ان میں محض وصف کی تبدیلی ہے۔

۳- شئی میں تبدیلی ایسی ہو کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہوکر نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے اور جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس میں نہ رہے تو اُسے تبدیلی ماہیت قرار دیا جانا چاہئے۔ اور اگر نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رکھتی ہے تو ہماری ناقص رائے میں امام اعظمؒ کے اصول کے مطابق اسے تبدیلی ماہیت نہیں کہنا چاہئے جبکہ صاحبین کے اصول کے مطابق اسے انقلاب ماہیت کہنے کی گنجائش موجود ہے، جیسا کہ جواب (۲) میں امام صاحب اور صاحبین کے یہاں تھوڑی سی موضعت کے ظہور سے بھی شراب سرکہ تسلیم کرلی جاتی ہے (دیکھئے بدائع الصنائع ۱/ ۳، ۲۷۸، ۲۷۹)۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف نجس اشیاء کے درمیان فرق وعدم فرق کے سلسلے میں فقہاء کرام کے دو اقوال ملتے ہیں:

۱- نجس العین ،قلب ماہیت کی بناء پر طہارت کا حکم حاصل کرلیتا ہے، یہ قول حنفیہ، مالکیہ اور امام احمد سے بھی یہی ایک روایت ہے (دیکھئے موسوعہ فقہیہ کویتیہ ۱۰/ ۲۷۸، ۲۷۹)۔

اعیان نجسہ کے اندر انقلاب ماہیت کے نتیجہ میں حصول طہارت کا مسئلہ حنفیہ میں سے

امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے جبکہ امام ابو یوسف عدم طہارت کے قائل ہیں۔ حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے: "(والاستحالة تطهر الأعيان النجسة) وهو قول محمد ورواية عن الإمام وعليه أكثر المشايخ وهو المختار في الفتوى وقال أبو يوسف: لا تكون مطهرة لأن الباقي أجزاء النجاسة" (مراقی، ص ۷۷)۔

شافعیہ اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ نجس العین قلب ماہیت کی بنا پر پاک نہیں ہوا کرتے (دیکھئے الموسوعہ [illegible])۔

ان حضرات نے مذکورہ بالا حکم سے شراب کو مستثنیٰ رکھا ہے، کیونکہ شراب جب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کی پاکی مجمع علیہ ہے، لیکن شراب اگر کسی خارجی عمل کے سبب سرکہ بن جاتی ہے تو اس صورت میں بھی وہ غیر طاہر ہی ہوگی۔

انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں طہارت کے قائلین کے یہاں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ کفایت المفتی میں ہے: "انقلاب ماہیت سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے مشک بن جانے سے پاک ہوتا ہے، خنزیر کا انقلاب حقیقت سے پاک ہو جانا بھی ثابت ہے" (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۱)۔

۵- انقلاب ماہیت مختلف صورتوں میں ہوا کرتا ہے، کبھی احتراق کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی تخلیل کے ذریعہ، اور کبھی کسی شئی نجس کے کسی طاہر کے ساتھ اختلاط کی بنا پر بھی ہوتا ہے (دیکھئے الموسوعۃ الفقہیہ)۔

البتہ شراب کی تخلیل جس سے اس کا قلب ماہیت ہو جایا کرتا ہے اس کی مختلف صورتیں ہوا کرتی ہیں، کبھی یہ شراب خود بخود سرکہ بن جاتی ہے، کبھی اس کے اندر دوسری چیز ڈال کر سرکہ بنایا جاتا ہے جیسے نمک، سرکہ، مچھلی یا گرم روٹی، پیاز وغیرہ شراب کے قریب آگ جلا کر بھی اس میں ترشی

پیدا کر لی جاتی ہے، ان مختلف اسباب کے تحت شراب، سرکہ بن جایا کرتی ہے، احناف کے نزدیک اس کا پینا حلال ہے (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳ر ۵۴۳)۔

۶- اگر کسی شئی سے کشید کر کے کوئی دوسری شئی حاصل کی جاتی ہے یعنی اس کا جوہر کشید کیا جاتا ہے تو حکم اسی شئی کے تابع ہوگا جس سے وہ کشید کی گئی ہے، مثلاً نجس شئی سے کشید کی جانے والی شئی نجس ہی ہوگی، مراقی الفلاح میں ہے: "**والمستقطر من النجاسة نجس كالمسمىٰ بالعرقي حرام**" (مراقی الفلاح ر ۱۰۹)، لہٰذا اگر کسی پاک خوشبودار پتی یا پھول سے اس کی خوشبو کے عنصر کو الگ کر لیا جائے تو وہ بھی پاک ہوگا۔

اور اگر گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا اس طرح پر ہو کہ نجاست کے سارے آثار اس گندے پانی سے بالکل دور ہو جائیں اور پانی بالکل صاف ستھرا اور مزے میں اصل پانی جیسا ہو کہ اصل پانی اور اس فلٹر شدہ پانی میں کوئی تمیز نہ کی جا سکے تو وہ پانی پاک ہوگا، سعودی فتاویٰ کی کتاب میں ایک سوال اسی قسم کے پانی کے بارے میں کیا گیا ہے تو وہاں کے علماء کی ایک کونسل کا متفقہ فیصلہ ویسا ہی ہے جو ہم نے بھی ذکر کیا (اس جواب کے لئے دیکھئے فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء، فتوی ۲۳۳۱)۔

۷- دواؤں میں مختلف اجزاء و عناصر کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے، دوائیں سیال بھی ہوتی ہیں اور جامد بھی۔ فقہائے کرام ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے میں مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جا سکیں، استہلاک عین کہتے ہیں، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں استہلاک کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: "**اصطلاحاً كما يفهم من عبارة بعض الفقهاء ... أو اختلاطه بغيره بصورة لا يمكن إفراده بالتصرف كاستهلاك السمن في الخبز**" (۴ر ۳۹)۔

استہلاک عین کو قلب ماہیت نہیں قرار دیا جا سکتا، کیونکہ بصورت استہلاک، ماہیت کی

سے کسی چیز کے اندر خمر اور بیئر کے الکحل یا سپرٹ کا یقین ہو جائے یا کسی الکوحل وغیرہ شئی سڑ جانے وغیرہ سے نشہ پیدا ہو تو ہرگز اس چیز کا استعمال کرنا، بیع وشراء اور تجارت کرنا کچھ بھی جائز نہ رہے گا" (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱؍۳۴۸)۔

۸- صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی یا کتا کی، ان تمام صورتوں میں وہ صابن لائق استعمال رہتا ہے، کیونکہ متعدد کتب حنفیہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ چربی سے صابن بن جانے پر اس میں انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے: "وعلی قول محمد فرعوا الحکم بطهارة صابون صنع من زيت نجس" (۱؍۱۷۰، نیز دیکھئے: مراقی الفلاح ص ۸۰، رد المحتار ۱؍۲۱۰)۔

اس سلسلہ میں مفتی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ بھی وہی ہے جو اوپر گذرا، وہ لکھتے ہیں:

"... ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا مردہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز میں تردد کیا جائے" (کفایت المفتی ۲؍۱۴۲)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں اگر چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے اور یہ ہڈیاں مردار خنزیر کی بھی ہو سکتی ہیں تو ایسی صورت بسکٹ میں نجس چربی یا ٹوتھ پیسٹ میں نجس ہڈیوں کا پاؤڈر اگر فقط اختلاط کی صورت میں ہے تو اس بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، جیسے کہ "الخبز المعجون بالخمر" کی تحریم میں شک نہیں، موسوعہ میں ہے "يكره تحريما أكل الخبز المعجون بالخمر لوجود ذوات الخمر فيه" (موسوعہ فقہیہ ۵؍۱۹ أشربہ)۔

اور اگر بسکٹ میں نجس چربی یا ٹوتھ پیسٹ میں نجس ہڈیوں کا پاؤڈر فقط خلط کی حیثیت سے نہیں بلکہ ان کی قلب ماہیت ہو چکا ہو تو فقہ حنفی کی رو سے جواز کا فتویٰ ہونا چاہئے لیکن سب سے اہم چیز اختلاط اور انقلاب کے فرق کو جاننے کا ہے کہ یہ نہایت ہی دقیق مسئلہ ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے، تو اس سلسلے میں یہ بات بالکل واضح اور نص قطعی سے ثابت ہے کہ دم مسفوح نجس اور حرام ہے خواہ وہ کسی بھی جانور کا ہو، ارشاد ربانی ہے:

"حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما أهل لغیر الله به"

(مائدہ ۳)۔

اور اگر کیمیاوی عمل کے ذریعہ دم مسفوح کی ہیئت ہی بدل جائے تو قلب ماہیت کے لئے جواز کا قول کرنا کیا مشکل ہو جائے گا۔

۱۰- جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک Product ہے جو کہ جانوروں کی آنتوں، ہڈیوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کبھی بھی اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوتا، جلاٹین حاصل ہونے کے ذرائع عام طور سے جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں جس میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے۔

جلاٹین بنانے کے طریقے مختلف ہیں جیسا کہ ڈاکٹر احمد علی صاحب (جامعہ ہمدرد، نئی دہلی) کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔

صاحب احکام الاطعمۃ جلاٹین کے بارے میں لکھتے ہیں "مصدر الجیلاتین هو الکولاجین الذی تحول بالمعالجة الی الجیلاتین" یعنی جلاٹین کی اصل وہ کولاجن ہے جسے مختلف تدابیر اختیار کر کے جلاٹین میں تبدیل کیا جاتا ہے، کولاجن (جو جلاٹین کا اصل ہے) خنزیر سے حاصل ہوتا ہے، تاہم یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جلاٹین کی فزیکل اور کیمیکل خصوصیات اپنی اصل کولاجن سے مختلف ہوا کرتی ہیں (احکام الاطعمۃ، ۳۰۸)۔

ڈاکٹر احمد علی صاحب کی تحریر ہو یا صاحب احکام الاطعمۃ کی تصریحات، ان کی روشنی میں جلاٹین کے بارے میں تحقیقی طور پر ہمارے لئے حکم لگانا مشکل ہے کہ آیا یہ جلد خنزیر کا

انقلاب ماہیت ہو چکا ہے یا نہیں۔

جلاٹین کی ذات اگر جلد خنزیر ہی ہے اور اس میں جو کچھ تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ صرف وصف کی تبدیلی ہو تو اس صورت میں جلاٹین کی نجاست وحرمت میں کوئی کلام نہیں۔

اور اگر واقعۃً جلاٹین کی صورت میں جلد خنزیر اور عظم خنزیر کی حقیقت ایک دوسری حقیقت میں متبدل ہو چکی ہے جیسا کہ کان نمک میں گر کر خنزیر کا حال ہوتا ہے تو اس صورت میں حنفی مسلک کی روشنی میں عدم حرمت وعدم نجاست کا حکم لگے گا اور پھر اس کے استعمال میں کسی طرح کا کوئی کلام نہیں ہوگا۔ بحث کا خاتمہ مفتی محمد تقی عثمانی کے جواب سے کیا جا رہا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگا (فقہی مقالات ۱؍ ۵۵۲)۔

انقلاب ماہیت

ڈاکٹر مولانا سلطان احمد اصلاحی ☆

۱- معمولی تبدیلیوں کے باوجود جب تک کوئی چیز اپنی معروف خصوصیات کے ساتھ باقی رہتی رہے اور اس کی اپنے معروف نام سے شناخت ہوتی رہے، کہا جائے گا کہ وہ اپنی اصل حالت پر قائم ہے اور اس کا قلب ماہیت نہیں ہوا ہے۔

۲- کسی شی کے اندر انقلاب ماہیت کے تحقق کے لئے بنیادی اور جوہری تبدیلی ضروری ہے، اس کے لحاظ سے اس کے رنگ، صورت اور کیفیت یعنی اس کے مزہ، بو اور خاصیت ہر چیز بدل جانا ضروری ہے، اس کے بعد ہی اس کے اوپر انقلاب ماہیت کا اطلاق ہوسکے گا اور اس سے متعلق احکام اس پر مرتب ہوسکیں گے۔

۳- تبدیلی اگر اس درجہ کی ہے جس سے نام اور خاصیت تبدیل ہوجاتی ہے جیسے کہ شیرہ سے خمر اور شراب سے سرکہ تو اس پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق ہوجائے گا، کچھ کیفیات اور خصوصیت کے برقرار رہنے سے اس میں فرق نہیں ہوگا جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں ان کی برقراری سے ان کا الگ نام اور الگ حکم قائم ہوجاتا ہے۔

۴- اصولی طور پر انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس اور غیر نجس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، ماہیت اتفاقاً اور ارادی اور خلاف ارادی کی بات الگ ہے، مثلاً گنے کی ہری لکڑی کی جو ازی کی

☆ ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ۔

حد تک دونوں کا حکم ایک ہی جیسا ہوگا۔

۵- فقیہ کی دلچسپی صرف اس سے ہے کہ کسی شئی کی ماہیت تبدیل ہو جائے، یہ تبدیلی جس طریقے سے بھی ہو اس کے لئے سب کامیابی ہے، ترقی کے اس دور میں کیمیاوی، غیر کیمیاوی اس کے تحت نئے طریقے ہو سکتے ہیں، مفتی اور فقیہ کے لئے اس کی تفصیلات طے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶- اس نمبر کی تمام مثالیں قلب ماہیت کے دائرہ میں آتی ہیں اور ان سب پر اس کا اطلاق ہوگا اور بدلی ہوئی صورت پر بدلے ہوئے احکام کا نفاذ ہوگا، کیمیاوی عمل سے گندے پانی کو صاف کر دیا جائے تو وہ طاہر مطہر ہوگا، اور جواز کی حد تک اس کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

۷- ہاں استہلاک بھی قلب ماہیت کے حکم میں ہے، الکحل اس کی سب سے عام اور معروف مثال ہے، اس تبدیلی کے بعد اس کا حکم شراب سے مختلف ہوگا، جواز کی حد تک الکحل آمیز انگریزی دواؤں کے استعمال میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کا کوئی متبادل دریافت نہیں ہوتا ہے، یہ اضطرار کی کیفیت ہے، انقلاب ماہیت کی وجہ سے اس میں مزید اس وسعت کی راہ پیدا ہوتی ہے۔

۸- اس نمبر کی تمام مثالیں قلب ماہیت کے دائرے میں آتی ہیں، اور ایسے صابن، بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کا استعمال جائز ہے، قرآن شریف میں حرمت صرف خنزیر کے گوشت کی ہے "ولحم الخنزیر" (المائدہ: ۳) "أو لحم خنزیر فإنہ رجس" (الانعام: ۱۴۵) صاحب ہدایہ نے اس آیت کریمہ کے حوالہ سے "فإنہ رجس" میں "ہ" ضمیر کے مرجع کو بجائے "لحم" کے "خنزیر" کی طرف راجع کر کے اس سے اس کے نجس العین ہونے کے نکتے کو ابھارا ہے، لیکن حواشی میں اس کے برعکس رائے بھی دی گئی ہے کہ اس ضمیر کا مرجع "لحم" کو قرار دینا زیادہ مناسب اور مقصود سے قریب تر ہے "على أن الخنزير وإن كان قريباً لكن اللحم مقصود بالذكر وعود الضمير إلى المقصور أحق" اگرچہ اس موقع پر خنزیر کے گوشت سے بحث کر

ہدایت کے باوجود اس کی کھال کی نجاست کی صراحت ہے "کل اھاب دبغ فقد طہر الا جلد الخنزیر"
(ہدایہ ۱/ ۲۳، ۲۵، شامیہ ۱/ ...) اس کے بالوں کو بطور دھاگے کے استعمال کرنے کی گنجائش فقہ میں پہلے
سے موجود ہے (ہدایہ ۱/ ۲۵، شامیہ ۱/ بحر کے حوالے سے امام محمد کی رائے "وشعر الميتة غير الخنزير
فهو بجميع اجزائه نجس العين خلافا لمحمد في شعره (ہدایہ ۱/ ۲۵ بحوالہ بالا اس صراحت پر خنزیر کی ہڈی
کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے لیکن قیاس کہتا ہے کہ امام محمد جب اس کے بال کی طہارت کے قائل ہیں تو ہڈی ان کے
نزدیک بدرجہ اولیٰ طاہر ہوگی) ۔ جو حکم اس کے بال کا ہے وہی اس کی ہڈی کا ہے یا ہونا چاہئے، تو جب
خنزیر کے ان اجزاء کا استعمال ان کی اپنی اصل صورت میں جائز ہے تو قلب ماہیت کی صورت
میں بدرجہ اولیٰ یہ جائز ہوگا، قلب ماہیت کے ذریعہ دوسرے مرداروں کی چربی کی طرح خنزیر کی
چربی کا معاملہ بھی ان سے مختلف نہیں ہے، اس لئے ماہیت کی تبدیلی کے بعد محولہ مثالوں کے
استعمال کے جواز میں کلام نہیں ہو سکتا ہے، لیکن امت مسلمہ اور عالم اسلام کے اندر اتنی سکت آگئی
اور ان کے یہاں سائنس اور ٹکنالوجی کی اتنی ترقی ہو گئی ہے کہ وہ محرمات سے بچتے ہوئے حلال اور
طیب اشیاء سے ضرورت کے استعمال کی ان چیزوں کو تیار کریں اور نہ صرف اپنے علاقوں
اور ممالک میں بلکہ ہندوستان، چین اور امریکہ اور یورپ جیسے ملکوں میں بھی ان حلال اور طیب
چیزوں کو اتنی فراوانی سے دستیاب ہونی چاہئے کہ کم سے کم مسلمانوں کو صریح حرمت تو کجا بھی
مکروہ، خلاف احتیاط اور خلاف اولیٰ چیزوں کے استعمال کی مجبوری نہ رہے، صابن لپ اسٹک اور
ٹوتھ پیسٹ جس میں سور کی چربی اور ہڈی کی آمیزش کی صراحت ہو، اس سے بچنا اولیٰ ہے۔

۹- ماہیت کی تبدیلی کے بعد مذبوح جانوروں کا خون دواؤں میں استعمال ہو سکتا ہے۔

حلال جانوروں کے دوسرے اجزاء ہڈی، چمڑا، آنتیں، غیر مذبوح ہونے کی صورت میں جب
انہیں اپنی اصل صورت میں استعمال کیا جا سکتا ہے تو بعد از قلب ماہیت ان کے استعمال میں کیا
تردد ہو سکتا ہے، حلال جانوروں کے غیر مذبوح ہونے کی صورت میں ان کی ہڈی اور بعد از دباغت

یا قلب ماہیت ان کا چمڑا دواؤں میں استعمال ہوسکتا ہے، مذبوح جانوروں کو حلال نہ بھی ہو جب بھی قلب ماہیت کے بعد جواز کی حد تک دواؤں میں اس کے مختلف اجزاء کے استعمال میں کوئی تردد نہیں ہے، گوکہ یہ خلاف احتیاط ہو اور اس سے بچنا مناسب ہو، خنزیر کی صراحت کی صورت میں اس سے احتیاط مزید نہیں ہے۔

۱۰- جلاٹین (جناب ڈاکٹر اصغر علی صاحب کے مواد کی روشنی میں) استحالہ یا قلب ماہیت کی انتہائی ترقی یافتہ صورت ہے، اور بشمول اجزاء خنزیر اس کے استعمال کے جواز میں شبہ نہیں ہوسکتا ہے (جلاٹین کی صورت میں قلب ماہیت کے بعد اگرچہ خنزیر کی کھال کا استعمال جواز کے دائرے میں آجاتا ہے لیکن اوپر دیافت کے باوجود اس کے چمڑے کی نجاست کی صراحت کی صورت میں یہ کراہت سے خالی نہیں، اس لئے اس سے بچنا ہی اولیٰ اور بہتر ہے)، لیکن مسلمان امت کو اب اس کا متبادل پیش کرنا چاہئے جس میں خنزیر وغیرہ کے محرمات سے بچا جا سکے، جیسا کہ اوپر نمبر ۸ کے تحت اس کی تفصیل کی گئی ہے، اس کی تبلیغ و تلقین میں علماء و فقہاء امت کے ساتھ امت داعیان کرام اور مصلحین و عمائدین کو بھی میدان میں آنا چاہئے۔

قلب ماہیت

مولانا مفتی شبیر علی گجراتی ☆

استحالہ کی چند شکلیں بحوالہ عالمگیری:

۱- تخلل الخمر في خابية جديدة طهرت بالاتفاق كذا في القنية۔

۲- الخبز الذي عجن في الخمر لا يطهر بالغسل ويصب فيه الخل۔

لیکن درج ذیل صورتوں میں استحالہ شرعی نہ پائے جانے کی وجہ سے طہارت و حلت کا حکم نہیں لگایا گیا۔

ناپاک تیل سے اگر صابن بنایا جائے وہ انقلاب عین کی وجہ سے مفتی بہ قول کے مطابق پاک ہو جاتا ہے بعض مشائخ نے اسی پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا:

"وكذا في الدبس المطبوخ إذا كان زبيبه متنجسا ولا سيما أن الفأر يدخله فيبول ويبعر فيه وقد يموت فيه"۔

☆ استاذ حدیث دار العلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات۔

انقلاب ماہیت و حقیقت

مفتی ذاکر حسین نعمانی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے زندہ رہنے کے لئے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں، جو چیزیں انسان کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے فائدہ مند تھیں ان کا استعمال بطور غذا یا دوا کے جائز قرار دے دیا اور جو چیزیں انسانوں کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے مضر تھیں ان کے استعمال سے روک دیا، حرام کی دو قسمیں ہیں۔ جو لذاتہ حرام ہیں جیسے خنزیر اور مردار وغیرہ ان کے استعمال میں جسم اور روح دونوں کا نقصان ہے، ایک وہ حرام ہے جو لعینہ حرام نہ ہو بلکہ ملک الغیر ہونے کی وجہ سے حرام ہو مثلاً کسی کی مرغی بلا اجازت کھانا، اس میں اگرچہ جسم کا فائدہ ہے لیکن روح کا نقصان ہے۔

حلال اور جائز اشیاء کا استعمال

پھر ان حلال، پاک اور جائز اشیاء کا استعمال کبھی اپنی شکل میں ہوتا ہے، کبھی شکل بدل جاتی ہے، یہ تبدیلی کبھی کسی شی کے اختلاط کی وجہ سے ہوتی ہے، اختلاط کبھی حلال اور حرام اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی پاک اشیاء کا، اختلاط سے کبھی اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے، کبھی نہیں بدلتی۔ اختلاط کی وجہ سے کبھی اشیاء و اجزاءِ مختلطہ کا نام بھی بدل جاتا ہے، کسی شی کی حقیقت کبھی مبدول

☆ جامعہ عثمانیہ پشاور (پاکستان)۔

عمل سے بدلتی ہے۔ جیسے انگور کے شیرہ سے شراب بنانا یا شراب سے سرکہ بنانا، کبھی فطری تبدیلی ہوتی ہے جیسے نطفہ سے مضغہ، علقہ اور انسان کا بننا ہے، نطفہ پلید ہے اور انسان پاک ہے۔ پھلوں اور سبزیوں اور اناجوں کے کھیت کو گندے نالوں کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ فصلوں کو خوب بارآور کرنے کے لئے گوبر اور مینگنیوں کی کھاد ڈالی جاتی ہے پھر پانی سے سیراب کرتے ہیں، گندہ پانی دیکھا جائے تو پلید ہے، لیکن یہ پانی قدرتی طور پر فلٹر ہو کر صاف پانی بن کے اگنے والے درخت کے ہر جز کا حصہ بنتا ہے۔

اناج، سبزی اور پھل میں گندگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ضروری نہیں کہ ہر مصنوعی عمل سے کسی چیز میں تبدیلی آکر اس کی حقیقت بدل جائے۔ فطری تبدیلی پر قیاس صحیح نہیں، اس لئے کہ فطری تبدیلی میں اللہ کی قدرت استعمال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح نئی چیز پیدا کرنے پر قادر ہیں اسی طرح کسی شئی کی حقیقت کو بدل بھی سکتے ہیں۔ مثلاً گوشت سے پتھر بنا دیں۔ لیکن مصنوعی طریقہ میں بندہ کی ہنرمندی کا دخل ہوتا ہے، بندہ صرف اسباب کو استعمال کرتا ہے، ان کے ذریعے کبھی کسی شئی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی، بندہ کو کسی شئی کی حقیقت بالکل بدل دینے پر قدرت حاصل نہیں۔

اختلاط اشیاء اور اس کے حکم سے قبل یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ حرام اور پلید اشیاء کی تین قسمیں ہیں

۱- کسی چیز کا بالذات پلید اور حرام ہونا اس کی پلیدی اور حرمت میں کسی خارجی شئی اور عمل کا دخل نہیں ہوتا۔ اس میں ضروری نہیں کہ ذات کی پلیدی کی وجہ سے کچھ ایسے اوصاف بھی ہوں جن کی وجہ سے پلیدی کا حکم لگ جائے اگر وہ اوصاف نہ ہوں تو پلیدی اور حرمت کا حکم نہ لگے۔ مثلاً خنزیر اور اس کا گوشت، مردار جانور اور خنزیر کا گوشت اپنی ذات کے اعتبار سے پلید ہے، ان کے گوشت میں اوصاف کا اعتبار نہیں کہ رنگ، بو اور ذائقہ کا لحاظ رکھا جائے۔ اگر قصائی

کے تخت پر خنزیر، کتے، مردار اور حلال جانور کا گوشت رکھا ہوئے تو تخت پر پڑے ہوئے مختلف اقسام کے گوشت میں ناواقف آدمی فرق نہیں کر سکتا کہ کون سا گوشت حلال ہے کون سا حرام ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض بدبخت قسم کے قصائی لوگوں کے ہاتھ حرام اور مردار گوشت فروخت کر کے کھلاتے ہیں، کھاتے وقت ناواقف لوگ محسوس نہیں کر سکتے ہیں، یہ گوشت حرام ہے، البتہ جس شخص کو علم ہوگا وہ کہے گا کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے۔ یہ حرام ہے اور یہ حلال۔ حاصل یہ نکلا کہ بعض اشیاء جو ذات کے اعتبار سے پلید اور حرام ہوں ان کی حرمت کی نجاست یا حواس خمسہ سے معلوم نہیں کی جاتی جب تک اس وقطعی طریقے سے معلوم نہ ہو کہ یہ خنزیر اور مردار کا گوشت ہے۔ اس قسم کی پلیدی اور حرمت اکثر جامد اور ٹھوس اشیاء میں ہوتی ہے۔

۲- دوسری قسم کی پلیدی اور حرام شئی سیال چیز ہے جس کو مائع liquid کہتے ہیں۔ یعنی بہنے والی چیز، اس کی دو قسمیں ہیں: ذات (عین) اور اوصاف کے لحاظ سے پلید اور حرام۔ یہ سیال چیز بھی دراصل ذات اور عین کے لحاظ سے حرام ہوتی ہیں، لیکن اوصاف صرف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ فلاں حرام بہنے والی چیز ہے۔ یہ اوصاف جہاں پائے جائیں فوراً اس کا نام اور حکم سامنے آجاتا ہے مثلاً پیشاب سفید اور بھوسے (تبن) کے رنگ کی طرح ہوتا ہے اور انتہائی ناقابل برداشت گندی بدبو ہوتی ہے۔ ہر آدمی بدبو سونگھ کر جان لیتا ہے کہ پیشاب ہے، منی کا رنگ سفید ہوتا ہے، بو کیلے کی طرح ہوتی ہے۔ گاڑھا پن ہوتا ہے، خون سرخ ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کی بو رکھتا ہے، پیپ زرد اور گاڑھی ہوتی ہے کبھی سفید ہوتی ہے ان مذکورہ سیال پلیدیوں کے اپنے اپنے اوصاف ہیں جن کا احساس کر کے ہر شخص اس کو جان لیتا ہے کہ خون ہے پلید ہے، منی ہے پلید ہے اور پیشاب ہے پلید ہے۔

مذکورہ سیال مادے کسی خارجی عمل کی وجہ سے پلید نہیں ہوتے بلکہ اپنی فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے پلید اور حرام ہیں۔

۳- ناپاک اشیاء کی دوسری قسم اور حرام کی تیسری قسم وہ ہے جو اپنی ذات، فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے حرام نہیں بلکہ کسی خارجی عمل اختیاری یا غیر اختیاری کی وجہ سے اس میں کچھ اوصاف ایسے پیدا ہو جائیں جس کی وجہ سے اس پر پلیدی اور حرمت کا حکم لگ جاتا ہے، مثلاً شراب کی مختلف اقسام اور پلید پانی جو انگور، کھجور، شہد، شیرہ، جو، مکئی اور گنے سے بنائی جاتی ہے یہ شراب اصل کے اعتبار سے پاک ہے مثلاً انگور، کھجور اور گنے کا شیرہ، ان میں مصنوعی عمل کے ساتھ سکر کا وصف پیدا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان شرابوں کا استعمال حرام ہو جاتا ہے، اسی طرح جیسے پانی اصل کے اعتبار سے طاہر اور مطہر ہے لیکن کبھی اس میں گندگی گر جاتی ہے یا ملائی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ پانی پلید ہو جاتا ہے۔ گندگی ملنے سے کبھی تو پانی کے اوصاف، رنگ، بو اور ذائقہ بدل جاتے ہیں، جیسے تھوڑے سے پانی میں زیادہ خون مل جائے یا کتا کا پیشاب، پاخانہ، کبھی پلیدی کی ملاوٹ سے پانی کے اوصاف نہیں بدلتے لیکن پانی اپنی قلت کی وجہ سے اس گندگی کا تحمل نہیں کر سکتا ہے اور پلید ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک گھڑا پانی میں چند قطرے پیشاب کے ڈال دینے سے گھڑے کا پانی پلید ہو جائے گا۔ حالانکہ پانی کی حرمت اور پلیدی معلوم کرنے کے لئے قطعی علم یا کسی خبر دینے والے کی ضرورت ہے ورنہ ناواقف آدمی اس پلید پانی کی حرمت معلوم نہیں کر سکتا۔

اور اگر پانی کثیر ہے تو گندگی ملنے سے پلید نہیں ہوتا جب تک گندگی کا اثر جاری پانی میں ظاہر نہ ہو، اسی وجہ سے شہروں میں بہنے والے تمام گندے نالوں کا پانی پلید ہے کیونکہ ان پانیوں میں گندگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اگر پانی میں ملنے والی کوئی پاک غیر چیز ہے جیسے صابن اور زعفران وغیرہ تو اس طرح پانی پلید نہیں ہوتا، البتہ وضو کے جواز کے لئے پانی کی طبیعت (رقت اور سیلان) کا بقا ضروری ہے۔

اگر پانی کی طبیعت یعنی رقت و سیلان باقی نہیں رہا تو اس طرح والے پانی سے وضو

جائز نہیں۔ اور اگر پانی میں ملنے والا مائع ایسا ہے جس کا کوئی وصف نہیں جیسے عرق گلاب جس کی کوئی خوشبو باقی نہ رہی ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہوگا یعنی وزن کے۔ صاف پانی کے ساتھ ماء مستعمل مل جائے تو پھر بھی اس کا یہی حکم ہوگا، مثلاً ایک کلو صاف پانی ہے اور اس کے ساتھ دو کلو ماء مستعمل ملا دیا جائے تو اس پانی کے ساتھ وضو ناجائز ہے۔ اگر کوئی دو وصف والا مائع مثلاً دودھ پانی کے ساتھ مل جائے اور اس کا کوئی ایک وصف پانی میں ظاہر ہو جائے تو اس پانی سے وضو جائز نہیں ہوگا دودھ والے پانی کو کوئی پانی کہتا ہے۔ مثلاً دودھ کی سفیدی پانی میں آجائے۔ خربوزہ میں مزہ اور رنگ ہوتا ہے مگر بو اس میں بہت ہلکی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور اگر خربوزے والے پانی کے تینوں اوصاف میں دو وصف پانی میں ظاہر ہو گئے تو پانی سے وضو جائز نہ ہوگا۔ جیسا کہ سرکہ۔

تشریح بالا سے چند چیزوں کا حکم معلوم کرنا آسان ہے۔ مثلاً شوربا اور یخنی کہ گائے، بھینس یا مرغی کے گوشت میں پانی ڈال کر ابالیں تو اس پانی میں گوشت کا رنگ اور ذائقہ آجائے گا اور اس پانی کا نام اب شوربا اور یخنی ہے اب یہ شوربا مطلق پانی نہیں بلکہ مقید پانی ہے لہذا اس شوربے کے ساتھ وضو جائز نہیں اگرچہ اس میں پانی کے اجزاء وافر مقدار میں موجود ہیں۔

وہ پلید مائع جو کسی معنوی وصف کی وجہ سے پلید ہو تو اس میں تبدیلی آسان ہوتی ہے مثلاً شراب میں اصلی اور فطری پلیدی نہیں ہوتی بلکہ خارجی عمل کی وجہ سے اس میں معنوی وصف سکر پیدا ہو جاتا ہے۔ شراب کے استعمال سے اس وصف کی وجہ سے انسان مدہوش ہو جاتا ہے۔ لیکن شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنا بڑا آسان ہے۔ شراب میں نمک ڈال دیں تو معنوی وصف سکر ختم ہو کر یہی حرام شراب جائز سرکہ میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس لئے کہ شراب سے حرمت کا وصف بالکل ختم ہو گیا ہے اور شراب کا سرکہ میں تبدیل ہونا حقیقی تبدیلی ہے۔ شوربے کے ساتھ وضو ناجائز ہے لیکن اگر اس میں پانی ملتے جائیں یہاں تک کہ شوربے کے اثرات ختم ہو جائیں اور پانی کے اوصاف نمایاں ہو جائیں تو یہ شوربے میں تبدیلی ہوگی۔ اب اس کے ساتھ وضو جائز ہوگا۔

جائے تو استحلاک عین ہے۔

نمک کی کان میں گدھے کے اجزاء بالکل باقی نہیں رہتے، نمک کا غلبہ اور اثرات ایسے ہیں کہ گدھے کے اجزاء کے اثرات بالکل محسوس نہیں ہوتے، بڑی کان میں ایک گدھا کیا بے شمار حلال اور حرام جانور مر کر گل سڑ جاتے ہیں۔ گدھے کی مثال تو اس لئے دی ہے کہ گدھے پر نمک کے ڈلے لاد کر لائے جاتے ہیں گدھا نمک کی بڑی کان کو پلید نہیں کر سکتا۔ جس طرح تھوڑی گندگی جاری پانی کو پلید نہیں کر سکتی۔ رہی الکحل ملی دوائیاں تو ان میں شراب اور دیگر ادویات کے اجزاء شامل ہوتے ہیں، ان اجزاء کے اختلاط سے استحلاک عین نہیں ہوتا، بلکہ دوا تو اس لئے بنائی جاتی ہے کہ ہر جز کا اثر موجود ہو اور وہ مریض کے بدن میں داخل ہو کر اپنا اثر دکھائے۔ شراب اس لئے ملائی جاتی ہے کہ دوا دیر پا رہے، جلدی زہریلے اثرات پیدا نہ ہوں، جلدی خراب نہ ہوں۔ الکحل کا اثر ختم نہیں ہوتا بلکہ الکحل ان اجزاء کے اثرات کو باقی رکھنے کیلئے خود باقی ہے۔ میری تحقیق کے مطابق ان دواؤں میں انگور اور کھجور کی شراب نہیں ملائی جاتی بلکہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی شراب ہوتی ہے خاص کر گنے کی شراب۔

اگر یہ الکحل انگور اور شراب اور کھجور سے بنائی گئی ہو تو ایسی شراب کا استعمال اتنی مقدار میں جائز ہے کہ نشہ پیدا نہ کرے اور اگر ادویات کی الکحل انگور اور شراب کی ہے تو صرف ضرورت کے تحت بطور دوا اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔

ابن نجیم فرماتے ہیں: "الاستشفاء بالحرام یجوز اذا علم ان فیه شفاء ولم یعلم دواء آخر" (البحر الرائق ۱/ ۱۲۰)۔

بعض مخصوص چیزوں کے اختلاط کے بعد ضروری نہیں کہ قلب ماہیت ہو بلکہ اختلاط ہوتا ہی اس لئے ہے کہ ان کے اثرات باقی ہوتے ہیں جیسے صابن، لپ اسٹک، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے بنانے میں چربی استعمال ہوتی ہے، چربی کبھی حلال جانور اور کبھی مردار اور خنزیر کی ہوتی ہے۔

انقلاب ماہیت

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

شریعت اسلامی کی مختلف خصوصیات میں سے ایک خصوصیت امتیازی یہ بھی ہے کہ اس نے "یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث" کا واضح اصول مرتب کیا ہے، جب تک کوئی چیز خباثت میں سے ہے وہ ناپاک اور نجس ہے، شریعت نے اس کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ دوسری حیوانات اور حلال اشیاء میں ان سے نظافت کا سامان رکھا ہے، اگر کوئی چیز نجس اور ناپاک ہے تو فطرت سلیمہ اور صحیح عقل بھی اس سے دور رہنے کا تقاضہ کرتی ہے، مولانا انور شاہ کشمیری نے اس بارے میں بڑے پتے کی بات کہی ہے جس سے شریعت اسلامی کا مزاج واضح ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں: "واعلم أن في الحديث بما لا يوجد في الفقه وهو أن الشارع إذا يحكم على شيء بالنجاسة لا يحب المعاملة معه والملابسة به ويأمر بالاجتناب والتحرز عنه وإذا حكم على شيء بكونه نجساً أمر بالتحرز عنه ونهى عن قربانه فعلم أن الاجتناب والتحرز من لوازم النجس والرجس" (فیض الباری ۱ / ۲۶۱)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ نجاست کے نجس ہوتے ہوئے، خباثت کے خبائث رہتے ہوئے، اس کا استعمال تو درکنار اس کے قریب جانا بھی شریعت کی رو سے درست نہیں۔

☆ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

ہوئے ہوں؟

اس بارے میں متعین طور پر اشیاء کے عناصر متعین کرنا مشکل ہے، البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ سابق حقیقت بالکل ختم ہو جائے اور دوسری حقیقت وجود میں آ جائے تو حقیقت و ماہیت کا بدلا جانا کہا جائے گا، ورنہ محض تغیرات سے ماہیت وحقیقت کا بدلنا نہیں کہا جائے گا، مفتی نظام الدین صاحب نے اس ذیل میں فرمایا ہے: قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت یا ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام، نہ اس کی صورت وکیفیت، نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ چیز نئی بن جائے، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات بھی دوسری، امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۱، ۲۷)۔

۲- دوسرا سوال جس میں یہ کہا گیا ہے کہ انقلاب ماہیت کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کے لئے کسی شی کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، کیا شیٔ کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے یا بعض کا کافی ہے؟ اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شیٔ کے بنیادی عناصر بدل جانے ہی سے انقلاب ماہیت اور تحویل عین کا اطلاق ہوگا، بالفاظ دیگر شی کی سابق حقیقت ختم ہو جائے اور دوسری حقیقت وجود میں آ جائے تب انقلاب ماہیت کہلائے گا۔

اس بارے میں مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ نے اپنی کتاب نظام الفتاوی میں بڑی اچھی تشریح کی ہے، میں مسئلہ کی وضاحت کے لئے انہی کی عبارت کو نقل کر رہا ہوں، مولانا مرحوم فرماتے ہیں: ''قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت یا ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام، نہ اس کی صورت وکیفیت...'' (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۱، ۲۷)۔

مولانا موصوف کی مذکورہ بالا عبارت سے بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے، اس

سے اس میں زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳- شی کے جوہری عناصر ختم ہو جانے، نام بدل جانے اور محسوس علامات میں بھی تبدیلی آجانے کے بعد جو دو صورتیں ہو سکتی ہیں ان میں انقلاب ماہیت کا اطلاق اسی صورت پر ہوگا جس میں سابق شی کا کوئی اثر اور خاصیت وعلامت باقی نہ رہے۔

رہی دوسری صورت جس میں کہ نئی پیدا ہونے والی شی اپنی اصل سے جزوی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے اس پر انقلاب ماہیت کا اطلاق نہیں ہوگا اور نہ وہی حکم لگایا جائے گا۔

۴- اشیاء کے نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان بعض فقہاء کی تصریحات سے فرق معلوم ہوتا ہے، دونوں کے احکام یکساں نہیں ہیں، بلکہ فرق ضرور ہے۔ آگے جواب نمبر ۶ کی تفصیلات سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب تو بہت ہو سکتے ہیں، جن کو فقہاء نے بیان کیا ہے اور بیان کیے جا سکتے ہیں، لیکن میرے ناقص خیال میں اس بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ کن اسباب کو استعمال کیا جائے کہ ماہیت بدل جائے، کیونکہ اولاً تو حرام اشیاء کی ماہیت بدل کر حلال بنانے کا جذبہ ہی بہتر نہیں ہے۔ صحیح روایت میں یہ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم لوگ خمر کا سرکہ بنا لیں تو آپ ﷺ نے منع فرمایا، اس روایت کی تخریج امام مسلم اور ترمذی دونوں نے کی ہے، ترمذی نے اس کو صحیح حسن قرار دیا ہے، ان کے علاوہ امام احمد اور دارقطنی نے بھی اس کو نقل کیا ہے (ملاحظہ ہو: [illegible] باب [illegible])۔

مذکورہ بالا روایت کی روشنی میں یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ حرام اشیاء کی ماہیت بدل کر حلال بنانے کے اسباب تلاش کرنا شریعت اسلامی میں کوئی مستحسن کام نہیں، ہاں اگر کوئی شی خود بخود بدل جائے اور اس میں قصد وارادہ کو کوئی دخل نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، یا قصد

ماہیت بدلنے کی کوشش کرنا اور اس کے اسباب تلاش کرنا شریعت اسلامی کی روح سے میل نہیں کھاتا، اگرچہ اس کو ناجائز قرار دیا جاسکتا، لیکن کم از کم بہتر نہیں ہے۔

۶- سوال نامہ میں سوال نمبر ۶ کا تعلق کسی چیز کو فلٹر یا کشید کرنے سے ہے، اس جدید طریقہ سے صفائی ضرور حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر واضح رہنا چاہئے کہ اگر یہ عمل کسی پاک چیز میں ناپاکی مل جانے کے بعد اس کو صاف کرنے کے لئے کیا جارہا ہے، مثلاً مائعات کو صاف کرنے کے لئے کیا جارہا ہے، تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے جیسا کہ شیخ عبدالرحمن الجزیری کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے: " أما المائعات المتنجسة كالزيت والسمن فإنها تطهر بصب الماء عليها و رفعه عنها ثلاثاً، أو توضع في إناء مثقوب ثم يصب عليه الماء فيعلو الدهن و يحرّكه ثم يفتح الثقب إلى أن يذهب الماء و هذا إذا كان مائعاً" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱؍ ۳)۔

اور اگر کسی نجس العین مثلاً پیشاب وغیرہ کو فلٹر کیا جائے اور اس عمل کے ذریعہ اس کے گندے اجزاء کو دور کیا جائے تو صاف ہونے کے بعد بھی جائز نہیں، اسی طرح حرام ہے جس طرح پہلے تھا، کیوں کہ نجس العین تمام اجزاء نجس ہوتا ہے، کچھ اجزاء کو نکالنے سے وہ پاک نہیں ہوگا، اس مسئلہ کے لئے مفتی مولانا نظام الدین کا فتوی ملاحظہ ہو (منتخبات نظام الفتاوی ۱؍ ۳۱)۔

یہی حکم تمام نجس العین اشیاء کا ہوگا، جانوروں میں ماکول وغیر ماکول کے درمیان جو اختلاف ہے وہ یہاں بھی باقی رہے گا، کیوں کہ اس عمل کے ذریعہ قلب ماہیت نہیں پائی جاتی ہے، اور نہ یہ عمل قلب ماہیت واستحالہ کے ذیل میں آتا ہے۔

۷- سوال یہ ہے کہ وہ دوائیں جن میں الکحل ملا ہوا ہوتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر پاک اشیاء میں کوئی حرام چیز ملی ہوئی ہو مثلاً شراب وغیرہ مل جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور یہ قلب ماہیت ہے یا نہیں؟ جہاں تک الکحل وغیرہ ملی ہوئی دواؤں کا تعلق ہے تو اس کے لئے

چونکہ ایک ضرورت ہے اور پھر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گنجائش ہے کہ انگور اور کھجور سے بنی ہوئی شراب کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب بطور دواء یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس سے سکر نہ ہو، معلوم ہوا کہ دواؤں میں اگر ان دو چیزوں کے سوا دوسری کوئی اور الکحل ملا ہوا ہو تو امام صاحب کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے ضرورت کی وجہ سے جائز ہے، مگر پھر بھی یہ جواز بطور فتوے کے ہو، اجتناب بطور تقوے کے ہوگا۔

دوسری طرف یہ کہ دواؤں میں جو الکحل ہوتا ہے اس کی اکثر مقدار کھجور اور انگور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چھوارا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ اور جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے، اور جب یہ چیزیں ایک ساتھ مل کر غیر متمیز ہو جاتی ہیں تو اگرچہ قلب ماہیت نہیں ہے، مگر "اختلاط استہلاک" کے مطابق اس پر سابق حکم باقی نہیں رہے گا۔

۸، ۹ - جانوروں کی چربی یا ان کا خون یا ہڈیوں کا پاؤڈر کسی چیز میں ملا کر استعمال کرنا یہ قلب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ سابق عناصر نے اپنی حقیقت نہیں بدلی، بلکہ صرف خلط پایا گیا، اور خلط قلب ماہیت میں نہیں داخل ہوتا ہے، قلب ماہیت کے لئے تغیر عین و تغیر اوصاف دونوں ضروری ہیں، جہاں تک جانوروں کے اجزاء کے استعمال کی بات ہے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے:

۱- اگر جانور ماکول ہے اور شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے تو ان کے ان اجزاء کے علاوہ جن کا کھانا درست نہیں، دوسرے تمام اجزاء سے انتفاع، اس کا خارجی استعمال (مرہم، صابن وغیرہ کی شکل میں لگانا) اور داخلی استعمال (کھانے میں استعمال) دونوں طرح جائز ہے۔

۲- اگر غیر ماکول اللحم نجس العین نہ ہو مگر شرعی طریقہ سے مذبوح ہو تو صرف خارجی استعمال جائز ہوگا، داخلی نہیں۔

۳- اگر شرعی طریقہ سے مذبوح نہ ہو (میتہ ہو) اس کا استعمال خواہ خارجی ہو یا داخلی

جائز نہیں۔

۴- اگر نجس العین ہے تو اس کا استعمال صرف اضطراری صورت میں ہے (جب کہ اس کے علاوہ کوئی علاج نہ ہو) اس کا استعمال جائز ہے۔

جہاں تک خون کے دواؤں میں استعمال کی بات ہے تو چونکہ خون (دم مسفوح) نجس العین ہے نجاست غلیظہ ہے اس کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اور چونکہ اس دوا کے اندر اس کے اجزاء ہیں، اس لئے وہ جائز نہیں، بلکہ اس سے اجتناب ضروری ہے، اس کی نظیر وہ جزئیہ ہے جس میں فقہاء نے شراب ملا ہوا پانی ناجائز قرار دیا ہے "یحرم بالاتفاق شرب الماء الممزوج بالخمر لما فیه من ذرات الخمر و یعزر الشارب و یجب الحد إن كان الخمر أكثر من الماء" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳ / ۵۶)۔

اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی مغلوبیت یا غیر مغلوبیت بالفاظ دیگر خمر کی قلت و کثرت کا بھی اعتبار نہیں، اسی طرح وہ دوا جس میں خون ملا ہوا ہے وہ جائز نہیں، الا یہ کہ اضطراری حالت ہو۔

۱۰- دسواں سوال جلاٹین سے متعلق ہے، اس کے اندر یہ ہوتا ہے کہ کسی جانور کا چمڑا یا ہڈی بشمول خنزیر، مردار و ذبیحہ کے امتیاز کے بغیر صاف کر کے اس کو گلا کر کھانے کی چیزیں تیار کرتے ہیں، اس سلسلہ میں مولانا تقی عثمانی کا ایک فتویٰ شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی ماہیت و حقیقت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہے، تو اس صورت میں اس کی نجاست کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی، تو پھر وہ عنصر نجس و حرام ہے، جس چیز میں یہ شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگی (فقہی مقالات ۱/ ۵۵، از مولانا تقی عثمانی)۔

جلاٹین بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ انقلاب ماہیت نہیں ہوتا، کیونکہ اصل شکل میں چمڑے کی حقیقت معدوم نہیں ہوتی، بلکہ اس کی شکل بدل جاتی ہے، اس کے جوہری

سب کا بدل جانا ضروری ہے یعنی کلی الوجوہ جمیع عناصر سابقہ سے اختلاف کے بعد ہی تبدیلی عین کا
حکم لگایا جا سکے گا۔ شئی کے بعض اثر کو باقی رہتا یعنی وہ اپنی حقیقت پر باقی رہتا سمجھا جائے گا، جس کی
وجہ سے تبدیل حکم کے لئے کافی نہ ہوگا۔ بالخصوص موجودہ صورت حال میں جہاں نجاست سے طہارت کی
طرف انتقال کی صورت ہو۔ علامہ شامی فرماتے ہیں "پکائے ہوئے گاڑھے شیرہ میں انقلاب
حقیقت نہیں ہے، اس لئے کہ وہ رس ہے پکنے کی وجہ سے جم گیا ہے، اسی طرح تل جب اس کو
پیس دیا جائے اور اس کا تیل اس کے اجزاء کے ساتھ مل جائے تو اس میں صرف وصف کا تغیر
ہے، جیسے دودھ کا پنیر ہو جانا، روٹیوں کا آٹا ہو جانا وغیرہ، برخلاف خمر کے جب وہ سرکہ ہو جائے
اور گدھے کے جب وہ نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، اس لئے کہ یہ سب ایک حقیقت
سے دوسری حقیقت کی طرف چلا جانا ہے نہ کہ محض کسی وصف کا بدل جانا۔ معلوم ہوا کہ تبدیلی عین
کے لئے ضروری ہے کہ عین کا کوئی اثر اور کسی طرح کا کوئی عنصر باقی نہ رہے۔ بعض اثر اور کیفیت
کے باقی رہتے ہوئے نہیں کہا جا سکتا ہے کہ حقیقت بدل چکی" (شامی ۱/ [illegible])۔

قلب ماہیت ذریعہ طہارت

قلب ماہیت کے بعد نجاست کی طہارت کا مسئلہ فقہاء کے درمیان مختلف فیہ ہے۔
حضرت امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام مالک اور احمد بن حنبل کا ایک قول یہ ہے کہ قلب ماہیت
تطہیر کا سبب ہے۔ دوسری طرف احناف میں امام ابویوسف اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ "تغیر
عین" تبدیل حکم کی جانب مفضی نہیں ہے۔ صحیح اور مفتی بہ قول اول ہے کہ انقلاب عین کے بعد
جب نجاست کا عین کلی الوجوہ اثر اور اس کی کیفیت ختم ہو جائے گی تو شئی پر ناپاکی کا حکم لگانا بلا وجہ
ہوگا۔ لہٰذا اس کو پاک کہا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں "صحیح قول یہ ہے کہ سب پاک
ہوگا جب نجاست کا کوئی اثر (مزہ، رنگ اور اس کی بو) باقی نہیں رہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے

تجزیہ ہے جس سے شئی کی حقیقت نہیں بدلتی ہے، اس عمل سے ناپاک پاک ہوجائے گا اور مباح الاصل کی گندگی دور ہوجائے گی۔ اس لئے کہ وہ اصلاً پاک تھا ناپاکی خارج سے آئی تھی۔ اور جب فلٹر کرنے سے گندگی کشید کرلی گئی تو شئی اپنی اصل پر لوٹ آئے گی نجس العین میں کشید کرنے کے عمل سے وہ پاک نہیں ہوگا، اس لئے کہ نجس العین کا ہر جز ناپاک ہے۔ اور فلٹر کرنے سے بعض اجزاء کا تجزیہ ہوا ہے، دوسرے اجزاء بدستور اس میں موجود ہیں، اس لئے نجس العین اس عمل کے باوجود ناپاک رہے گا، اس لئے کہ یہاں قلب ماہیت نہیں ہے بلکہ ماہیت کے بعض اجزاء کا اخراج ہے۔

دواؤں میں ''الکحل'' کا استعمال

موجودہ زمانے میں ایسی دواؤں کو تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہے جس میں الکحل کا استعمال نہ ہوا ہو، ان حالات میں ضروری ہے کہ ان دواؤں کا شرعی حکم تلاش کیا جائے۔ الکحل جو دراصل شراب ہے جس سے کسی شئی میں شکر کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، ظاہر ہے کہ اس کا استعمال قطعاً حرام ہے۔ مگر جب اس کو دوسرے اجزاء مختلفہ کے ساتھ ملا دیا جائے اس طرح کہ ہر شئی کی انفرادی خصوصیات ختم اور فنا ہوکر اجتماعی حالت میں ایک نئی خصوصیت اور نیا اثر پیدا ہوجائے اور ایک شئی نئی حقیقت بن جائے اور الکحل کی حقیقت اجتماعی حالت میں بالکل ختم ہوجائے، تو ظاہر ہے کہ یہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی اور ان دواؤں کے استعمال میں کسی طرح کا کوئی مضائقہ نہیں رہے گا۔ اور اگر اس خلط کے نتیجہ میں الکحل کی حقیقت نہیں بدلتی جیسا کہ سوالنامہ میں موجود ہے کہ ہر چیز اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اس کے مطابق دوا موثر ہوا کرتی ہے تو ایسی صورت میں قلب ماہیت کے تحت لانا صحیح نہیں ہوگا۔ پھر ان دواؤں کے استعمال میں وہ تفصیل ہوگی جو تداوی بالمحرم کے سلسلہ میں فقہاء نے کی ہے۔ اصلاً ان دواؤں کا

جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

جلاٹین کی جو صورت سوال میں بیان کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ خنزیر یا کسی مردار کے چمڑے یا ہڈی کو جس تدریجی، پیچیدہ تصفیہ، تشمیس، دھونے کی تدبیر، تجزیہ، کیمیاوی عمل وغیرہ کے ذریعہ شئی کی حقیقت بالکل بدل جاتی ہے۔ خنزیر یا مردار کے کسی جزء کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ جب اس کی شکل وصورت اور بنیادی عناصر (رنگ، بو اور مزہ) سب بدل جاتے ہیں تو ایسی صورت میں نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، جلاٹین کی مذکورہ صورت قلب ماہیت کے تحت آتی ہے اور اس پر قلب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا۔

امام ابن حزم لکھتے ہیں:

"وكان ما رمي فيه من الحرام قليلاً لا ريح له فيه ولا طعم ولا لون، ولا يظهر للحرام في ذلك أثر أصلا فهو حلال حينئذ" (المحلی بالآثار ۶/ ۱۰۰)۔

اگر تبدیل شدہ مخلوط چیز میں کوئی حرام ونجس جزء کی صفت وخاصیت بظاہر موجود ہے تو انقلاب عین میں داخل نہیں ہے، یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔

۴- فقہاء اسلام نے نجس العین اور غیر نجس العین اور ان دونوں کے اجزاء کا حکم یکساں نہیں قرار دیا ہے، اس لئے استحالہ عین کے بعد بھی ان دونوں کا حکم ضرور مختلف ہوگا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، بدایۃ المجتہد ۱/ ۷۶-۱۲۷)۔

۵- ہر شئی کے قلب عین کے اسباب وعوامل مختلف ہوتے ہیں، خاص کر اس مشینی و سائنسی دور میں ان اسباب کو احاطۂ علم میں لانا مشکل ہے، البتہ قلب عین کے عمل میں یہ لحاظ کرنا ضروری ہے کہ غیر شرعی طریقہ یا حرمت ونجاست کا کوئی پہلو نہ ہو۔

۶- اس سوال کی کچھ صورتیں قلب عین کے تحت آتی ہیں، مگر گندے پانی، دودھ اور ہر جامد سیال چیز کو فلٹر کرنے اور گندگی کشید کرنے سے پاک تو ہو جاتی ہے، لیکن ان کی ذات نہیں بدلتی ہے، اس لئے ان پر قلب عین کے اطلاق میں تامل ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ ذہن رہنی چاہئے کہ نجس اشیاء دو قسم کی ہوتی ہیں: ایک یہ کہ کوئی چیز خالص نجس ہو، یا اس کے تمام اجزاء نجس ہوں اس میں طاہر چیز کی آمیزش نہ ہو، دوسری قسم یہ ہے کہ طاہر وحلال چیز میں نجاست مخلوط ہو، فقہاء کے نزدیک پہلی قسم کی نجاست کو نجاست عین کہا جاتا ہے، جو تغیر وانقلاب کے باوجود نجس ہی رہے گی، جیسے بول وبراز، دوسری قسم یعنی نجاست مخلوط کو نجاست مجاورہ کہتے ہیں، جو کسی کیمیاوی عمل سے زائل ہو جاتی ہے (دیکھئے بدایۃ المجتہد ۱/ ۷۴-۱۲۸)۔

خلاصہ یہ کہ بعض حلال وطیب چیز میں مخلوط نجاست کا ازالہ کسی عمل تطہیر سے ہو جاتا ہے،

ہیں جو امراض جسمی اور حالت اضطرار میں بقدر ضرورت استعمال کی جاسکتی ہیں، عام حالات میں نہیں، بشرطیکہ طاہر وحلال دواؤں میں اس کا کوئی بدل موجود نہ ہو۔

ہمارے نزدیک وہ دوائیں جن میں الکحل کے امتزاج سے اسکاری کیفیت ظاہر، محسوس نہ ہو وہ مسکر نہیں بلکہ مسکن ہیں اور انقلاب حقیقت کے تحت آتی ہیں، دوسرے یہ کہ اکثر انگریزی دوائیں اس قسم کی ہیں جن کا بدل طاہر و پاک دواؤں میں نہیں ہے، تیسرے یہ کہ انگریزی دواؤں کا استعمال ساری دنیا میں اس قدر عام اور ضرورت بن گیا ہے جو عموم بلوی اور "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت آتا ہے، ان باتوں کے علاوہ یہاں دو مفسدوں میں سے ایک ناگزیر ہے، ایک ارتکاب نجاست کا، دوسرا مرض وعدم عافیت ہو، اعظم واضح ہے، اس صورت میں شرعی اصول کے مطابق اہون کو اختیار کیا جاتا ہے۔

ان وجوہ کی بنا پر الکحل میں تیار شدہ دواؤں کا بقدر ضرورت استعمال رفع مرض ودفع مرض کے لئے شرعا مباح و درست ہے۔

۸- تمام ائمہ دین اور علماء وفقہاء امت کے نزدیک بالاتفاق خنزیر نجس العین بجمیع اجزاء ہے، اس لئے اس کے کسی جزء کو انفرادا یا اختلاطا، اصالۃ یا استحالۃ کا استعمال کرنا بالکل جائز نہیں، خنزیر کے علاوہ مردار کی چربی اور کسی جزء کا مسئلہ ائمہ دین واہل فقہ کے درمیان مختلف فیہ اس لحاظ سے ہے کہ اس کو کھانے پینے کے علاوہ امور میں استعمال کرنا یا اس سے استفادہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں بحث کی ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ نجس روغن وغیرہ بالاتفاق محرم الاکل اور بلا اختلاف مباح الانتفاع ہے، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک نجس روغن وغیرہ سے بشرط استہلاک عین، چراغ روشن کرنا اور صابن بنانا جائز ہے، یعنی مردار کی چربی سے بنائے گئے صابن وغیرہ کو بھی برتا جانا چاہئے۔

خنزیر کے علاوہ مردار کی چربی اگر دوسری حلال چیزوں کے ساتھ ملا کر پکائی یا بھونی

جائے اور اس سے اس کی ذات وصفت بدل جائے تو مباح الاکل ہے (دیکھئے محلی ۱ر ۱۵۸ طبع بیروت)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں جو چربی ملائی جاتی ہے وہ عموماً خنزیر کی چربی ہوتی ہے جو نجس العین ہے، اس لئے مغربی ممالک کے تیار کردہ بسکٹ وغیرہ کے مباح الاکل ہونے کا فتویٰ محل نظر ہے۔ خنزیر کے علاوہ مردار کی ہڈیوں کے بارے میں اصح بلکہ حق مذہب یہ ہے کہ وہ طاہر اجزاء میں سے ہیں، استہلاک اور انتقالِ عین ان میں آگ کے بعد ہڈیوں کا پاؤڈر بنا ہوا تو پیسٹ کا استعمال اور دوسرے انتفاعات بدرجہ اولیٰ مباح ہیں (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے المنہ ۲ر ۷۳-۱۱۳، الفقہ الاسلامی وادلتہ)۔

۹- مذبوح اور مردار دونوں قسموں کے جانوروں کا خون اگر مسفوح وکثیر ہے تو حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "أو دما مسفوحاً"، البتہ اس کی تھوڑی مقدار معفو عنہ ہے، دواؤں میں دم مسفوح جیسی کی قلیل مقدار کا استعمال ناپاکی کے درجہ میں ہے (دیکھئے قرار ۲، ۳)۔

اگر دواؤں میں خون کا استحالہ ہوجائے تو قلیل وکثیر کی کوئی قید نہیں ہوگی، امام ابن حزم لکھتے ہیں: "فإذا استحال الدم لحماً أو الخمر خلاً أو الميتة بالتغذي أجزاء في الحيوان الآكل لها من الدجاج وغيره فقد سقط تحريمه" (المحلی ۱ر ۱۰۰)۔

رہا خون کے علاوہ اجزاء کا معاملہ تو ان کی حلت کا بیان جواب نمبر ۸ میں گذر چکا ہے۔

۱۰- جلاٹین کا مسئلہ سوال نمبر ۸ ہی کی دوسری تعبیر وتشریح ہے، اس لئے مکرر جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جلاٹین کی مذکورہ صورت استحالہ عین کی ایک مثال ہے، جب جسد مذبوح کے عین کی طہارت منصوص علیہ ہے تو اس کے استحالہ عین کی طہارت وحلت اور مباح الاکل والانتفاع ہونے میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟۔

نوٹ- ڈاکٹر اصغر کی تحقیق جو جلاٹین اور الکحل سے متعلق ہے، وصول ہوئی، پہلے کا جواب وہی ہے جو جلاٹین نمبر ۱۰ میں مذکور ہوا، رہا الکحل کا مسئلہ تو اس کے بارے میں ہم نے اپنی

تبدیلی احکام میں انقلاب ماہیت کا اثر

مفتی عبدالرحیم قاسمی ٭

۱- قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے اور نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے اور اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۱۰-۲۲۰)۔

۲- انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں بدل جائے جیسے شراب سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے۔

حقیقت بدلنے کا حکم اسی وقت دیا جا سکتا ہے کہ پلٹ جانے والی پہلی حقیقت کے خاص آثار اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار خصوصیہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں (کفایت المفتی ۲/ ۴۲)۔

۳- بعض آثار کا زائل ہو جانا یا حقیقت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں ہے

٭ ناظم جامعہ عربیہ [illegible]، بھوپال (ایم پی)۔

اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

۶- پیشاب فلٹر کرنے سے پاک نہیں ہو سکتا، کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے اجزاء ہیں اور پیشاب بجمیع اجزاء نجس العین اور نجاست، نجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس، نجاست غلیظہ ہی رہیں گے، اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی یہ تجزیہ و تخریجہ ہوا نہ کہ قلب ماہیت (منتخبات نظام الفتاوی ۱ر ۳۱)۔

۷- اسپرٹ اگر انگور، کشمش یا کھجور سے حاصل کی گئی ہو تو بالاتفاق نجس ہے اور ان کے سوا کسی دوسری چیز سے بنائی گئی ہو تو شیخین کے نزدیک پاک اور امام محمد کے نزدیک نجس ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج کل اسپرٹ اور الکحل کے لئے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی ہے، لہذا شیخین کے قول کے مطابق پاک ہے، حضرات فقہاء نے اگرچہ فساد زمان کی حکمت کی بنا پر امام محمد کے قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے، مگر آج کل ضرورت تداوی و عموم بلوی کی رعایت کے پیش نظر شیخین کے قول پر طہارت کا فتویٰ دیا جاتا ہے، ویسے بھی اصول فتویٰ کے لحاظ سے شیخین کے قول کو ترجیح ہوتی ہے (احسن الفتاوی ۱ر ۹۵)۔

۸- مردار کی چربی سے بنا ہوا صابن پاک ہے، اس لئے کہ اس میں دوسری چیزیں ملا کر پکانے سے اس کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب حقیقت سے شئی کا حکم بدل جاتا ہے (احسن الفتاوی ۱ر ۹)، خنزیر کی چربی صابن میں پڑنے کے بعد اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی ہے، نیز اس میں عموم بلوی بھی ہے، اس لئے جائز الاستعمال ہے (دیکھئے فتاوی رحیمیہ ۳ر ۲۵۹)۔

کان نمک اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے، یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحۃً مذکور ہے ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز استعمال میں

تردد کیا جائے اور یہ شبہ کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے جس صابن بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہوگا، جواب اس کا یہ ہے کہ یہ نص قرآنی کا معارضہ نہیں، نص قرآنی نے خنزیر یا میتہ کو نجس بتایا ہے لیکن نمک یا صابن بن جانے کے بعد وہ خنزیر یا میتہ کہاں رہا۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا وہ حقیقت ہی ذاہب رہی اور انقلاب کے بعد جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے جیسا یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی ہے نہ کہ غیر (کفایت المفتی ۲، ۲۹۶)۔

۹ ـ ماکول اللحم جانوروں کے سات اعضاء کو کھانا حرام ہے: "بہتا ہوا خون، نر کی پیشاب گاہ اور دونوں خصیے (فوطے)، مادہ کی پیشاب گاہ، غدود، مثانہ، پتہ (شامی ۵، ۴۷۵)۔

۱ ـ مذکورہ سات اعضاء کے علاوہ ماکول اللحم جانوروں کے تمام اعضاء و اجزاء سے حاصل دواؤں کا استعمال خارجی و داخلی یعنی کھانا لگانا ہر طرح جائز ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۱، ۳۴۶)۔

۲ ـ غیر ماکول اللحم جانور جو خنزیر کی طرح نجس العین نہ ہوں ان کو شرعی قاعدے سے ذبح کرلیا جائے تو ان کے اعضاء و اجزاء سے بنی ہوئی دواؤں کا خارجی استعمال یعنی لگانا اور مالش وغیرہ جائز ہے مگر کھانا اور داخلی استعمال جائز نہیں۔

۳ ـ اگر شرعی قاعدے سے ذبح کیا ہوا نہ ہو تو خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم اس جانور کے کسی عضو سے بنی ہوئی دوا کا استعمال قطعاً درست نہیں ہے، اگر بدن پر مالش وغیرہ خارجی استعمال کرلیا گیا تو جب تک اسکو دھوکر اس کے اثر کا ازالہ نہ کردیا جائے جسم و کپڑے کی پاکی نہیں ہوگی۔

۴ ـ وہ جانور اگر نجس العین ہو جیسے خنزیر تو اس کا استعمال خارجی و داخلی کسی صورت میں

درست نہ ہوگا، سوائے اس صورت کے جس میں اضطرار کی وجہ سے خون یا شراب کے پینے کی گنجائش ہوگی (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/ ۲۹۷)۔

۱۰- خنزیر کے چمڑے یا ہڈی اور مردار سے بنایا ہوا جلاٹین حرام ہے، اس سے بنی چیز کھانا حرام ہے، اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت و ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۵)۔

استعمال درست نہیں، البتہ دوا اور علاج کے معاملہ میں چونکہ ایک گونہ مجبوری اور ضرورت پائی جاتی ہے اس لئے حرام اور نجس دواؤں کے استعمال کرنے کے مسئلہ میں فقہاء امت کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ بغیر اضطرار کے کتنی بھی تکلیف ہو حرام و ناجائز چیزوں کا استعمال درست نہیں ہے۔ مباحات ہی سے علاج کرایا جائے۔ ان کی دلیل صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے: "ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم" لیکن جمہور فقہاء نے اس مسئلہ میں واقعہ عرینہ سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ بیماری میں مبتلا تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اونٹ کا دودھ اور پیشاب استعمال کرنے کی اجازت دی۔ دوسرا استدلال جمہور فقہاء کا اس واقعہ سے ہے جو عرفجہ بن اسعد صحابی کو کوفہ اور بصرہ کے درمیان جنگ کلاب میں پیش آیا تھا کہ ان کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی مگر اس میں بدبو پیدا ہوگئی تھی تو حضور اکرم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم دیا، کیونکہ سونا سڑتا نہیں ہے، حالانکہ مردوں کے لئے سونے کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے، حضرت عرفجہؓ کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت ظاہر ہے کہ دوا اور علاج کے درجہ میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض ناجائز چیزوں کا استعمال بطور دواء و علاج درست ہے، جبکہ اس کے علاوہ کوئی اور مباح دواء دستیاب نہ ہو، اس لئے فقہاء کے عام اصول "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت داخل ہو کر الکحل ملی ہوئی دواؤں کا استعمال درست ہوگا، نیز کتب فقہ میں اس سلسلہ میں بعض صراحتیں موجود ہیں (دیکھئے درمختار وردالمحتار [illegible])۔

خون خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح جانور کا ناپاک ہے، البتہ دواء اور علاج کے سلسلہ میں چونکہ ایک گونہ مجبوری اور ضرورت پائی جاتی ہے اور جب بطور دوا و علاج کے خون پینے کی اجازت ہے اگر طبیب حاذق نے یہ کہا ہو کہ اس بیماری کا علاج سوائے اس کے کسی اور سے نہیں ہوسکتا ہے تو ایسی دواء کے جس میں خون استعمال کیا گیا ہو بدرجہ اولیٰ استعمال کرنے کی

اجازت ہوگی، نیز فقہاء کرام کے عام اصول "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت داخل ہوگی اور ایسی دواؤں کا استعمال کرنا درست ہوگا بشرطیکہ دوسری مباح دواء دستیاب نہ ہو، ورنہ ایسی دواء کے استعمال کرنے سے احتراز کیا جائے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۱۰۰، ہندیہ ۵/ ۳۵۵)۔

جلاٹین جو چمڑا اور ہڈی کو گلا کر گوند اور اس جیسی دوسری اشیاء تیار کرتے ہیں، اس طرح کرنے سے انقلاب ماہیت نہیں ہوتا ہے، لہذا اس کے ذریعہ کھانے کی چیزیں یا کھانے کی چیزوں میں ملانا نہ صرف طور پر اعلیٰ قسم کی بسکٹ، ٹافیاں اور آئس کریم وغیرہ میں جائز نہیں، اگر یہ کھال اور ہڈی خنزیر کا ہے تو نجس العین ہونے کی وجہ سے دباغت سے بھی پاک نہ ہوگی، اور اگر مردار ذبیحہ کی ہو تو ہڈی چمڑا دباغت سے پاک ہوگی، لیکن اس کا کھانا درست نہیں ہوگا، نیز اس میں کوئی ضرورت بھی نہیں کہ "الضرورات تبیح المحظورات" کے قاعدہ کے تحت داخل کیا جائے۔

انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، جس طرح شراب اگر سرکہ بن جائے تو انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہے اور اس کا کھانا درست ہے، اسی طرح اگر خنزیر جو نجس العین ہے اگر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو انقلاب ماہیت کی وجہ سے نمک پاک ہوگا اور نمک کا کھانا درست ہوگا، کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے (دیکھئے البحر الرائق ۱/ ۲۳۹)۔

اول تو یہ اطلاع کہ صابن میں چربی ملائی جاتی ہے یقینی اور معتبر اطلاع نہیں، محض ظن اور گمان کے درجہ کی چیز ہے، اور شریعت اس قسم کے ظن و گمان کو پسند نہیں کرتی ہے، دوسرے فقہاء کرام نے اس کو دو وجوہ سے پاک قرار دیا ہے، ایک یہ کہ یہ ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کھو دیتے ہیں، اور کوئی ناپاک شی جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھو ڈالے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، مثلاً منی ناپاک ہے، جب وہ خون بن

انقلاب ماہیت کی جدید شکلیں

مولانا خورشید احمد اعظمی *

۱- کسی بھی شی کی صورت اور رنگ کے ساتھ ساتھ اس کے کچھ خاص اوصاف اور مخصوص آثار ہوتے ہیں، جو اس کو دوسری اشیاء سے ممتاز کرتے ہیں، لہذا بنیادی عناصر اور خاص اوصاف اور آثار مخصوص ہوں گے، جو شی کا مابہ الامتیاز ہیں، لہذا جب شی کی صورت کے ساتھ ساتھ اس کے وہ خاص اوصاف بھی منعدم ہو جائیں گے تب اس شی کی حقیقت اور ماہیت کے بدلنے کا اطلاق کیا جائے گا۔

۲- استحال الشيء: "تغير عن وصفه وطبعه" (المصباح المنير)۔

لہذا انقلاب ماہیت اور استحالۂ عین کا مطلب یہ ہوگا کہ شی اپنی طبیعت، اپنے خاص اوصاف اور مخصوص آثار کے ساتھ منعدم ہو کر دوسری طبیعت اور دوسرے اوصاف و آثار کو اختیار کر لے۔

تحویل عین کے لئے بنیادی عناصر اور اوصاف خاصہ سب کا بدلنا ضروری ہے صرف نام، رنگ اور ایسے آثار جو دوسری اشیاء کے ساتھ مشترک ہوں ان کا بدلنا کافی نہیں۔ (اس سلسلے میں احادیث اور ان کی تشریحات کے لئے دیکھئے صحیح مسلم، مرقاۃ المفاتیح ۲/ ۸۰، شرح ابن ماجہ ... ابن ماجہ کتاب ... باب ...)۔

* استاذ ... دار العلوم مئو، یوپی۔

سے تعبیر کیا گیا ہے جسے انقلاب ماہیت یا تحول عین نہیں کہا جائے گا۔

الکحل کے بارے میں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر وہ شراب سے ماخوذ ہو تو نجس ہے، اور غیر شراب سے ماخوذ ہو تو اس کا استعمال بطور دوا، یا دیگر امور جائز اور درست ہوگا (اس سلسلہ کی تفصیلات کے لئے دیکھئے تکملۃ فتح الملہم ۱/ ۱۵۵، ۳/ ۶۰۸)۔

۸- نجس چربی کی ملاوٹ سے تیار کردہ صابن کی طہارت کے فتاوے ملتے ہیں، اور صراحۃً یہ مسئلہ مذکور ہے:

"ویطھر زیت تنجس بجعلہ صابونا" (الدر المختار مع رد المحتار ۱/ ۲۹۵)۔

"وعلی قول محمد فرعوا الحکم بطھارۃ صابون صنع من زیت نجس" "وفی المجتبی: جعل الدھن النجس فی صابون یفتی بطھارتہ لأنہ تغیر، والتغیر یطھر عند محمد ویفتی بہ للبلوی" (البحر الرائق ۱/ ۲۳۷)۔

اور یہ حکم صرف صابن کے ساتھ ہی خاص نہیں ہوگا، بلکہ کوئی بھی استعمالی شئی جس میں اس چربی یا نجس کی حقیقت و ماہیت بدل گئی ہو طاہر ہوگی۔

"ومقتضاہ عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیہ کل ما کان فیہ تغیر وانقلاب وکان فیہ بلوی عامۃ" (رد المحتار ۱/ ۲۹۵)۔

بسکٹ یا ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ان اشیاء کا استعمال قلب ماہیت کے بعد ہو تو اس کا استعمال درست ہوگا اور قلب ماہیت سے پہلے ہو اور ان کے ذریعہ سے ہڈی یا چربی کی حقیقت نہیں بدلتی تو ان کا استعمال درست نہیں۔

۹- دم مسفوح نجس اور اس کی بیع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد اس کا استعمال وہی حکم رکھتا ہے جو دیگر نجس اشیاء کا۔

۱۰- جلاٹین کے بارے میں سوالنامہ میں جو صورت بیان کی گئی ہے اس سے بظاہر تو

انقلاب ماہیت اور تبدیلی احکام

مفتی سعید الرحمن فاروقی ☆

۱- جب کسی چیز میں انقلاب وتبدیلی اس حد تک ہو جائے کہ وہ اپنی حقیقت کھودے، اثرات وخواص اس میں باقی نہ رہیں اور اس کو اس کا پہلا نام دیا جانا درست نہ ہو ایسی صورت میں اس کے عناصر کا قیام ممکن نہ ہوگا، تو شیٔ کا وجود رہ سکے گا۔ اس طرح کسی بھی شیٔ کے بنیادی عناصر کی تعیین ممکن ہوگی، یعنی ہر چیز کے بنیادی عناصر وہ اوصاف وخواص ہوں گے جن کے بغیر شیٔ کا قیام ممکن نہ ہو سکے، جیسے پانی کی حقیقت رقت وسیلان، انبات وارواء ہے (مراقی الفلاح ص ۱۵)، اس لئے یہ اوصاف اس کے بنیادی عناصر ہیں اب اگر کسی چیز میں رقت وسیلان تو ہو مگر انبات و قیام حیات اشیاء کی صلاحیت نہ ہو تو وہ ماء مطلق اور طہور نہ ہوگا جیسے کہ وہ پانی جو نمک سے بنالیا گیا ہو، پانی بن گیا ہو، اس میں رقت وسیلان دونوں چیزیں ہوں گی مگر دوسرے اوصاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ ماء مطلق نہیں ہے، اس کی حقیقت کچھ اور ہے، خواص اور، پانی سے موسوم کیا جانا درست نہیں، جب کسی چیز میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اس کے بنیادی عناصر یا تو بالکل نہ ہوں گے یا کالعدم ہوں گے، اس صورت کو استحالہ قلب سے تعبیر کیا جائے گا۔

۲- ہر چیز کے بنیادی عناصر ایک یا چند چیزیں متعین کرنا ممکن نہیں ہے، اس لئے کہ ہر چیز کے بنیادی عناصر الگ الگ ہوتے ہیں، خاص اور قابل توجہ یہ امر ہے کہ نمک سے بنی پانی

☆ دار العلوم ... بمبئی۔

ہے تجسیم و تبدیلی کے بعد نمک بنا تھا، اور اس شکل میں آنے سے پہلے وہ مطلق و طہور تھا، اور تجسیم سے پہلے تمام احکام و خواص و آثار میں وہ مطلق تھا لیکن تجسیم کے بعد جب وہ اپنی پہلی شکل کے بعض خواص و آثار مثلاً رقت و سیلان پر لوٹ آئے تب بھی وہ مطلق نہیں ہوتا، اسی لئے اس سے وضو و غسل یا تطہیر درست نہیں ہے:" ولا یطہر ملح " (فتاویٰ ہندیہ جلد ۱ ص ...)

اسی بنیاد پر کسی بھی شئی کے عناصر کی تعیین ہو سکتی ہے، یعنی ہر چیز کے بنیادی عناصر وہ اوصاف و خواص ہیں جن کے فوت ہو جانے پر شئی کا قیام اور اس کا نام و نشان مٹ جائے اور یہ عقلی وجہ بھی ہے، شرعی اعتبار سے ہر چیز میں تقویت و ثنویت غیر ضروری ہے، اس لئے کہ بسا اوقات دوسری شئی میں پہلی شئی کا کچھ اثر اور علاقہ قائم رہتا ہے، پھر بھی حکم شرعی میں تبدیلی آجاتی ہے جیسے تخلل خمر (شراب کا سرکہ بن جانا) کہ صرف اس میں سے سکر کی کیفیت زائل و تبدیل ہو جاتی ہے، ورنہ تمام چیزیں بعینہ حسب سابق رہتی ہیں مگر اس زوال و تبدل سے حرمت کا شرعی حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اس سے سوال ۲ کا جواب یہ ہو گیا کہ ہر چیز میں مکمل تبدیلی و تغیر لازم نہیں ہے، کیوں کہ کبھی تغیر و انقلاب بالکلیہ ہوتا ہے، جیسے نمک کی کان میں نمک ہو جانے والی چیزیں اور کبھی بالکلیہ نہیں بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر گزرا، اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ممنوعات شرعیہ کا عنصر حقیقی مثلاً سکر شراب میں (جو کہ منصوص ہے) جب تک جس چیز میں موجود ہوگا وہ چیز حرام ہوگی خواہ وہ بالذات حلال ہی کیوں نہ ہو، اور جو اس کے برخلاف ہوگا اس کے لئے حرمت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، اسی لئے فقہی اصول یہ ہے: "کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام" یعنی جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

۳- اب اس سوال کا یہ جواب ہے کہ اگر تبدیلی ماہیت کے بعد پہلی چیز یک لخت معدوم ہو جائے اور اس میں کوئی اثر و خاصیت نہ رہے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک یہ کہ پہلے سے وہ ناپاک اور محرم ہو اور اب اس کا کوئی اثر و خاصہ باقی نہ رہے، جیسے وہ شراب جو سرکہ بن

جائے تو یہ پاک و طیب ہوگا، دوسری یہ کہ وہ پہلے سے پاک و حلال ہو مگر تبدیلی کے بعد علت، نظافت ختم ہو جائے جیسے وہ شیرہ جو شراب بن جائے تو یہ ناپاک اور حرام ہوگا۔

اور اگر تبدیلی کے بعد پہلی صورت بالکلیہ معدوم نہ ہو بلکہ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات و کیفیات پر برقرار ہے تو اس کی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ممنوع شرعی کا عنصر حقیقی فنا نہ ہوا ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ فنا ہو گیا ہو، پہلی صورت اگر ممنوع شرعی کا حقیقی عنصر قائم و باقی ہے تو ممنوع و حرام، ورنہ وہ چیز حلال ہوگی مگر شراب کے علاوہ دیگر محرمات شرعیہ میں ممنوع شرعی کا عنصر اور عناصر میں تفریق و پہچان ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے بعد نجس العین اور غیر نجس العین اور ان کے اجزاء میں کوئی فرق شرعی حکم کے اعتبار سے نہیں ہے، استحالہ و انقلاب کے نتیجے میں شئی اول صد فی صد فنا ہو جائے تب تو حکم ظاہر ہے اور وہ یہ کہ محرمات کی نصوص کی تطبیق ان پر نہ ہوگی بلکہ دوسری حلال و طیب اشیاء کی طرح حلال ہوگی (دیکھئے فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۱، ۷۰، ۷۲)۔

۵،۲ - قلب ماہیت کے اسباب فقہی کتب میں محصور و منضبط نہیں مل سکے مگر مختلف جزئیات جیسے آگ میں نجاست کا جل کر راکھ ہو جانا اور مٹی میں مل کر مٹی و خاک ہو جانا، نمک کی کان میں نمک بن جانا، ہواؤں میں مل جانا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اسباب متعین مخصوص نہیں ہیں، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی لکھتے ہیں: انقلاب ماہیت (حقیقت بدل جانا) خواہ جلانے سے یا کسی دوا سے یا کسی اور ترکیب سے...... نیز فرماتے ہیں: اس طریقے سے تمام نجس چیزیں پاک ہو جاتی ہیں خواہ ان کی نجاست ذاتی ہو یا عارضی (علم الفقہ ، ۴۱)۔

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ دور جدید کے نئے طریقے اور قدیم طرق جو بھی ماہیت تبدیل کر دیں وہ سب موثر ہوں گے، اس کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ان صورتوں

کہ تغیر وانقلاب کے بعد پاکی کا حکم صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جن جن چیزوں میں حقیقتاً تغیر وانقلاب ہوگا اور عموم بلوی بھی وہ سب حکم میں یکساں ہوں گی (شامی ار ۳۲۶)، اسی کے ساتھ شیرہ کی مثال پیش کی ہے جس میں زبیب (کشمش) اگرچہ ناپاکی سے خالی نہ ہو مگر شیرہ بننے کے بعد حلت کے حکم کے ماتحت ہوگا "و کذلک الدبس المطبوخ اذا کان زبیبه متنجسا"، اس لئے ان جزئیات کی وجہ سے صابن پلکٹ ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے حکم میں فرق کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے کہ اگر (زبیب نجس) شیرہ سیال ہو جانے سے پاک ہو سکتا ہے، گیہوں پسنے سے طاہر ہو سکتا ہے، مردار کتے کی نجاست صابن کی شکل اختیار کرنے سے ختم ہو سکتی ہے، چوہے کی مینگنی اور اس کا مردار جسم تغیر کے بعد مضرت رساں نہیں تو دوسری نجس چیزیں انقلاب ماہیت کے بعد کیوں کر نجس رہ جائیں گی، تاہم اس میں شبہ نہیں کہ مسئلہ بہت اہم اور بہت نازک ہے، کیونکہ اس سے اشیاء محرمہ کے حلال ہونے اور کرنے کا باب وا ہو جائے گا، اس لئے تغیر وانقلاب کی حد مقرر کرنا موجودہ دور کی مصنوعات میں ایک اہم اور مشکل صورت ہے، لہذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ماہرین سے رائے کی جائے، پھر کوئی فیصلہ کیا جائے، نیز غیر مشکوک طیب وحلال چیزوں سے مشکوک چیزوں کا متبادل تیار کرایا جائے تاکہ حکم شرعی مصنوعات غیر واجب الاستعمال میں بے غبار رہے اور اس حکم شرعی "الحلال بین و الحرام بین الخ" کی بجا آوری ہو سکے۔

۹- ان دونوں کا حکم بھی تغیر وانقلاب پر مبنی ہونا چاہئے، اس لئے ماہرین دوا سازی اور ماہرین ماکولات مرکبہ جدیدہ یہ ثابت کر دیں کہ خون دوا کی صورت اختیار کرنے کے بعد اور کھال وہڈی وغیرہ جلاٹین کی صورت اختیار کرنے کے بعد اپنی حقیقت کھو دیتے ہیں اور دوسری چیز بن جاتے ہیں تو اس کا استعمال جائز ہونا چاہئے لیکن اگر ایسا نہیں ہے یعنی خون اپنی حقیقت نہیں کھوتا بلکہ اس کی صلاحیت میں یمین کے قائم رہتے ہوئے اضافہ ہو جاتا تو بلا شدید ضرورت کے استعمال

کا جواز نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ شرعی طور پر خون کے اجزاء کے حکم میں کہیں تفاوت نہیں کیا گیا ہے لہذا کل کا حکم یکساں ہی ہوگا، برخلاف جلاٹین کے کہ وہ زیادہ تر ماکولات میں مستعمل ہیں، لہذا ضرورت شدیدہ کا تحقق اس میں نہیں ہے۔

قلب ماہیت - شرعی نقطۂ نظر

مولانا نیاز احمد عبد الحمید طیب پوری ☆

۱- شرعی نقطۂ نظر سے اور طبی اعتبار سے اگر تین اوصاف (رنگ، بو اور مزہ) میں سے کوئی وصف بدل جائے تو کہا جائے گا کہ اس چیز کا حکم بدل گیا۔

اگر پانی دو قلہ یا اس سے زیادہ ہے تو رنگ یا بو یا مزہ کے بدلنے کا اعتبار ہوگا، اور اگر دو قلہ سے کم ہے تو ہر حال میں پانی ناپاک ہوگا۔

بعض فقہاء (مالکیہ، شافعیہ) نے قلیل و کثیر کا اعتبار نہیں کیا ہے، حالانکہ قلتین والی حدیث صحیح ہے اور قلیل و کثیر میں فرق کرنا پڑے گا۔

نبی اکرم کے الفاظ یہ ہیں:

"إذا بلغ الماء قلتين لم ينجسه شيء" (سنن ابن ماجہ ۱/ ۱۷۲)

"وفي رواية: إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث" (سنن نسائی ۱/ ۳)

قال في البدر المنير: فتلخص أن الاستثناء المذكور ضعيف فتعين الاحتجاج بالإجماع كما قال الشافعي والبيهقي وغيرهما يعني للإجماع على أن المتغير بالنجاسة ريحاً أو لوناً أو طعماً نجس" (سبل السلام امیر صنعانی ۱/ ۲۳ حاشیہ نمبر ۲)۔

۲- جب پورے طور پر کوئی چیز بدل جائے اور اس کا پرانا اثر ختم ہو جائے تو اس کو قلب

☆ استاذ التفسیر والحدیث جامعہ اسلامیہ خیر العلوم ڈومریا گنج سدھارتھ نگر (یوپی)۔

ماہیت کہیں سے جیسے پاخانہ کو جلا کر راکھ بنانا، حنفیہ اس کو طاہر مانتے ہیں، حنابلہ، مالکیہ اور شافعیہ اس کے خلاف ہیں (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ)۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

" وإذا استحال الشيء إلى شيء آخر حتى كان ذلك الشيء الآخر مخالفاً للشيء الأول لوناً وريحاً وطعماً كاستحالة العذرة رماداً فقد الوصف الذي وقع الحكم من الشارع بالنجاسة عليه وهذا هو الحق والخلاف في ذلك معروف" (الدرر البہیۃ للشوکانی ۱/ ۲)۔

نمک کی کان میں گر کر کسی چیز کا نمک بن جانا، شراب کا سرکہ بننا مذکورہ مثالوں میں ان کے تمام خصائص پوری طرح بدل جائیں اور بلا کسی شک کے یہ انقلاب ماہیت ہے، جلاٹین بھی اسی قبیل سے ہے، لیکن یہ چیز مد نظر رکھنا ہوگا کہ جلاٹین کا عمل حلال چیز پر کیا جا رہا ہے یا حرام پر۔

۳- کسی چیز میں تبدیلی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

الف- پرانا اثر ختم ہو جائے اور نئی چیز میں اس کی کوئی خصوصیت باقی نہ رہے۔

ب- شئی جدید میں بعض پرانی کیفیات باقی رہیں، پہلی صورت میں چونکہ کامل طور سے قلب ماہیت ہے اس لئے سابقہ حکم بدل جائے گا، دوسری صورت میں قلب ماہیت نہیں ہوا ہے، اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا پرانا حکم باقی رکھا جائے۔

۴- جی ہاں! ان کے درمیان فرق کرنا چاہئے جو چیزیں نجس العین ہیں، انقلاب ماہیت کے بعد بھی ان کو نجس مانا جائے گا، اور جو چیزیں نجس العین نہیں ہیں، استحالہ عین کے بعد انہیں نجس نہیں مانا جائے گا۔

۵- انقلاب اور تغیر کے اسباب یہ ہیں

۱- جلانا، ۲- دھوپ دکھانا، ۳- کسی چیز کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا، ۴- سوکھی ہوئی

کھال یا ہڈی میں جلاٹین کا عمل کرنا۔

جلانے کو حنفیہ سبب طہارت مانتے ہیں، علامہ شوکانی کی بھی یہی رائے ہے، البتہ شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ اسے طاہر نہیں مانتے۔

۶- فلٹر یا کشید کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہتے، بلکہ یہ تجزیہ (Deceupose) ہے، اگر یہ عمل حلال چیزوں میں کرکے نئی چیز تیار کی جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا، لیکن اگر حرام اور نجس چیز میں کیا جائے تو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، جیسے پیشاب کا فلٹر کرنا اور اس کی نمکینیت اور فاسد عناصر کو الگ کرکے قابل استعمال بنانا، اب اس کا سابقہ حکم نجاست باقی رہے گا۔

۷- جامد یا سیال دوائیں اگر حرام چیزوں سے بنائی گئی ہیں تو حرام ہیں اور اگر حلال اجزاء سے بنی ہیں تو حلال ہیں، اس عمل کو فقہاء استہلاک عین کہتے ہیں، اس کو قلب ماہیت نہیں کہا جا سکتا۔

وہ دوائیں جو الکحل سے مل کر بنتی ہیں تو بسا اوقات ان کا پرانا اثر باقی رہتا ہے، تو عمومی طور پر الکحل سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال اختیاری حالت میں نہیں کرنا چاہئے۔

۸- اگر کسی چیز کے بارے میں یقین ہے کہ اس میں مردار کی چربی ملی ہے تو اس کا استعمال صحیح نہیں، لیکن جن چیزوں کے بارے میں معلوم نہیں ہے وہ جائز ہیں۔

مردار کی چربی چراغ میں جلانے اور کشتی میں پوتنے وغیرہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے، البتہ مردار کی چربی مسجد میں نہیں جلائی جاسکتی، اور نہ ہی بدن پر اسے مل سکتے ہیں، تو مردار کی چربی سے صابن بنانا اور بدن پر لگانا اور چربی کو ملنا دونوں یکساں ہوا اور عدم جواز میں برابر ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے صحیح مسلم مع شرح النووی ۲/۱۹)۔

۹- دم مسفوح حرام ہے، قرآن کریم میں ہے: "إلا أن يكون ميتة ودماً مسفوحاً" (انعام: ۱۴۵)۔

جن کے بارے میں معلوم ہے کہ ان میں خون کا استعمال کیا گیا ہے اختیاری حالت میں ان کا استعمال نہیں کرنا چاہئے، البتہ ماکول اللحم مذبوح جانور کے دیگر اجزاء کا استعمال درست ہے (بال، سینگ، اون وغیرہ غیر مذبوح بھی)۔

۱۰- جلاٹین قلب ماہیت کے تحت آئے گی لیکن یہ فرق تو کرنا ہی چاہئے کہ جس ہڈی یا چمڑے پر یہ عمل کیا جارہا ہے، وہ ماکول ہے یا غیر ماکول، اگر ماکول غیر مذبوح کی ہے تب تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر غیر ماکول ہے اور اس سے جلاٹین کے ذریعہ ماکولات تیار کی جاتی ہیں تو یہ حلال نہ ہوں گی۔

بہرحال حرام چمڑوں اور ہڈیوں پر جلاٹین کے عمل سے تیار کردہ ٹافی یا دیگر ماکولات کا استعمال درست نہیں، اگر دوا بنائی جاتی ہے تو اضطراری حالت میں ان کا استعمال درست ہے۔

حلت وحرمت میں انقلاب ماہیت کے اثرات

مولانا نعیم اختر قاسمی ٭

ماکول ومشروب چیزوں کی حلت وحرمت کے سلسلہ میں قرآن کریم نے ایک اصول اور ضابطہ بیان کردیا ہے کہ طیبات حلال ہیں اور خبائث حرام، پھر دیگر آیات واحادیث نے اس اجمال کی تفصیل بھی بیان کردی ہے کہ کون سی چیزیں طیبات کے اندر داخل ہیں اور کون سی خبائث کے تحت۔

خبائث کی حرمت کی حکمت ومصلحت علماء کرام نے یہ بیان کی ہے کہ اس کے استعمال سے اس کی خباثت انسان کے قلب وذہن پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے اس کے اخلاق وکردار پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں یا وہ چیز جسمانی اعتبار سے نقصان دہ اور مضرت رساں ہوتی ہے اور یہ بالکل حقیقت ہے جس سے کسی کو مجال انکار نہیں۔

دوسری طرف "الضرورات تبیح المحظورات" اور "المشقة تجلب التیسیر" جیسے فقہی قواعد کے تحت ایسی جزئیات بھی ملتی ہیں جن میں ناگزیر اور پرمشقت حالات میں بعض ناجائز اور ناپاک چیزوں کو بھی جائز اور پاک قرار دیا گیا ہے۔ جن میں تداوی بالمحرم کا مسئلہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

اگر ان دونوں پہلوؤں پر نظر رکھی جائے تو ان شاء اللہ جدید پیش آمدہ مسائل کے حل

٭ مدرسہ امداد العلوم کوپاگنج مئو (یوپی)۔

اسے فقہی قاعدہ "الخلط استهلاك" کے تحت لایا جا سکتا ہے، جس میں بعض دوسری جزئیات بھی شامل ہو جاتی ہیں مثلاً پاک مٹی کا نجس پانی سے یا نجس مٹی کا پاک پانی سے گارا بنانا، اگرچہ "المشقة تجلب التيسير" کے تحت یہ جزئیات نقل کی گئی ہیں (الاشباہ والنظائر للسیوطی)، تاہم اس کو بنیاد بنا کر دوسرے مسائل اس پر متفرع نہیں کیے جا سکتے۔ کیونکہ "الخلط استهلاك" بالکل عام نہیں ہے، ورنہ ساری نجس چیزوں کا پاک چیز میں اختلاط کے بعد پاک ہونا لازم آئے گا، اسے قلب ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ لہذا انگریزی دواؤں میں الکحل کے ملانے سے یا صابن بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں مردار کی چربی یا ناپاک ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال کرنے سے قلب ماہیت کا تحقق محل نظر ہے۔ اور اگر قلب ماہیت تسلیم کر بھی لیا جائے اور اسے پاک قرار دے دیا جائے مگر قلب ماہیت تسلیم کر کے برقرار رہنے کی صورت میں ماکولات ومشروبات کے اندر اس کا استعمال "ويحرم عليهم الخبائث کی وجہ سے ناجائز ہونا چاہئے، کیونکہ ہر پاک چیز کا کھانا حلال نہیں ہوتا، البتہ دواؤں کا مسئلہ تداوی بالمحرم کے ذیل میں آئے گا۔

جلاٹین کے اندر اس کے اصل مواد کو مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے، اگر اس کے اصل مواد غیر خنزیر کے ہوں تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ کھال دباغت کے بعد اور ہڈی (باستثناء خنزیر وآدمی) ہر جاندار کی پاک ولائق استعمال ہے۔

البتہ خنزیر کی کھال اور ہڈی ہونے کی صورت میں مسئلہ پیدا ہوگا کہ ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں۔ اور اگر ہو گئی تو اس کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

ایسی صورت میں اگر عام جلاٹین اور خنزیر کے جلاٹین دونوں کے اثرات میں فرق ہو اور خنزیر سے بنے ہوئے جلاٹین کے اثرات مضر ہوں تو اسے ناجائز ہونا چاہئے، بصورت دیگر قلب ماہیت کے تحقق وعدم تحقق پر غور کیا جائے، واللہ اعلم۔

ناچیز کے خیال میں ایسی صورت میں ماہیت تبدیل نہیں ہوئی۔

سوال نمبر ۳ کا تعلق اس بات سے ہے کہ اگر شی میں ایسی تبدیلی ہو کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مکمل طور پر شکل تبدیل ہو جائے لیکن اس تبدیلی کے بعد وہ شی جن اشیاء سے مل کر تیار کی گئی ہے ان کا کوئی نہ کوئی اثر اور خاصیت اس شی میں برقرار رہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نئی پیدا ہونے والی شی اپنی اصل سے جزوی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھے۔ کیا ہر دو صورتوں کا حکم یکساں ہوگا؟

پہلی صورت تو بالکل واضح ہے کہ اسے انقلاب ماہیت قرار دیں گے (بشرطیکہ پیدا ہونے والی چیز کی حقیقت پہلے سے موجود ہو جیسے نمک، سرکہ، راکھ، مٹی وغیرہ، اگر وہ حقیقت پہلے سے موجود نہ ہو بعد میں کوئی دوسرا نام دیا جائے تو اس کا اعتبار نہیں) البتہ دوسری صورت کا حکم جاننے کے لئے اس جزئیہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ فقہاء نے گوبر جلانے والے دھوئیں کو طاہر قرار دیا ہے (شامی کتاب الطہارۃ ۱؍ ۳۰)۔

غور کرنے کی بات ہے کہ نجس غذا اگرچہ گوشت پوست میں تبدیل ہوگئی مگر نجاست کا کچھ اثر ابھی بھی برقرار ہے، اس صورت میں انقلاب حقیقت یقیناً ہے اگرچہ یہ قدرتی طور پر ہوا ہو مگر اس بدبو کی وجہ سے اس کا فی الفور استعمال مکروہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس دوسری صورت میں بھی اگر انقلاب حقیقت تسلیم کیا جائے لیکن بعض سابقہ مضر اثرات کے موجود رہتے ہوئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا۔

انقلاب ماہیت کے سلسلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان طرفین اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق کوئی فرق نہیں، جب کہ شوافع، حنابلہ (دوسرے قول کے مطابق) اور امام ابو یوسف فرق کرتے ہیں (احکام الطہارۃ فی ضوء [illegible] العربی، ۲۲، ۹۳)۔

لیکن علامہ شامی کی بات سے طرفین کا قول راجح معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں

"شریعت نے وصفِ نجاست کو ایک حقیقت پر مرتب کیا ہے، لہٰذا حقیقت تبدیل ہونے سے اس پر مرتب ہونے والا وصفِ نجاست بھی تبدیل ہو جائے گا (رد المحتار ۱/ ۲۹۰ باب الانجاس)۔

قطر کرنے یا کشید کرنے سے کسی چیز کی ماہیت تبدیل ہونے کی بات سمجھ میں نہیں آتی، کیونکہ کشید کرنے کی صورت میں پہلی شی کے عناصر اور اس کی خاصیت باقی رہتی ہے اور قطر کرنے کی صورت میں گو اس کے جوہری اجزاء نکال دیئے جائیں تاہم پہلی شی کا سابقہ حکم باقی رہے گی۔

البتہ اگر باقی شی کی کسی سبب کے ذریعہ حقیقت بدل گئی یعنی اس کے نام، کام اور سابقہ اثرات میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی تو اسے قلب ماہیت قرار دے کر اس پر دوسرا حکم لگایا جا سکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

خلاصہ جوابات

۱، ۲- اگر اس نو پیدا شدہ چیز پر دوسری حقیقت کا اطلاق ہونے لگے یعنی نام، صورت اور تاثیر سب تبدیل ہو جائے تو اسے قلب ماہیت قرار دیں گے۔ خواہ طے کرکے وجود میں آنے والی چیز کی حقیقت پہلے سے موجود ہو، اگر اسے نیا نام دیا جائے تو اس کا اعتبار نہیں۔

۳- اگر پہلی چیز کا کچھ اثر موروثی طور پر برقرار رہ جائے تو بھی ماہیت تبدیل ہو جائے گی، البتہ اگر وہ اثرات مضر ہوں تو غذا کے طور پر اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

۴- نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان عدم فرق راجح ہے۔

۶- محض قطر کرنے یا کشید کرنے کا عمل قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

۷، ۸- "الکحل استحالہ کی" یا "استحالہ کی بعض" قلب ماہیت نہیں ہے، دونوں میں

الکحل وغیرہ کا استعمال تداوی یا محرم کے ذیل میں آئے گا۔ صابن، لپسٹک، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں اگر نجس اجزاء کا مخلوط ہونا یقینی ذرائع سے معلوم ہو جائے تو اس کا استعمال درست نہیں۔

۱۰- جلاٹین کی صورت قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، لہذا خنزیر کی کھال اور ہڈی سے تیار کردہ جلاٹین کا استعمال درست نہ ہوگا۔ کیونکہ جلاٹین ایک نو پیدا شدہ چیز ہے، کوئی سابق حقیقت نہیں۔

انقلاب ماہیت اور اس کی شرعی حد

از: مولانا سید قدرت اللہ باقوی ☆

۱- کسی شئی کے بنیادی عناصر یعنی اجزاء ترکیبی، صورت، خصوصیت اور رنگ خاص اہمیت کے حامل ہیں، ان چاروں کو قائم رکھتے ہوئے کسی شئی کی ماہیت بدل نہیں سکتی خواہ کسی قسم کے تغیرات واقع ہوتے ہوں، ہر شئی کی کیفیات، اثرات اور حقیقت شرعی احکام کے اصل مدار ہیں اور ان کی ماہیت، اشکال اور اثرات کے پیش نظر حلال، حرام اور مباح کے احکام جاری کئے جاتے ہیں، جن کی روشنی قرآن کریم واحادیث نبوی، اجماع اور قیاس سے حاصل ہوتی ہے۔

۲- قدیم فقہی ذخیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رنگ، صورت اور کیفیت کا بدل جانا ہی انقلاب ماہیت ہے، تحول عین سے مراد طبعی خصوصیات کی تبدیلی ہے، یا حیوانی کیفیت در اصل طبعی خصوصیات کی تبدیلی پر منحصر ہے، کسی شئی کی ملاوٹ کی وجہ سے ماہیت اور خاصیت بدل جاتی ہے تو اس کو فقہی اصطلاح میں استہلاک کہا جاتا ہے، مثلاً "جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتى به للبلوى" (رد المحتار ۱/ ۲۱۰ ماخوذ جدید فقہی مسائل ۱/ ۲۶۸ از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

اگر کسی شئی کی ملاوٹ کے بغیر یا حیوانی کیفیت کی وجہ سے رنگ، مزہ اور بو بھی بدل جائے تو اس کو تبدیل عین میں شمار کیا جاتا ہے، مثلاً شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دیا جائے یا

☆ [illegible]۔

کی گنجائش ہے اور یہ عمل قلب ماہیت میں شمار کیا جاتا ہے۔

۸ – مذکورہ چیزوں کو فقہاء کی اصطلاح میں عموم بلوی کہا جاتا ہے، در مختار کی عبارت:

"جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتي به للبلوى" یہ توجیہ کرتے ہوئے ایسی چیزوں کو قبول کرنے کے بجائے حتی الامکان دور رہنا چاہئے، مگر اس کو قلب ماہیت کہنا محل نظر ہے، کیونکہ یہ سب غیر اضطراری حالت میں استعمال ہونے والی چیزیں شمار کی جاتی ہیں، سورۃ البقرہ ۱۷۳، المائدہ ۳ میں جو اجازت ہے وہ جان بچانے کی خاطر اضطراری حالت میں ہے۔

۹ - "يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه ولم يجد في المباح ما يقوم مقامه" (الدر المختار ۵/۲۱۵، بحوالہ حلال وحرام ۵۵)، اس کے علاوہ مالکیہ، حنابلہ اور احناف میں امام ابو یوسف نے مطلقاً تمام حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے اور چونکہ احناف کے یہاں مسکرات کو بھی ضرورۃً استعمال درست ہے، دوسری اشیاء کی کثرت سے حسب ضرورت منفعت حاصل کی جا سکتی۔

۱۰ – جلاٹین قلب ماہیت کے تحت آتے ہیں، لہذا عموم بلوی کے تحت ان کا استعمال جائز ہے۔

انقلاب ماہیت کے بعد کیا حکم میں تبدیلی ممکن ہے؟

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام اعظمی ٭

اس سوال کے جواب کے لئے عالم اسلام کے مشہور فقیہ حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی وہ تحریر جو "الفقہ الاسلامی وادلتہ ار ۱۰۰" کے حوالے سے بحث ونظر کے شمارے جنوری فروری ومارچ ۱۹۹۲ء میں موجود ہے کافی ہوگی جسے من وعن نقل کیا جارہا ہے: "پھر یہ کہ ایک شئی کا دوسری شئی کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات و تاثیرات بھی پوری طرح نہیں بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ میں پانی ملا دیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے اور نہ زرد رنگ کی، البتہ ملی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار پر ملایا جائے اس کے تناسب سے ایک شئی کی صفت اور تاثیر اور دوسری شئی کی صفت اور تاثیر سے مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے دوسرے محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ شئی کی خاصیت پورے طور پر تبدیل ہو کر اس شئی کی اصل حقیقت و ماہیت و بنیاد ذاتی ختم ہو کر ایک نئی شئی وجود میں آگئی ہے۔"

٭ شیخ الحدیث و پرنسپل دار العلوم مئو، یوپی۔

۲- انقلاب ماہیت کے لئے رنگ، صورت اور کیفیت میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہوگا، تب جاکر استحالۂ عین ہوگا۔

۳- اگر وجود میں آنے والی شی کے اندر شی سابق کا کوئی بھی اثر اور کوئی بھی خاصیت موجود نہ ہو تو وہ قلب ماہیت ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ شی اگر پہلے سے نجس تھی تو انقلاب ماہیت کے بعد پاک ہو جائے گی مثلاً شراب سرکہ بن جائے یا گوبر جلا کر راکھ بنا دیا جائے، گدھا نمک بن جائے وغیرہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی صاحب تحریر فرماتے ہیں: "النجاسة إذا استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف"، اور اگر شی سابق کی کچھ خصوصیات برقرار رہیں تو وہ خلط ہوگا جیسے اسپرٹ اور الکوحل کی دواؤں میں آمیزش، قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں: "اسپرٹ اور الکوحل کی آمیزش مختلف دواؤں میں ہوتی ہے اگر آپ غور کریں تو اس کی حیثیت محض خلط اور ملاوٹ کی ہے اور اس کا عمل دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کے سڑنے اور خراب ہونے سے بچانا ہے، اسپرٹ اور الکوحل اپنا وجود نہیں کھوتی، لہذا اسپرٹ اور الکوحل کی ملاوٹ تبدیل ماہیت نہیں بلکہ خلط ادویہ ہے۔

۴- نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کے احکام جداگانہ ہونے چاہئیں۔

۶- بندہ کے نزدیک صورت مسئول قلب ماہیت نہ ہوگی بلکہ تجزیہ کی ہوگی، تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جدید فقہی مسائل ار ۳۴ پر قمطراز ہیں:

"کسی شی کی حقیقت بدل جائے تو احکام بدل جاتے ہیں مگر محض تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے"۔

۷- میری ناقص رائے یہ ہے کہ یہ صورت بھی قلب ماہیت کی نہ ہوگی، کیونکہ اس پر استحالہ نہیں ہوا ہے لیکن اگر شدت احتیاج اور عموم بلویٰ کے تحت الکوحل سے مخلوط دوا میں استعمال

کر لی جائیں تو درست ہونا چاہئے۔

۸- مردار کی چربی سے حاصل شدہ جزء ہے اور اس کا استعمال درست ہے جب انقلاب ماہیت (دیکھئے شامی ۱/ ۲۱۰)۔

سور کی چربی کا حکم جداگانہ ہوگا، کیونکہ خنزیر کے تمام اجزاء نجس ہیں، اس لئے اس کے اختلاط سے بنے ہوئے کاسمٹک، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال بالکل درست نہ ہوگا، اس کے عدم استعمال کے متعلق شامی میں ہے: "لأنه نجس العين بمعنى أن ذاته بجميع أجزائه نجسة حياً وميتاً فليست نجاسته كنجاسة غيره في الحيوانات فلذا لم يقبل التطهير في ظاهر الرواية عن أصحابنا" (شامی ۱/ ۲۰۵)۔

۹- یہ سوال بظاہر مبہم معلوم ہوتا ہے، صحیح صورت حال سوال کی سمجھ میں نہیں آئی، اگر سوال کا مقصد یہ ہو کہ مذبوح جانوروں کا خون دواؤں میں استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب میری دانست میں نفی میں ہونا چاہئے، کیونکہ دم مسفوح نجس ہے، نجس کا اختلاط بالکل اصلاً درست نہیں، لیکن اگر اس کی متبادل دوسری کوئی دوا نہ مل سکے اور طبیب حاذق دیندار مسلمان یہ کہے کہ شفا اسی صورت پر ہوسکتی ہے تو اس کے استعمال کی اجازت بعض فقہاء احناف مثلاً امام ابوحنیفہ نے دی ہے اور مفتی بہ قول امام ابو یوسف کا ہے، فتاویٰ بزازیہ میں ہے: "أكل حرء الحمام في الدواء لا بأس به" (دوا میں کبوتر کی بیٹ کے استعمال پر کوئی مضائقہ نہیں)، نیز رد المحتار (۵/ ۲۴۶) پر بھی اسی طرح کی اجازت ملتی ہے۔

جلاٹین کے عمل کو میری دانست پر قلب ماہیت کے زمرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال درست ہونا چاہئے بشرطیکہ یہ عمل جلاٹین خنزیر کے ذریعہ نہ ہو۔

انقلاب ماہیت

اور اس کی وجہ سے احکام میں ہونے والی تبدیلی

مولانا محمد یعقوب القاسمی ٭

۱، ۲، ۳، ۴ — شراب کے اندر اگر سکر تغیر کے بعد بھی باقی ہے تو وہ حرام ہے اور اس کا استعمال کسی بھی حالت میں درست نہیں۔

انقلاب ماہیت سے مراد اس شی کی عین حقیقت کا بدل جانا ہے، جس میں اس کی سابقہ کوئی بھی خصوصیت نہ پائی جائے اور اس کا نام بھی تبدیل ہو جائے اور سابقہ اسم کا اس پر کسی طرح کا اطلاق نہ ہو، غرض کہ اس کے مخصوص مزاج میں تبدیلی آجائے جیسے شراب جب کہ سرکہ ہو جائے یا نجس چربی صابن بن جائے یا خنزیر، گدھا یا انسان و کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ جل کر راکھ ہو جائے تو یہ تمام اشیا تبدیل ماہیت، حقیقت کی وجہ پاک ہو جاتی ہیں۔

"ویطھر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی" (درمختار ۱/ ۱۰۰) (نجس تیل صابن بنانے سے پاک ہو جاتا ہے یہی مفتی بہ قول ہے)۔

"اور اسی قول پر مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان یا کتا صابن کی ہانڈی میں گر کر صابن بن جائے تو پاک ہو جائیں گے حقیقت کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے اور اس قول پر فتویٰ ہے ابتلاء عام کی وجہ سے، جیسا کہ اس کا بیان گزرا اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ یہ حکم صابن کے ساتھ

٭ مفتی جامعہ عربیہ امدادالعلوم زید پور، بارہ بنکی۔

اور یہی نظیر مشک ہے کہ وہ پاک ہے پھر خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے۔ جو گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے اور شیرہ انگور پاک ہے جب شراب بن جاتا ناپاک ہو جاتا ہے پھر سرکہ بن کر پاک ہو جاتا ہے۔ اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا بدل جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس حقیقت پر مرتب تھی۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

(۲) یہ حکم طہارت بانقلاب حقیقت امام محمدؒ کا قول ہے اور اسی پر فتوی ہے اور اکثر مشائخ نے اس کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صابن میں روغن یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب تام حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ درمختار اور بحرالرائق کی عبارتوں سے صاف ظاہر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ صابن خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے صابن بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی اور روغن باقی نہ رہا، بلکہ صابن بن کر پاک ہو گیا، جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے لیکن مشک بن جانے کے بعد پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے۔

نیز مذکورہ روایات سے یہ امور بھی ثابت ہوتے ہیں

(۱) گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، ان میں کچھ بھی تفاوت نہیں۔

(۲) یہ کہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گر پڑیں دونوں صورتوں کا یکساں حکم ہے یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام و نجس ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر جو نجس عین ہے

جیسے نجاست اتفاقیہ کا نام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر اور میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا ہے، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں۔ نیز انقلاب حقیقت طاہر کی طرف ہو۔

(۳) کان نمک میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ ہندیہ کی عبارت میں صراحت مذکور ہے۔

انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں حکم یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، نجاست کا کنواں بالکل کیچڑ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

"وبئر البالوعة إذا صار طينا يطهر عندهما خلافاً لأبي يوسف كذا في فتاوى هنديه" (نجاست کا کنواں جب کیچڑ ہو جائے تو وہ طرفین کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے، امام یوسف کا اس میں اختلاف ہے فتاوی ہندیہ میں اسی طرح مذکور ہے)۔

انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے؟

تو واضح ہو کہ انقلاب سے مراد یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے جیسے شراب سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون اپنی حقیقت دمیہ اور نطفہ اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی ہے اور دوسری حقیقتوں میں منتقل ہو گئے۔

حقیقت بدل جانے کا حکم اس وقت دیا جا سکتا ہے کہ حقیقت اولی منقلب کے آثار مخصوصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مخصوصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں بعض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں، جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں بجائے شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکائی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے یا گھڑے دو گھڑے پانی میں قطرہ دو قطرہ شراب یا

پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روئی میں یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ تھے، اس لئے وہ روئی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اس طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں، جیسے شراب سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یا صابن میں قدرے دسومت (چکناہٹ) روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے، پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدیل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور اور احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

الحاصل انقلاب کی اکثر صورتوں میں انقلاب سے پہلے اختلاط ہوگا خواہ یہ تمیز اجزاء مختلط ہو یا بلا تمیز شراب اور سرکہ میں اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد وہ شراب اپنی حقیقت سے مستحیل ہو کر سرکہ بن جاتی ہے، اس وقت حکم نجاست متبدل ہوتا ہے، اسی طرح تیل اور چربی کے بارے میں صابن بنانے کے وقت اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد جب تیزی کی شوریت اس کو مستحیل کر دیگی اس وقت نجاست کا حکم متبدل ہوگا، اور اس سے پہلے نجاست کا حکم باقی رہے گا۔

الکحل ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۶، ۷، ۸، ۹ — الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہا بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ مسئلہ پیش آرہا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے، اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے اتنی

مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار میں نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (مستفاد فتح القدیر ۸/ ۱۶۰)۔

دوسری طرف دواؤں میں جو الکحل ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور و کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا ۱/ ۵۴۴)۔

لہٰذا دواؤں میں مستعمل ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس دوا کا استعمال شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ حد سکر تک نہ پہنچے اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ الکحل انگور و کھجور سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دوا کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ اور دوا نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک تداوی بالمحرم جائز ہے (کذا فی البحر الرائق ۱/ ۱۱۶)۔

"وفي التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه" (کتاب الہندیۃ، باب الحظر تحت مطالب تداوی بالمحرم ۵/ ۳۵۵) (تہذیب میں مذکور ہے کہ مریض کے لیے دوا کی غرض سے پیشاب، خون اور مردار کا استعمال کرنا جائز ہے، جب کوئی طبیب حاذق یہ خبر دے کہ شفا اسی میں ہے اور مباح چیز کو نہ پائے جو کہ اس کے قائم مقام ہو)۔

امام شافعی کے نزدیک خالص شراب یعنی خمر کو بطور دوا استعمال کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی دوا میں اس طرح حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دوا سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دوا سے حاصل نہ

ہو سکتا ہو تو اس صورت میں بطور علاج اس دواء کا استعمال جائز ہے۔

صاحب رملی نہایہ میں لکھتے ہیں:

"أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوي بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل بنفعها بأن لا يغني عنها طاهر" (نہایۃ المحتاج رملی ۸/۱۳)

(ایسی شراب جو دوسری دواؤں میں مل کر حل ہو کر اس کا ذاتی وجود ختم ہو جائے تو اس کے ذریعہ علاج کرنا جائز ہے جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود نہ ہو جو اس سے بے نیاز کر دے)۔

نیز خالص الکحل کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعی کے نزدیک بھی الکحل ملی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک چونکہ تداوی بالمحرم حالت اضطرار کے علاوہ کسی حال میں بھی جائز نہیں، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پھر اس مسئلے کی ایک صورت اور بھی ہے جس کے بارے میں دواؤں کے ماہرین سے پوچھ کر اس کو حل کیا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ جب الکحل کو دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو کیا اس عمل کے بعد الکحل کی حقیقت اور ماہیت باقی رہتی ہے یا کیمیاوی عمل کے بعد اس کی ذاتی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کیمیاوی عمل کے بعد الکحل نہیں رہتا بلکہ دوسری شئی میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے، اس لئے کہ

جب شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال شرعاً جائز ہے (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۳، ۱۵۴)۔

"فالخمر إذا صار خلا يطهر لأنه شيء آخر" (فتح القدیر ۱۸) (یعنی شراب جب سرکہ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اس لئے کہ وہ دوسری شئی ہو گئی)۔

جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہو گا وہ بھی حرام ہوگی (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۵)۔

جلاٹین عام طور پر چمڑا اور ہڈی ہوتا ہے، چاہے یہ کسی بھی جانور کا ہو خواہ ذبیحہ ہو یا غیر ذبیحہ ہو، خنزیر بھی ہو سکتا ہے، خواہ کوئی بھی جانور ہو اگر اس کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو جائے اور اس کا جملہ وصف معدوم ہو جائے، اس کی شکل و صورت بدل جائے، غرض کہ اس کا جوہری عنصر بھی بدل جائے اور ایک دوسرا نام اختیار کر لے تو وہ ایسی صورت میں پاک ہے اور اس کا استعمال بھی دواؤں وغیرہ میں شرعاً جائز و درست ہے۔

"شعر الميتة وعظمها طاهر وعند الشافعي نجس" (ہدایہ ۱/ [illegible]) (مردار کا بال اور ہڈی پاک ہے اور امام شافعی کے نزدیک ناپاک ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ مردار کی ہڈی حسب ضرورت دواؤں وغیرہ میں استعمال کی جا سکتی ہے، اس کے پاک ہونے کی وجہ سے۔

انقلاب ماہیت کیا ہے؟

مفتی محمد صدر عالم قاسمی ☆

۱،۲- کسی شئی کے وہ بنیادی عناصر جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئی کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی پانچ ہیں:

۱- نام، ۲- رنگ، ۳- بو، ۴- مزہ، ۵- خواص و کیفیات۔

انقلاب ماہیت شئی کی پوری حقیقت بدلنے کو کہتے ہیں، یعنی مذکورہ پانچ عناصر میں ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے جیسا کہ فتاوی دار العلوم میں ہے۔

۳- کسی شئی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے، مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر، ان کی کوئی بھی خاصیت اس شئی میں برقرار نہ رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر جو خصوصیات و کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، ہر دو صورتوں کا الگ الگ حکم ہے، پہلی صورت قلب ماہیت کے تحت داخل ہے، جبکہ صورت ثانیہ کو تبدیلی ماہیت کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ وجہ یہ کہ قلب ماہیت کا حکم لگانے کے لئے بالکلیہ شئی کی حقیقت کا ختم ہونا ضروری ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں

☆ [illegible] بہار۔

یہ بھی قلب ماہیت نہیں ہیں۔

لیکن بوجہ عموم بلویٰ گنجائش کا پہلو ہے، اس لئے اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

۹- اس کا جواب بھی وہی ہے جو جواب (۷) کے تحت گذرا۔

۱۰- جلاٹین کی تفصیلات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل میں بھی شئی کی حقیقت بالکل ختم نہیں ہوتی، بلکہ اس کے اجزاء باقی رہتے ہیں، اس لئے ظاہر ہے یہ قلب ماہیت نہیں ہے، تاہم میڈیکل میں جو اس کا استعمال کیپسول وغیرہ کی ساخت میں کیا جاتا ہے ضرورۃ للعلاج اوی گنجائش ہوسکتی ہے، لیکن بسکٹ اور ٹافیوں میں اس کی کوئی گنجائش سمجھ میں نہیں آتی، بوجہ عدم ضرورۃ شدیدہ، اس لئے اس طرح کے بسکٹ اور ٹافیوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

تبدیلی حقیقت

مفتی عزیز الرحمن صاحب *

انقلاب ماہیت، انقلاب عین، انقلاب حقیقت تینوں چیز ایک ہی ہیں، انقلاب ماہیت (یعنی) "ما یقوم به الشئ" جس پر کسی چیز کا قیام ہو) اگر وہ حقیقت نہ ہو تو وہ شئ معدوم ہو جائے اور دوسری چیز بن جائے، اس کا نام اور خاصیت اور کیفیت دوسری ہو جائے، مثلاً گوبر، پاخانہ کو جلا کر راکھ بنا دیں تو اس کا نام بھی بدل گیا، اور اس کے تمام اوصاف اور کیفیات بھی بدل گئے۔

۱- "أما النوشادر المستجمع بدخان النجاسة فهو طاهر" (البحر ۱/ ۲۳۹)

(نجس نوشادر جو نجاستوں کی بھاپ سے بنتا ہے وہ پاک ہے)۔

۲- "ولا يكون رماد قذر ا لا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار" (رد المحتار ۱/ ۲۹۲)

(نجس نہیں ہوتی گندگی کی راکھ، ورنہ تمام شہروں میں روٹیاں ناپاک ہو جائیں گی)۔

الف- اوپر چند مثالیں ذکر کی ہیں مثلاً نوشادر جو نجاسات کے دھوئیں کے جم جانے سے بھاپ بن گیا وہ پاک ہو گیا۔

ب- راکھ گوبر کی پاک ہو گئی۔

ج- اسی طرح خون منجمد ہو کر جب علقہ بن گیا اور اس نے جسم انسانی اختیار کر لیا پاک ہو گیا۔

---

* مفتی دار القضاء مدرسہ حدیث العلوم بجنور یوپی۔

میں مجموعی شکل وتاثیر ضرور بدلتی ہے، اس کے باوجود ہر چیز اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود ہوتی ہے اور اس کے مطابق دوا موثر ہوا کرتی ہے، تو آیا اس طرح کی دواؤں کا استعمال شرعاً درست رہے گا۔؟ واضح رہے کہ دواؤں کا استعمال روز مرہ کی ضرورت وحاجت پر مبنی ہے جس سے عام طور پر کسی انسان کو مفر نہیں، لہذا "الضرورات تبیح المحظورات" کا تقاضا یہی ہے کہ ان دواؤں کا استعمال جس میں الکحل کی آمیزش ہو شرعاً صحیح اور درست ہوگا۔

فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں استہلاک عین کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت کا مصداق ہوگا؟۔

میری ناقص رائے میں اس استہلاک کو قلب ماہیت نہیں کہنا چاہئے جب تک کہ شی کی بنیادی عناصر ختم نہ ہو جائے، اگر تمام ہی اجزاء میں (بعض اوصاف وخصوصیات کھونے کے باوجود) بعض خاص اور اہم خصوصیات باقی رہتی ہیں تو پھر کیسے اسے انقلاب ماہیت گردانا جاسکتا ہے، مثلاً دواؤں میں الکحل کی آمیزش کو انقلاب ماہیت نہیں کہا جاسکتا کیونکہ الکحل کا بنیادی جوہر یعنی 'اسکار' کا پایا جانا امر واقعی ہے۔

۸- صابن عموماً چربی سے تیار ہوتا ہے، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے، چربی کی دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شی تیار کرنا قلب ماہیت میں داخل ہونا چاہئے: "عبارة المجتبیٰ جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یطهر عند محمدؒ ویفتی به للبلوی... مالو وقع انسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یکون طاهر لتبدل الحقیقة" (شامی ۱ر ۲۰)۔

جہاں تک ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کے پاؤڈر ملانے کا مسئلہ ہے تو ایسا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا درست ہے خواہ یہ ہڈیاں مردار یا خنزیر کسی بھی جانور کی ہوں، کیونکہ خنزیر کے

وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ تحول کی دو صورتیں ہیں۔

تحول کی پہلی صورت: تحول کی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک چیز جب دوسری چیز سے ملتی ہے اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے ان کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسے خلط کہتے ہیں، دونوں کے ملنے سے جو مرکب تیار ہوتا ہے اسے مخلوط کہا جاتا ہے، جبکہ یہ کہ ایک شئی کا دوسری شئی کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات اور تاثیرات کسی پوری طرح نہ بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ صفتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیلی ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ میں پانی ملا دیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو کسی مقصد سے ملا دیا گیا ہے، اس لئے ترکیب سے ایک شئی کی صفت دوسری اور دوسری شئی کی صفت اور تاثیر کے باہم ملنے سے مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، اس لئے مفرد دواؤں کی خاصیت اور مرکب دواؤں کا مزاج مختلف ہوا کرتا ہے۔

تحول کی دوسری صورت: تحول کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئی کی خاصیت پورے طور پر تبدیل کر کے اس شئی کی اصل حقیقت اور ماہیت کو اس طرح بدل دے کہ گویا ایک نئی شئی وجود میں آگئی ہو، جیسے خمر کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ سرکہ بنا دیا جانا، یا سرکہ کو شراب بنا لیا جانا وغیرہ کہ ان صورتوں میں پہلی شئی (جو قبل از انقلاب تھی) میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آگئی ہے کہ اس کی حقیقت بدل کر ایک نئی شئی کا وجود متحقق ہے، علم شریعت (انقلاب ماہیت سے تبدیلی احکام) کا مدار اسی تبدیلی ماہیت پر ہے، لہٰذا اگر کوئی شئی اصلاً نجس ہو، لیکن اس میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آگئی

ہو جس نے اس شئی کی اصل حقیقت کو بدل کر نئی شئی کو وجود بخشا ہو تو حکم نجاست ختم ہو جائے گا۔

۱؎ رد المحتار ۱/۲۹۱، ۱۰۰

ماحصل

غرض ابن عابدین وابن نجیم کی ذکر کردہ اصولی بحث کا ماحصل یہ ہے کہ جب شئی بعد قلب اپنی سابقہ شکل وصورت، حقیقت وماہیت اور تاثیر یکسر ختم کردے، اس کا نام کام سب بدل جائے تو اسے قلب ماہیت کہا جائے گا، اگر اس کی سابقہ حقیقت وماہیت کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہی ہو تو اسے انقلاب ماہیت نہیں کہا جائے گا، بلکہ اس کی حیثیت بس خلط اور ملاوٹ کی ہوگی۔ جو تبدیلی احکام میں ذرا موثر نہیں۔ اس کی مثال دور موجود کے اعتبار سے ادویہ وغیرہ میں الکحل اور اسپرٹ (جو دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی محرکت اور دیگر اجزاء کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچانے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے) وغیرہ کی آمیزش ہے، کیونکہ اپنی حقیقت نہیں کھوتی۔ اس لئے وہ دوائیں جن میں "الکحل" اور "اسپرٹ" ایک خاص مقدار میں موجود رہتی ہے نشہ کے عادی لوگ اس کو زیادہ مقدار میں پی کر نشہ کی کیفیت اور لذت محسوس کرتے ہیں، اسی لئے علامہ شامی نے ایک موقع سے اس سلسلہ کی گفتگو کے دوران فرمایا ہے کہ شیرۂ انگور جو کہ پکانے سے جم جاتا ہے (اگر وہ ناپاک انگور یا کشمش یا منقیٰ کا ہو) تو جم جانے کی وجہ سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ حقیقت بدل گئی، بلکہ وہ شیرہ ہی ہے جو پکانے کی وجہ سے جم گیا (ورنہ سیال تھا)، اسی طرح (ناپاک) تل کو اگر کوٹ کر تیل نکالا جائے اور تیل کے ساتھ اس کے اجزاء مل جائیں تو اس میں صرف وصف کا تغیر ہے (حقیقت کا نہیں) جیسے دودھ کو پنیر بنالیا جائے یا گیہوں کو پیس لیا جائے یا پسے ہوئے گیہوں کی روٹی پکالی جائے (تو ان تمام صورتوں میں حقیقت نہیں بدلے گی، بلکہ صرف وصف وشکل بدلے گی) برخلاف اس کے کہ شراب سرکہ بن جائے، یا گدھا نمک کی

کان میں گر کر نمک بن جائے، اسی طرح پاخانہ کو جلا کر راکھ یا مٹی وغیرہ بن جائے تو ان ساری صورتوں میں ایک حقیقت دوسری حقیقت سے بدل جاتی ہے، محض وصف ہی کا تغیر نہیں ہوتا

(رد المحتار ۱/ ۲۱۰ کتاب الطہارت، باب الانجاس، نیز دیکھئے البحر الرائق ۱/ ۲۳۹)۔

علامہ شامی اس سے ذرا اور واضح انداز میں مزید تقویت کے ساتھ صاحب فتح القدیر سے نقل فرماتے ہیں: "إن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة، وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض مفهومها، فكيف بالكل۔ فإن الملح غير العظم واللحم، فإذا صار ملحاً ترتب حكم الملح۔ ونظيره في الشرع: النطفة نجسة، وتصير علقة وهي نجسة، وتصير مضغة فتطهر" (رد المحتار ۱/ ۲۱۰، نیز دیکھئے البحر الرائق ۱/ ۲۳۹، الدسوقی ۱/ ۵۲)۔

خلاصۂ بحث

جن صورتوں میں شئی کی اصل اور حقیقت و ماہیت اور اس کی تاثیر بدل جائے، ان صورتوں میں "انقلاب ماہیت" کا حکم لگے گا، اور جن صورتوں میں شئی کی اصل اور حقیقت و ماہیت اور اس کی تاثیر نہ بدلے، ان صورتوں میں "انقلاب ماہیت" کا حکم نہیں لگے گا، گو اس کے اوصاف بدل گئے ہوں، دیکھا یا جائے کہ فقہ یا کشید کرنے کا عمل، ادویہ میں "الکحل" اور "اسپرٹ" ملانے کا عمل، صابن وغیرہ میں مردار یا غیر مردار کی چربی ڈالنے کا عمل، لپ اسٹک وغیرہ میں چربی ملائے جانے کا عمل، ٹوتھ پیسٹ میں ہڈیوں کے پاؤڈر ملائے جانے کا عمل، مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں ادویہ میں ملانے کا عمل، جلاٹین کئے جانے کا عمل وغیرہ (جو کہ زیر بحث مسئلہ سے متعلق ہے) کس حیثیت سے تعلق رکھتا ہے؟۔ آیا اس کی اصل، شکل و صورت، حقیقت و ماہیت اور تاثیر بالکل بدل جاتی ہے یا نہیں؟۔ جن صورتوں میں نہیں بدلتی

ہے، ان میں "انقلاب ماہیت" کا حکم نہیں لگے گا اور انقلاب ماہیت کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

رائے اپنی

ویسے اپنے ناقص خیال میں گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنے کا عمل (کیونکہ پانی اپنی اصل کے لحاظ سے پاک ہوتا ہے، ناپاک کسی عارضی سبب کی بناء پر ہوتا ہے اور جب اس عارضی شئی کو نکال دیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ ناپاک رہ جائے، اسی کو علامہ شامی نے یوں ذکر فرمایا ہے: "شریعت نے وصف نجاست کو ایک خاص وصف کے ساتھ متعلق کیا ہے اور کوئی بھی حقیقت اپنے بعض اجزاء کے ختم ہو جانے سے ختم ہو جاتی ہے اور بدل جاتی ہے تو اگر سارے اجزاء بدل جائیں تو کیوں نہ حقیقت ختم ہو جائے گی"۔ اس کے بعد ہڈی و گوشت کے نمک ہونے کی مثال خود شریعت سے اس کی دو نظیر پیش کی ہیں (رد المحتار ۱؍۲۱۶-۲۱۷)، پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنے کا عمل، مختلف قسم کی شرابوں سے اس کے جوہری جزء کو نکالنے کا عمل (اس لئے کہ جزء ضروریہ کو نکالنے کے بعد شئی کی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی (رد المحتار ۱؍۲۱۷)، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئی کے اجزاء کو علیحدہ کر دینے اور اس کی کیفیت وخاصیت بدل دینے کا عمل، یا چمڑہ اور ہڈی وغیرہ میں جلاٹین کا معاملہ، یا صابن وغیرہ میں چربی کے خلط واختلاط کا عمل (اس کی نظیر کے لئے دیکھئے رد المحتار ۱؍۲۰) "انقلاب ماہیت" کے حکم میں ہونا چاہئے اور اس پر اس کے احکام نافذ ہونے چاہئیں، کیونکہ ان تمام صورتوں میں غالباً شئی کے اجزاء ضروریہ بدل جاتے ہیں اور شئی کے کسی ایک بھی جزء ضروری کے بدلنے سے اس کی حقیقت و ماہیت کھو جاتی ہے، چنانچہ علامہ شامی نے صاحب فتح القدیر کی دو نوک تصریحات اور پھر شریعت سے اس کی دو نظیر نقل فرمائی ہیں۔

انقلاب ماہیت کے اسباب

انقلاب ماہیت کے مختلف اسباب ہیں اور ہو سکتے ہیں، جو میرے خیال میں شمار سے یک قلم باہر ہیں، مگر یہاں اسباب سے سبب فقہی و شرعی ہرگز مراد نہ ہوگا، بلکہ وہ طریقے مراد ہوں گے جن کے ذریعہ قلب ماہیت و حقیقت کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان طریقوں سے "انقلاب ماہیت" ہو ہی جائے گا، بلکہ انقلاب ماہیت کے لئے اس کی عین، حقیقت و ماہیت اور تاثیر کا بدلنا ضروری و لابدی ہوگا، مثلاً: جلنا یا جلانا، انقلاب ماہیت کا ایک طریقہ ہے، مگر یہ ضروری نہیں کہ جو بھی شئی جلے گی خواہ جل کر اپنے وجود و اپنی حقیقت نہ کھوئی ہو، اس پر انقلاب ماہیت کا حکم لگے گا، بلکہ اس کے لئے انقلاب ماہیت کلی طور پر لازم ہوگا۔

اسی طرح خلط و اختلاط "انقلاب ماہیت" کا ایک طریقہ اور ذریعہ ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بلا اپنی سابقہ حقیقت و تاثیر کھوئے اس پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا، بلکہ اس کے لئے "انقلاب ماہیت" ضروری ہوگا۔

حقیقت و ماہیت اور تاثیر کھونے کی مثال گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، اور حقیقت و ماہیت نہ کھونے کی مثال ادویہ وغیرہ میں "الکحل" اور "اسپرٹ" وغیرہ کا ملایا جانا ہے۔

انقلاب ماہیت کے اسباب میں سے ایک سبب کیمیاوی عمل ہے، مگر یہاں پر بھی وہی بات رہے گی کہ اس سے پورے طور پر "انقلاب ماہیت" ہو جائے، ورنہ (سابقہ خاصیت پورے طور پر ختم ہو کر ایک دوسری شئی وجود میں نہ آئے تو اس صورت میں بھی) "تبدیلی ماہیت و حقیقت" کا حکم نہیں لگے گا (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیۃ [illegible])۔

انقلاب ماہیت کے اسباب و وسائل

مولانا شوکت ثناء قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے تمام چیزوں کو انسانوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں، جن کو انسان مختلف شکلوں میں اپنی مختلف ضرورتوں کے لئے استعمال کرتا ہے، لیکن ان میں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا استعمال شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے، اور جن چیزوں کے استعمال کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، اس کو عام حالات میں اس کی اصل شکل و صورت میں استعمال کرنے کی شرعی گنجائش نہیں ہو سکتی ہے، البتہ اگر اس کی حقیقت و ماہیت بدل جائے تو ناپاک شی بھی پاک ہو سکتی ہے جیسا کہ گدھا نمک کے کان میں گر کر نمک بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔

فقہاء احناف کے یہاں انقلاب حقیقت سے ناپاک اشیاء پاک ہو سکتی ہیں، لیکن یہ اصول دوسرے فقہاء کرام تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد انقلاب حقیقت کی وجہ سے سوائے خمر کے جب کہ وہ خود بخود بلا دخل انسانی کے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ کسی بھی ناپاک شی کو پاک نہیں قرار دیتے ہیں (دیکھئے البحر الرائق مع المنحۃ ۱/ ۱۴۴، المغنی ۱/ ۵۵، مغنی المحتاج ۱/ ۸۱، حاشیۃ الدسوقی، ابن عابدین ۱/ ۲۱۰)۔

اور علامہ وہبہ زحیلی ائمہ کے مذاہب پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"فلا تطهر نجاسة بالاستحالة ولا بنار، فرماد الروث النجس نجس

☆ استاذ جامعہ عائشہ نسواں حیدرآباد۔

والتراب المجبول بروث حمار أو بغل ونحوه مما لا يؤكل لحمه نجس ولو احترق كالخزف، والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس و ما تصاعد من بخار رماد نجس الى جسم صقيل أو غيره نجس، ولو وقع كلب في ملاحة فصار ملحا أو في صبانة فصار صابونا فهو نجس" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱؍ ۱۵۱)۔

البتہ احناف کے یہاں انقلاب ماہیت طہارت کے اسباب میں داخل ہے۔ لہٰذا ان کے یہاں انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاکی کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

"السابع انقلاب العين فان كان في الخمر فلا خلاف في الطهارة وان كان في غيره كالخنزير والميتة تقع في المملحة فتصير ملحا يؤكل، والسرقين والعذرة تحترق فتصير رمادا تطهر عند محمد خلافا لأبي يوسف وكثير من المشائخ اختاروا قول محمد و في الخلاصة، وعليه الفتوى" (البحر الرائق ۱؍ ۲۳۹، فتح القدیر ۱؍ ۱۷۰، حلبی کبیر ۹۳)۔

خلاصہ یہ کہ انقلاب ماہیت اور تبدیل حقیقت کی وجہ سے احناف کے یہاں ناپاک چیز پاک ہوجاتی ہے۔ برخلاف ائمہ ثلاثہ کے کہ ان کے یہاں ناپاک شی ناپاک ہی رہے گی۔

ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق ان سوالات کا جواب نہایت ہی مشکل ہے، البتہ احناف کے یہاں مفتی بہ قول کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سوالوں کا جواب درج ذیل ہے:

۱- کسی بھی شی کے وہ بنیادی عناصر جس کے رہتے ہوئے یہ سمجھا جائے کہ اس شی کی حقیقت و ماہیت تبدیل نہیں ہوئی بلکہ یہ شی اپنی اصل شکل وصورت پر باقی ہے۔ وہ بنیادی عناصر رنگ، بو اور صورت وکیفیت ہے، لہٰذا اگر کسی چیز کے اندر مختلف قسم کی تبدیلیاں ہوچکی ہوں اور اس کی ظاہری شکل وصورت بھی بدل گئی ہوں لیکن ان چیزوں میں تبدیلی نہیں آئی یا ایک دو کے

نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی رہے گا، اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم ہیں اور آٹے کے زیادہ، اس لئے دو روٹی میں محسوس نہیں ہوتے ہیں، یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب (کفایت المفتی ۲/ ۳۹۳)۔

علامہ ابن عابدین ناپاک زبیب جب کہ اس کو پکا کر شیرہ بنالیا جائے اس کے عدم طہارت کا حکم بیان کرتے ہیں (دیکھئے ردالمحتار ۱/ [illegible])۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت کے لئے شئی کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا تبدیل ہو جانا ضروری ہے۔

۳- کسی چیز میں اگر ایسی تبدیلی ہو جائے کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آ جائے۔ لیکن نئی پیدا ہونے والی چیز کے اندر کچھ سابق خصوصیات وکیفیات باقی ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ حقیقت منقلبہ کے بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں ہے، جیسے شراب سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے، یا صابن میں قدر دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے (دیکھئے ردالمحتار ۱/ [illegible])۔

البتہ انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب اور اختلاط میں اشتباہ و پیش آ جاتا ہے، اور انقلاب کو اختلاط اور اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں احناف کے یہاں مفتی بہ قول کے مطابق نجس العین اور غیر نجس العین اور اسی طرح ان دونوں کے مختلف اجزاء میں کوئی فرق نہیں ہے، اگر ان دونوں کے اندر انقلاب ماہیت پالیا گیا تو وہ چیز ناپاک ہو جائے گی (دیکھئے تبیین ۱/ ۱۸۸، فتح القدیر ۱/ ۱۷۶)۔

ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہاں ان دونوں کے درمیان فرق ہے، یہ حضرات نجس العین کے انقلاب حقیقت کی وجہ سے طہارت کے قائل نہیں ہیں۔

۵- سوال میں مذکورہ قلب ماہیت کے اسباب کے علاوہ ہر وہ چیز جو قلب ماہیت کے حصول میں موثر ہو سکتی ہے، اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ فقہاء کرام نے جو چند صورتیں ذکر کی ہیں، یہ ان کے اپنے زمانے کے لحاظ سے تھا اور آج جب کہ مختلف قسم کے کیمیکل ایجاد ہو چکے ہیں جن کے ذریعہ یہ مقصد بآسانی حاصل کیا جا سکتا ہے، لہذا موجودہ دور کے تمام وہ کیمیکل جو اس مقصد کے حصول کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، یا کئے جا سکتے ہیں، وہ سب کے سب اسباب قلب ماہیت کے تحت داخل ہوں گے۔

۶- اگر کسی چیز کی حقیقت و ماہیت بالکل بدل جائے یا کسی چیز کے ذریعہ بدل دی جائے تو اس کے احکام بھی بدل جائیں گے، اور اگر محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے۔ مثلاً شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دیا جائے تو اس کی حرمت اور ناپاکی ختم ہو جائے گی (ہندیہ ۵/ ۴۱۰)۔

لیکن اگر کسی طرح اس کے بعض اجزاء نکال لئے جائیں جس کی وجہ سے بو وغیرہ ختم ہو جائے تو اس کے باوجود بھی وہ ناپاک رہے گا، کیونکہ اس کی وجہ سے اس چیز کی حقیقت نہیں تبدیل ہوئی بلکہ تجزیہ کر کے اس کے بعض اجزاء کو نکال لیا گیا۔

حاصل یہ ہے کہ حقیقت و ماہیت کا بدل جانا جس کو انقلاب ماہیت اور استحالہ وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسرا ہے اور کسی شیٔ کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ کر دینا جس کو "تجزیہ" کہا جاتا ہے، کسی چیز کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں مگر محض تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے۔

سوال میں مذکورہ صورت تجزیہ ہی کے تحت آتی ہے، نہ کہ استحالہ کے تحت، لہذا الکحل اور

کشید کرنے کا جو عمل ہے وہ قلب ماہیت میں داخل نہیں ہوگا۔

۷- دوا انسان کی ایک ایسی ضرورت ہو چکی ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، بلکہ یہ کہا جائے کہ انسانی زندگی کا ایک لازمی جزء بن چکی ہے، آئے دن نت نئی بیماریوں کا وجود اور اس کے مطابق دواؤں کی تشخیص عام ہوتی ہے، ان میں سے بعض دوائیں مفرد ہوا کرتی ہیں اور بعض مرکب، جو مختلف اجزاء و عناصر سے مل کر تیار ہوتی ہے، خواہ وہ دوائیں جو مشروب یا سیال ہیں، ان میں ملنے والی چیزیں پاک اور حلال بھی ہوتی ہیں اور ناپاک و حرام بھی جیسا کہ آج کل عام طور سے انگریزی دواؤں میں "الکحل" کا استعمال ہوتا ہے جو اصل شراب ہے، اسی طرح مختلف جانوروں کا خون اور اس کے دوسرے اجزاء بھی شامل کئے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے دوا زود اثر اور موثر ہوا کرتی ہے۔

الکحل ملی ہوئی چیزوں اور خصوصاً اس سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال جب کہ وہ انگور کے شیرہ اور تمر سے نہ بنا ہوا ہو امام اعظم کے یہاں اس کا استعمال جائز اور درست ہے، اور عام طور سے انگریزی دواؤں میں جس الکحل کی آمیزش ہوتی ہے وہ شیرۂ انگور اور تمر سے بنا ہوا نہیں ہوتا ہے (دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۵۰)۔

البتہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً تمر اور انگور کے علاوہ سے بنی ہوئی شراب بھی حرام ہے، اس لئے اس سے بنا ہوا الکحل بھی ناپاک اور حرام ہوگا۔

امام اعظم کے نزدیک شراب یا اسی طرح دوسری نجس و حرام چیز اگر دوا وغیرہ میں ملی ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز و درست نہیں ہے، وہ حرام و ناجائز چیزوں سے علاج کو جائز نہیں سمجھتے، لیکن بعد کے فقہاء احناف نے بر راہ حاجت و ضرورت اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

"وفي الدر المختار: وجوزه في النهاية بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يوجد مباح يقوم مقامه (الدر المختار ۵/ ۲۴۹)۔

بہرصورت تبدیلی کی وجہ سے پاک ہے، البتہ اگر بسکٹ وغیرہ میں مردار کی چربی وغیرہ ملا دی گئی تو اس بسکٹ کا استعمال کرنا درست نہیں ہوگا، جیسا کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکائی جائے تو روٹی ناپاک ہے۔ اسی طرح بسکٹ بھی ناپاک ہوگی، کیونکہ مردار کی چربی اس صورت میں فی نفسہٖ اپنی حقیقت نہیں چھوڑ رہی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی رہے گا اور اس کا محسوس نہ ہونا اجزاء کے قلیل ہونے کی وجہ سے ہے، چونکہ چربی کے اجزاء کم ہیں اور بسکٹ کے زیادہ، اس لئے وہ بسکٹ میں محسوس نہیں، پس اس کو اختلاط کہا جائے گا نہ کہ انقلاب اور زیادہ سے زیادہ تبدل وصف کا حکم لگایا جا سکتا ہے، اور محض تبدل وصف کی وجہ سے کوئی چیز پاک نہیں ہوتی ہے (دیکھئے رد المحتار ۱/ ۲۱۹)۔

محض ایک وصف کا بدل جانا انقلاب حقیقت نہیں ہے، بلکہ اس کو انقلاب وصف کہا جا سکتا ہے، اور کسی ناپاک شئی کے پاک ہونے کے لئے انقلاب حقیقت ضروری ہے، اور بسکٹ میں ملی ہوئی شراب وغیرہ نجس اشیاء کا محض وصف بدل جاتا ہے، نہ کہ اس کی حقیقت، لہٰذا اس جیسی بسکٹ وغیرہ نجس ہی رہے گی، اس کا کھانا درست نہیں ہوگا، اور یہی حکم مردار اور خنزیر کی ہڈی وغیرہ سے بنا ہوا ٹوتھ پیسٹ کا بھی ہوگا۔

سوال ۹ کا جواب جواب ۷ میں آچکا۔

۱۰- جلاٹین اگر ماکول اللحم اور مذبوح جانور کے چمڑے یا ہڈی سے تیار کر کے مختلف چیزوں میں استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ اگر مردار یا خنزیر کے چمڑے یا ہڈی سے تیار کر کے مختلف مراحل سے گزار کر اس کے بال اور نجس رطوبات کو زائل کر دیا جاتا ہے، نہ کہ حقیقت و ماہیت تبدیل کر دی جاتی ہے۔ بلکہ محض اس کو استعمال کے قابل بنانے کے لئے یہ مختلف صورتیں اختیار کی جاتی ہیں، تا کہ اس کو مزہ بڑھانے کے لئے استعمال کیا جا سکے، میرے خیال میں یہ عمل قلب ماہیت میں داخل نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس سے مل کر بنی ہوئی اشیاء نجس اور ناپاک

ہونے کی وجہ اس سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ دوسری قسم کی بناسپتی گھی، بسکٹ اور آئس کریم بکثرت موجود ہیں جس سے انسان اپنی ضرورت کی تکمیل کر سکتا ہے، بنا بریں اگر ان چیزوں کا استعمال نہ کیا جائے تو کوئی حرج و نقصان نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت قلب ماہیت میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے جن میں ملی ہوئی اشیاء کا استعمال ناجائز و حرام ہے۔

کیا کیمیاوی عمل انقلاب ماہیت کے دائرہ میں آتا ہے؟

مولانا امتیاز احمد ☆

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو حلال طیب فرمایا ہے، اور بعض کو حرام و ناجائز، جو چیزیں ہمارے لئے حلال ہیں اور ان کا استعمال درست ہے، اس میں انسان کے فائدے ہیں اور جن چیزوں کا استعمال درست نہیں ہے، ان کا استعمال انسان کے لئے نقصان دہ ہے۔

یوں تو احناف کا راجح مسلک اور نقطۂ نظر یہی ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، علامہ ابن نجیم نے "الاشباہ" میں اباحت، حظر اور توقف تینوں قول ذکر کرنے کے بعد صاحب ہدایہ کا نقطۂ نظر اباحت کا ذکر کیا ہے۔

"مصنف کی کتاب شرح منار میں ہے کہ بعض حنفیہ کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت ہے، احناف میں سے امام کرخی کا یہی نقطۂ نظر ہے، اور اصحاب الحدیث کے نزدیک اصل حرمت ہے، اور ہمارے بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ اس میں توقف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شی کے لئے کوئی نہ کوئی حکم ضرور ہوتا ہے مگر عقل سے اس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور ہدایہ کی فصل حداد میں ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے" (اشباہ ۱۵)۔

علامہ حموی نے اس پر نوٹ لکھتے ہوئے علامہ ابن ہمام کے استاذ قاسم بن قطلوبغا کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آخری قول جمہور اصحاب احناف کے یہاں مختار قول ہے:

☆ ریسرچ سکالر المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

"علامہ قاسم ابن قطلوبغا نے اپنے بعض رسائل میں ذکر کیا ہے کہ مختار قول جمہور اصحاب احناف کے نزدیک اباحت کا ہے۔ (رد المحتار)

اسی بنیاد پر جن چیزوں کے حرام اور ناجائز ہونے کی صراحت نہیں کی گئی ہے فقہاء احناف اسے جائز اور مباح اور حلال سمجھتے ہیں، لیکن جن چیزوں کے حرام اور نجس ہونے کی صراحت قرآن و حدیث میں کر دی گئی ہے۔ ان کا استعمال بالاتفاق درست نہیں۔ ناپاک اشیاء میں بعض تو ایسی ہیں جن کی نجاست پر سب کا اتفاق ہے اور بعض ایسی ہیں جس میں اختلاف ہے، جیسے کتا احناف کے یہاں ناپاک ہے، امام شافعی کے یہاں پاک۔ اور بعض نجاستیں ایسی ہیں جس میں خود اصحاب احناف کا غلیظہ اور خفیفہ ہونے میں اختلاف ہے، جیسے ماکول اللحم جانوروں کے فضلے صاحبین کے نزدیک خفیفہ ہے اور امام صاحب کے نزدیک غلیظہ ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۸۰)۔

بہر صورت علی اختلاف الاقوال جو اشیاء ناپاک و نجس ہیں اگر ان کی تطہیر کر دی جائے تو ان کا استعمال شرعاً درست ہو جاتا ہے، کھانے کی قبیل سے ہو تو اسے کھایا بھی جا سکتا ہے۔

فقہاء نے تطہیر کی کئی صورتیں لکھی ہیں، صاحب مجمع الرموز نے تطہیر نجاست کی دس صورتیں لکھی ہیں:

یہ بات علم میں رہے کہ جن چیزوں سے نجاست کی تطہیر کی جاتی ہے وہ دس ہیں، احراق کے سوا دسوں کو صراحتاً مصنف نے ذکر کیا ہے۔

وہ دس یہ ہیں: ۱- دھونا، ۲- پونچھنا، ۳- کھرچنا، ۴- سوکھنا، ۵- جلانا، ۶- انقلاب، ۷- جفاف، ۸- دباغت، ۹- ذبح، ۱۰- نزح (کنویں کا پانی نکالنا) (جامع الرموز ۱/ ۵۵)۔

علامہ حصکفی اور علامہ شامی نے تیس سے زائد صورت تطہیر نجاست کی لکھی ہے، (دیکھئے شامی مع الدر المختار ۱/ ۲۱۵)۔

تطہیر کی ان صورتوں میں سے ایک صورت انقلاب ہے، جیسا کہ مذکور ہوا۔ تطہیر کی اسی

صورت پر مجھے اس وقت روشنی ڈالنی ہے، اور اس سے متعلقہ سوالات کا جواب دینا ہے۔

۱- انقلاب ماہیت کا لغوی معنی ماہیت کا بدل جانا ہے، ''لسان العرب'' میں ہے: ''التغیر عن العین'' ذات شی کا بدل جانا اور فقہی اصطلاح میں انقلاب ماہیت یہ ہے کہ شی اپنی حقیقت اصلیہ مخصہ کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے۔ اور کسی اچھی چیز کی ماہیت اور عینیت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک اس کے بنیادی عناصر اس میں پائے جائیں اور بنیادی عناصر تین ہیں:

۱- رنگ، ۲- مزہ، ۳- خاصیت

اگر کسی چیز کی ظاہری شکل بدل گئی مگر مزہ باقی ہے تو سمجھا جائے گا کہ ابھی وہ شی اپنی عینیت پر باقی ہے، اگر مزہ بھی بدل گیا مگر رنگ کا اثر ہے، تو بھی ابھی اس کی پوری عینیت ختم نہیں ہوئی، مزہ اور رنگ دونوں ختم ہو گئے مگر اس کی بو باقی ہے، تو ابھی بھی یہی سمجھا جائے گا کہ اس کی عینیت باقی ہے، البتہ رنگ کے سلسلہ میں یہ تفصیل سامنے رہے کہ رنگ گہرا نہ ہو، اگر رنگ کا گہرا پن زائل ہو گیا اور بقیہ دو وصف بھی بدل گئے ہیں، تو اس کی عینیت کے بدل جانے کا حکم لگایا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے تینوں بنیادی وصف کا بدلنا ضروری ہے، صرف رنگ کے سلسلہ میں مذکورہ وضاحت پیش نظر رہے۔

امام غزالیؒ نے ''احیاء علوم الدین'' میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اگر نجاست عینیہ ہے تو عینی نجاست کا زائل کرنا اور مزہ کا باقی رہنا عین شی کی بقاء پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح رنگ کی بقاء کا حکم ہے مگر وہ رنگ جو چپکا رہے، وہ معاف ہے، ہٹانے اور کھرچ ڈالنے کے بعد، بہر حال بو تو اس کی بقاء بھی عین شی کی بقاء پر دلالت کرتی ہے''

(احیاء علوم الدین ۱/ ۱۵۵، نیز دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۲۱۹)۔

اگر یہ بنیادی عناصر کسی شی میں موجود ہوں، اس کے ساتھ اس میں دیگر تغیرات ہو گئے

ہوں تو ان تغیرات کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اور شئی کی ماہیت علی حالہ باقی رہے گی، جیسے (Filter
Water) اس میں دوا ڈال کر عام پانی سے اسے ممتاز کیا جاتا ہے، اور اب یہ پانی عام پانی کے
مقابلہ میں زیادہ بہتر شمار ہوتا ہے، اور صحت وغیرہ کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے، دوا ڈالنے کی وجہ سے
اس میں جو تغیر ہوا وہ تغیر ضرور ہے مگر پانی کے جتنے اوصاف ہیں وہ سب باقی ہیں، لہذا اس فلٹر شدہ
پانی سے بھی وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے، الغرض کسی بھی شئی کے ایسے بنیادی وصف جو اس کے ساتھ
خاص ہوں ان کے بدل جانے سے انقلاب ماہیت کی صورت پائی جائے گی، اگر ایسا نہ ہو تو اسے
انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے، اگر وہ شئی ناپاک ہے تو ناپاکی کا حکم علی حالہ اس میں باقی رہے گا۔

۲- ابھی جیسا کہ سوال نمبر ۱ کے جواب میں عرض کیا جا چکا ہے کہ انقلاب ماہیت یا استحالہ
عین یا تحول عین کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ شئی اپنی حقیقت کھو کر دوسری حقیقت اختیار کرلے
اس طور پر کہ اس کا کوئی وصف باقی نہ رہے، البتہ رنگ کے سلسلہ میں جو تفصیل گذر چکی ہے وہ ملحوظ
رہے، بعض حضرات نے رنگ کا سرے سے اعتبار ہی نہیں کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر بو اور
کیفیت ختم ہوگئی تو وہ شئی پاک سمجھی جائے گی اگرچہ وہ ناپاک شئی ہو جیسا کہ جامع الرموز میں ہے

"وفی مبسوط شیخ الاسلام أن النجاسة بالنتن والعین لا اللون وفی الخزانة کل نجس یزول طعمه وریحه طهر" (جامع الرموز، ج ۱) (اور شیخ الاسلام کی
مبسوط میں ہے کہ نجاست کا تعلق نتن (بو) اور عین سے ہے نہ کہ رنگ سے اور خزانۃ المفتین میں
ہے ہر وہ نجس جس کا مزہ اور جس کی بو زائل ہو جائے وہ پاک ہے)۔

رنگ کے سلسلہ میں فقہاء کے ان اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر رنگ ہلکا ہو
تو اس کا ازالہ نہ کیا جائے یعنی بغیر ازالے کے یا اس کی تعمیم ممکن نہیں، اگر رنگ گاڑھا ہے تو اس کا ہلکا
ہو جانا ہی کافی ہے۔ الغرض انقلاب ماہیت میں سرے سے رنگ کا اعتبار نہ ہو یہ بھی ٹھیک نہیں، اور
رنگ کا پورا اعتبار کیا جائے ایسا بھی نہیں۔

۳- شی میں اگر تبدیلی ہوگئی اور اس کے جوہری عناصر ختم ہوگئے اور مزاج میں بھی تبدیلی ہوگئی ہے، اس کے بعد دو صورت ہو سکتی ہے، جیسا کہ سوال میں درج کیا گیا کہ جن اشیاء سے مل کر نئی چیز بنی ہے، ان کا کوئی بھی اثر باقی رہے یا نہ رہے، ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت تو ایسی ہے جس کے انقلاب ماہیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں، نام، مزاج، بنیادی عناصر کے ازالہ کے ساتھ کسی وصف کا باقی نہ رہنا صاف بتاتا ہے کہ انقلاب ماہیت ہوگیا، اگر ناپاک اشیاء سے انقلاب ماہیت پاک اشیاء کی طرف ہوا ہے تو اس کے پاک ہونے کا حکم لگے گا، فقہاء اس کی مثال میں خمر کے سرکہ اور خنزیر کے نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جانے کو پیش کرتے ہیں، ان دونوں مثالوں میں پہلی صورت و حقیقت کی کوئی بھی کیفیت دوسری شی میں باقی نہیں رہتی، البتہ دوسری صورت جس میں نام، مزاج اور عناصر کے ختم ہو جانے کے باوجود کچھ نہ کچھ اثر شی اول کا باقی رہتا ہے، اس کے انقلاب ماہیت ہونے میں ذرا شبہ ہو سکتا ہے کہ جب اثر باقی ہے، تو انقلاب ماہیت کیونکر متحقق ہوا، جیسے صابن جو ناپاک چربی خواہ وہ مردار کی ہو یا خنزیر وغیرہ کی تیار کیا گیا ہو تو اس میں ماہیت، نام وغیرہ بدلنے کے باوجود چربی کی دسومت کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہا ہے، مگر فقہاء اس کے باوجود اس کی حلت کے قائل ہیں اور اس اثر کا کوئی اعتبار نہیں کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ موروثی طور پر کچھ اثر باقی رہے تو گویا وہ کالعدم کے درجہ میں ہے یا وہ شی اس کے اوصاف مخصصہ میں سے نہیں ہے، گویا کہ جن چیزوں کا اثر باقی رہا ہے، وہ ایسے اوصاف ہیں جو اس کے ساتھ خاص نہیں ہوتے ہیں، اگر خاص ہوں گے تو سمجھا جائے گا کہ بنیادی عناصری ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں، لہذا اس وقت اس کے انقلاب ماہیت نہ ہونے کا حکم لگے گا، واضح رہے کہ انقلاب ماہیت کا یہ مسئلہ احناف کے یہاں امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے، انقلاب ماہیت سے تطہیر کے قائل امام محمد ہیں اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے (دیکھئے حلبی کبیری ۱۸۹، فتح القدیر ۱/۱۶۷)۔

۴- احناف کے یہاں تو اس مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی

فرق نہیں ہے، اگر انقلاب ماہیت ہوگیا تو وہ خواہ انقلاب ماہیت نجس العین کا ہو یا غیر نجس العین کا، ہر دو صورت میں اس شیٔ کی پاکی کا حکم دیا جائے گا، احناف کے یہاں جیسا کہ امام محمدؒ کی رائے کو اختیار کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کو منجملہ تطہیر نجاست کے اسباب میں سے ایک شمار کیا گیا ہے۔ اور اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اصل بنیادی چیز جس کی بنیاد پر کسی شیٔ پر ناپاکی کا حکم لگایا جاتا ہے وہ اس کے بنیادی اوصاف ہیں، جب اوصاف بدل گئے تو اس ناپاکی کا حکم ختم ہو جائے گا۔

حلبی کبیری میں ہے:

”اکثر مشائخ احناف نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اس لئے شریعت نے وصف نجاست کو اسی حقیقت پر مرتب کیا ہے اور وہ (انقلاب کی وجہ سے) بالکلیہ زائل ہو گیا، کیونکہ نمک ہڈی اور گوشت کے علاوہ شیٔ ہے، پس جب حقیقت نمک سے بدل گئی تو اس پر نمک کا حکم مرتب ہوگا، اسی طرح راکھ ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے تنور جلایا اور اس راکھ پر نماز پڑھی تو جائز ہے“ (حلبی کبیری: ۱۸۹)۔

البتہ دوسرے ائمہ شوافع، حنابلہ کے یہاں تقسیم ہے، ان دونوں حضرات کے یہاں انقلاب ماہیت نجس العین کے سوائے خمر کے نہیں ہو سکتا، جیسا کہ ”روضۃ الطالبین“ میں شوافع کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ”نووی“ رقمطراز ہیں:

”النجس ضربان: نجس العین وغیرہ، فنجس العین لا یطهر بحال إلا الخمر فتطهر بالتخلل“ (روضۃ الطالبین ۱/ ۲۰۷) (نجاست کی دو قسمیں ہیں، نجس العین اور غیر نجس العین، نجس العین تو کسی حال میں پاک نہیں ہو سکتا سوائے خمر کے، البتہ خمر سرکہ بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے)۔

علامہ زین الدین تنوخی حنبلی کے کلام میں بھی اس کی صراحت ملتی ہے:

"نجاستوں میں سے کوئی بھی نجاست پاک نہیں ہوتی ہے، دستکاری کے ذریعہ سوائے شراب کے، جب کہ وہ خود سے سرکہ بن جائے، لیکن اگر بالقصد اسے سرکہ بنایا جائے تو پاک نہیں ہوگا، ایک قول میں ہے: پاک ہو جائے گا، بہرحال خمر کے علاوہ نجاستیں استحالہ سے پاک نہیں ہوتی ہیں، جیسے خنزیر کو اگر نمک کی کان میں ڈال دیا جائے اور وہ نمک بن جائے، اسی طرح راکھ میں ڈال دیا جائے اور وہ راکھ بن جائے، یا اس جیسی دوسری چیزیں ہوں" (المجموع شرح المہذب ۱/ ۳۳۳، المغنی ۱/ ۷۲)۔

غیر نجس العین میں اگر بنیادی اوصاف ختم ہو گئے تو شوافع کے یہاں اس کی تطہیر ہو جائے گی، اس بابت علامہ نووی رقم طراز ہیں:

"بہرحال نجاست عینیہ تو ضروری ہے اس کے رنگ، بو، مزہ کا زائل کرنا، پس اگر اسے کیا گیا اور مزہ باقی رہا تو پاک نہیں ہوگا اور صرف رنگ باقی رہا اور اس کا زائل کرنا آسان تھا تو پاک نہیں ہوگا، اور اگر اس کا زائل کرنا مشکل ہو، جیسے حیض کا خون جو کپڑے میں لگ جائے اور بسا اوقات مبالغہ سے دھونے، ناخن وغیرہ سے کھرچنے کے باوجود وہ رنگ زائل نہیں ہوتا ہے، (تو اس خفیف رنگ کے باقی رہنے کے باوجود) وہ پاک ہو جائے گا" (روضۃ الطالبین ۱/ ۲۷)۔

مالکیہ کے یہاں انقلاب ماہیت کا اعتبار ہے، جس طرح احناف کے یہاں ہے۔

علامہ دسوقی نے حاشیہ دسوقی میں اس کی طرف روشنی ڈالی ہے، شراب کے سرکہ ہو جانے یا کسی چیز کو ڈال کر سرکہ بنا لئے جانے کے بعد اس کی تطہیر کا حکم رقم فرماتے ہیں:

"واختلفوا في تخليلها فقيل بالحرمة لوجوب إراقتها وقيل بالكراهة وقيل: بالإباحة وعلى كل يطهر بعد التخليل" (حاشیہ دسوقی ۱/ ۵۲)۔

فقہاء کے ان اقوال سے معلوم ہوا احناف و مالکیہ کے یہاں انقلاب ماہیت کا اعتبار ہے اور نجس العین اور غیر نجس العین، اسی طرح ان دونوں کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق

نہیں ہے، حنابلہ اور شوافع کے یہاں صرف خمر بھی بعینہٖ نجس ہے، اور نجس العین میں سوائے خمر کے انقلاب ماہیت کا اعتبار نہیں اور خمر کی تطہیر کی بھی، حنابلہ کے یہاں اعتبار اس وقت ہے جب کہ وہ خود سے خمر سے سرکہ بن گیا ہو، اگر آدمی کی اپنی کوشش کو اس میں دخل ہے تو ان کے یہاں دو قول ہے، راجح قول عدم تطہیر کا ہے، جب کہ شوافع کے یہاں ایسی بات نہیں (دیکھئے المغنی ۱/ ۷۲)۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب جو عموماً فقہاء کی کتابوں میں ملتے ہیں، ان میں تتریب (مٹی میں ملا دینا)، تشمیس (دھوپ دکھانا)، احتراق (کسی چیز کا جلانا) اور دوا کے ذریعہ تحلیل ہے۔

فقہاء کے یہاں ان ہی چند چیزوں کا ذکر ملتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے دور میں جو چیزیں بھی انقلاب ماہیت کے لئے استعمال کی جا رہی ہیں وہ ان ہی اشیاء میں سے کسی کی شکل میں ہوں گی۔ مثلاً دواؤں کے ذریعہ انقلاب ماہیت کریں تو احتراق کے زمرہ میں داخل ہوگی، اگر ایکسرے یا کسی شمسی آلات کے ذریعہ انقلاب ماہیت کیا جائے تو یہ تشمیس یا اس کی قبیل سے ہوگا، اگر ماحولیاتی کیفیات پیدا کرکے اس کی حیثیت کو بدلیں تو یہ ریح (ہوا) کے حکم میں آجائے گی۔ بالغرض آج کل جو بھی چیز اس کے لئے استعمال کی جائے بشرطیکہ وہ چیز پاک اور درست ہو تو وہ اس باب میں مؤثر ہو سکتے ہیں۔

۶- فقہاء کرام نے تطہیر کرنے کی طرح ناپاک پانی سے ناپاک عنصر نکالنے، شراب سے اس کے جوہری جز کو نکالنے، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی چیز کی نجاست کو سلب کرنے جیسے عمل کو انقلاب ماہیت تو نہیں کہا ہے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان عمل کے ذریعہ اگر ناپاک جز کو الگ کیا گیا تو وہ جز۔ پاک ہو جائے گا، مثلاً پانی میں اگر نجاست ملی ہوئی ہے، کسی عمل کے ذریعہ اس ناپاکی کو بالکل الگ کر لیا گیا تو وہ پانی پاک ہو جائے گا، اس لئے علامہ شامی، حصکفی وغیرہ

نے تطہیر نجاست کی جو کئی صورتیں لکھیں ہیں ان میں سے ایک نزح ہے (شامی مع الدر ار ۲۵)۔

سوال میں یہ درج صورتیں اسی قبیل سے ہوں گی، البتہ اصلی شراب کو سد اللباب اس سے مستثنیٰ رکھنا مناسب ہوگا، کیونکہ اس عمل کو حیلہ بنا کر لوگ شراب پینے کو جائز سمجھنے لگیں گے، اور یہ بات تو واضح ہے کہ سب کو شراب کے جوہری جزء کی علاحدگی کا ادراک نہ ہوگا، خاص خاص لوگ ہی اس بات کو جانتے ہیں کہ اس عمل کشید کے بعد شراب کا جوہری جزء یقیناً ختم ہوگیا۔

فقہاء کے یہاں اس طرح کے جزئیہ کی بھی صراحت ملتی ہے کہ اگر خمر میں گوشت پکایا گیا تو اب اس کو پاک کرنے کے لئے صاف پانی میں دو تین بار ابال دیا جائے۔ اس طرح دو تین مرتبہ کے عمل سے شراب کا عنصر اس سے بذریعہ بھاپ نکل جاتا ہے، اس طرح وہ گوشت پاک ہو جاتا ہے (ہندیہ ار ۴۲)، یہ قول احناف میں سے امام ابو یوسف کا ہے۔

۷- نجاست کی تطہیر میں انقلاب حقیقت کا تو اعتبار ہے، لیکن اختلاط شی کا اعتبار نہیں، لہذا انقلاب حقیقت اور اختلاط شیٔ کے درمیان تمیز کرنا ضروری ہے، انقلاب حقیقت بولتے ہیں، کسی چیز کے آثار مختصہ کا اس میں باقی نہ رہنا، اگر بعض آثار زائل ہو جائیں یا بوجہ قلت دکھائی نہ دیں تو یہ انقلاب حقیقت نہیں بلکہ اسے اختلاط کہا جائے گا، اور اختلاط کے سلسلہ میں فقہاء کی جزئیات میں اسی کی تصریح ملتی ہے کہ اس سے پاک شیٔ ناپاک ہو جایا کرتی ہے، اور ناپاک اپنی ناپاکی پر باقی رہتی ہے، جیسے اگر کسی نے آٹا شراب سے گوندھا تو آٹا ناپاک ہو جائے گا۔ بلکہ اگر اس سے روٹی پکائی گئی ہے تو وہ بھی ناپاک رہے گی۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے "کفایت المفتی" میں اس پر روشنی ڈالی ہے، اور علامہ انور شاہ کشمیری کی اس پر تصویب موجود ہے (کفایت المفتی ۳ر ۱۹۴)۔

اب مسئولہ سوال پر غور کیا جائے، دوائیں جو تیار ہوتی ہیں، اگر جامد اشیاء سے تیار ہوتی ہیں، تو یہ خلط ہے، اگر وہ جامد شیٔ ناپاک ہے تو دوا ناپاک ہوگی، اگر سیال مادہ سے دوائیں تیار کی

العین ہے تو اس وقت ذبح کے بعد اس کے گوشت کی حلت کا تو حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، البتہ اس کے چمڑے، ہڈی وغیرہ کھانے کے علاوہ دوسری چیزوں میں استعمال میں لائے جا سکتے ہیں، لیکن خون دونوں کا حرام ہے، خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم، اس لئے خون جس جانور کا ہو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اگر دواؤں میں اسے ملایا گیا تو وہ دوا ناپاک رہے گی۔

اگر انقلاب حقیقت کی شکل پیدا ہوگئی تو اس پر پاکی کا حکم لگایا جا سکتا ہے، مذکورہ بالا وضاحت سے باقی اعضاء کے احکام سمجھے جا سکتے ہیں۔

۱۰- جلاٹین کی جو صورت سوال میں درج کی گئی ہے، اس سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس میں دباغت کا عمل نہیں ہوا، دواء کے ذریعہ صرف اسے گلا دیا گیا، لہذا یہ انقلاب حقیقت نہیں ہوا، اب اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ خنزیر یا مردار کے چمڑے یا ہڈی پر یہ عمل کیا گیا ہے اور پھر اسے سکٹ، ٹافی اور آئس کریم میں استعمال کیا گیا ہے، تو ان کا استعمال کرنا درست نہ ہوگا، اس کے علاوہ دوسرے ماکول اللحم جانور کا ہو تو اس وقت ان چیزوں کا استعمال درست ہوگا۔

خلاصہ بحث

۱- کسی بھی شئ کے بنیادی عناصر رنگ، مزہ، بو اور صورت و شکل ہیں، ان کی موجودگی کے ساتھ دیگر تغیرات کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲- انقلاب ماہیت کا مطلب کسی بھی شئ کا اپنی حقیقت مختصہ کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جانا ہے، اور اس کے لئے اس کے بنیادی عناصر رنگ، مزہ، بو اور صورت کا بدلنا ضروری ہے۔

۳- نئی اشیا اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات لئے ہوئے ہوں، اگر وہ

خصوصیات اس کے اوصاف قبیحہ میں سے ہوں تو اس کا اعتبار ہے، ورنہ وہ کالعدم کے درجہ میں ہے، جیسے پاک چربی سے تیار ہوا صابن، اس میں اگرچہ صورت باقی رہتی ہے، اس کے باوجود فقہا اس صابن کی حلت کے قائل ہیں۔

۴- حنفیہ ومالکیہ کے یہاں کوئی فرق نہیں، ناپاک شی انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، شوافع وحنابلہ کے یہاں فرق ہے، ان کے یہاں نجس العین کی تطہیر سوائے خمر کے نہیں ہو سکتی، غیر نجس العین کی تطہیر انقلاب ماہیت کے ذریعہ کی جا سکتی ہے۔

۵- کتب فقہ میں انقلاب ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ ملتا ہے، آج کل کے مشینی دور میں وہ تمام چیزیں ان کے مثل کی قبیل سے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے، کشید کرنے یا کیمیاوی عمل کے ذریعہ ناپاک جزء کو علیحدہ کرنے کا عمل انقلاب ماہیت کی قبیل سے نہیں ہے، لہٰذا ان جیسے عمل سے بھی تطہیر ہو سکتی ہے۔

۷- اگر جامد مادے سے دوائیں تیار کی گئی ہیں تو وہ از قبیل اختلاط نہیں، لہٰذا وہ ناپاک ہوں گی، اگر سیال مادہ سے ہی تیار کی گئی ہیں تو وہ انقلاب ماہیت ہے، لہٰذا اس کا استعمال درست ہوگا، الکحل سے تیار شدہ دوا انقلاب ماہیت کے حکم کے تحت آ کر جائز کہلاتی ہے۔

۸- صابن میں انقلاب ماہیت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، لہٰذا ایسے صابن کا استعمال جو ناپاک چربی سے بنائے گئے ہوں درست ہوگا، گو یہ عمل فی نفسہ درست نہیں اور ایک مسلمان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں، ٹوتھ پیسٹ بسکٹ میں انقلاب ماہیت نہیں ہوتا ہے، اس لئے ناپاک ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست نہیں۔

۹- خون بہر حال حرام ہے، خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم، دونوں میں ان کا ملانا حرام ہے، اگر انقلاب حقیقت کی صورت پیدا نہ ہو تو وہ بھی حرام ہوگی، اور یہ اعضاء مذبوح

یا ماکول اللحم کے جانور کے ہوں تو وہ درست ہیں ورنہ نہیں۔

۱۰- جلاٹین کے سوال میں درج صورت انقلاب ماہیت کی قبیل سے نہیں ہے، اس لئے اگر وہ ناپاک جانوروں کے چمڑے اور ہڈی ہوں تو ان سے بنی اشیاء کا استعمال درست نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا مختص اثر اور خاصیت باقی رہے، ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ شئ اول میں انقلاب ماہیت ہو جائے گی، شئ ثانی میں انقلاب ماہیت نہیں ہوگی، بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں۔

۴- نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، دونوں انقلاب ماہیت سے پاک ہو جائیں گے (کفایت المفتی ۲/ ۳۱)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **"الحمار والخنزیر إذا وقع فصار ملحا..... یطهر عندهما خلافا لأبی یوسف"** (۱/ ۴۵، کذا فی الدر المختار ۱/ ۲۳۹، حلبی کبیری ۱/ ۱۹۸)۔

۶- مذکورہ عمل قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، بلکہ تجزیہ کے تحت آئے گا، اس میں محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جاتے ہیں، تو اس کی وجہ سے احکام نہیں بدلیں گے، ناپاک شئ ناپاک ہی رہے گی (نظام الفتاوی ۱/ ۳۱)۔

۷- یہ قلب ماہیت نہیں ہوگا، بلکہ یہ شئ کا اختلاط اور خلط ہوگا، لہذا اس سے تبدیلی ماہیت نہ ہوگی۔

۸- یہ قلب ماہیت ہے، فقہاء کرام نے اس کو دو وجوہ سے پاک قرار دیا ہے، ایک ایسے ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصلی حقیقت کھو دیتے ہیں، کوئی شئ جب اس حد تک پہنچ جائے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، جیسے مشک ناپاک خون ہے، لیکن جب مشک بن گیا تو پاک ہے، وجہ دوم: اس کا استعمال اس قدر کثیر ہے کہ اس سے بچنا دشوار ہے، ایسی چیز کو فقہائے کرام کی اصطلاح میں عموم بلوی کہتے ہیں، اس کی وجہ سے حکم میں نرمی آجاتی ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے صابن کا استعمال جائز اور درست ہو، علامہ شامی لکھتے ہیں:

"جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یطهر عند محمد ویفتی به للبلوی" (۱/ ۲۳۱، عالمگیری ۱/ ۴۵)۔

۹- جانوروں کا خون دوا میں ڈالنے سے نجس شئی کا اختلاط اور خلط ہوگا، انقلاب ماہیت نہیں ہوگا: "نظیرہ فی الدر المختار إذا وقعت نجاسة... ولو قطرة بول أو دم فی بئر دون القدر الکبیر ینزح کل مائها بعد إخراجه (۱/ ۱۵۶)۔

۱۰- اگر خنزیر وغیرہ کے چمڑے اور ہڈی کی حقیقت و ماہیت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم ختم ہو جائے گا، اگر اس کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی ہے تو پھر وہ حرام اور نجس ہے اور جس چیز میں وہ شامل ہوگی، وہ حرام ہو جائے گی (فقہی مقالات مولانا محمد تقی صاحب عثمانی ۱/ ۱۵۵)۔

تبدیلی ماہیت کے مختلف اسباب

مولانا محمد بن طیب الکومان قاسمی ☆

۱- کسی شئی کی حقیقت اور ماہیت کا بدلنا یعنی ناپاک چیز کا پاک ہونا، یا پاک چیز کا ناپاک ہونا، اس کے لئے عموماً مسائل میں یہ صورت دیکھنے کو ملتی ہے، کہ پاک چیز کے ناپاک ہونے کے لئے تو صرف ایک وصف یا چند اوصاف کا بدلنا کافی ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک وصف ہے اس کا مطہر ہونا۔ لیکن جب اس پانی کے اندر نجاست گرتی ہے تو پانی کے اندر انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے، حالانکہ پانی کے عین میں یہاں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی بلکہ اس کے صرف ایک وصف یعنی اس کی "طہوریت" میں تبدیلی واقع ہوئی ہے تو معلوم ہوا کہ پاک چیز کے ناپاک ہونے کے لئے عین میں تبدیلی ضروری نہیں، بلکہ کسی ایک وصف کا بدل جانا تبدیلی ماہیت کے لئے کافی ہے۔ "وکل ماء وقعت فیه النجاسة لم یجز الوضوء به..." (البنایہ فی شرح الہدایہ ۱/ ۳۴۳) رہی بات عین شئی کے بدلنے سے پاک چیز کا ناپاک ہونا تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔

اور ناپاک چیز کے پاک ہونے کے لئے عموماً یہ صورت دیکھنے میں آتی ہے کہ اس کے لئے شئی کے عین اور حقیقت کا بدلنا ضروری ہوتا ہے، جیسے گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، یا گوبر اور دیگر نجاستوں کا جلانے کی وجہ سے راکھ بن جانا، یا کنویں میں نجاست کا گر کر کیچڑ بن جانا کہ یہ ناپاک چیزیں جو پاک ہوئی ہیں، وہ نجاست کے عین کے بدلنے کی وجہ سے ہوئی

☆ ریسرچ اسکالر المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

ہیں "لا يكون نجساً رماد قذر ...... ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً ولا قذر وقع في بير فصار حمأة لانقلاب العين" (الدرالمختار ۱/۵۵)۔

لیکن کبھی وصف کے بدلنے سے بھی ناپاک چیز پاک ہوجاتی ہے، اور اس کے اندر انقلاب ماہیت ہوجاتا ہے جیسے ناپاک گیہوں کہ اگر اس کو پیس کر آٹا بنالیا جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے، حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اس ناپاک گیہوں کے پاک ہونے میں عین میں تبدیلی واقع نہیں ہوئی کہ اب گیہوں کا کوئی جزء باقی نہیں رہا، بلکہ یہ آٹا تو بعینہ وہی گیہوں ہے، اور اس میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے، وہ وصف میں ہوئی ہے، کہ پہلے گیہوں دانے کی شکل میں اور سخت تھا اور اب پسنے کی وجہ سے وہ گیہوں باریک ہوگیا اور دانے کی شکل ختم ہوگئی، تو معلوم ہوا کہ ناپاک چیز کے پاک ہونے کے لئے ہمیشہ عین شی کا بدلنا ضروری نہیں، بلکہ وصف کا بدلنا بھی انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہوجاتا ہے (دیکھئے ردالمحتار ۱/۵۹)۔

۲- بیشتر فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ انقلاب ماہیت یا استحالۂ عین کسی شی کی پوری حقیقت کے بدلنے کے ذریعہ ہوتا ہے، کیونکہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے طہارت کا حکم، جو کہ امام محمد علیہ الرحمہ کا مفتی بہ قول ہے، وہ پوری حقیقت اور ماہیت کے بدلنے ہی کی صورت میں ہے، لیکن اس انقلاب ماہیت کے ضمن میں جو مثالیں اور جزئیات بیان کی جاتی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ شامی نے اپنی رائے لکھی ہے، کہ "انقلاب ماہیت" یا "استحالۂ عین" کبھی تو کسی شی کی پوری حقیقت بدلنے کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، یا گدھے کا کان میں گر کر نمک بن جانا، یا گندگی کو جلانے کی وجہ سے راکھ بن جانا وغیرہ کہ اس کے اندر جو انقلاب ماہیت یا استحالہ عین ہوا ہے، وہ پوری حقیقت کے بدلنے کے ذریعہ ہوا ہے، اور کبھی انقلاب ماہیت کا تحقق صرف ایک یا چند اوصاف کے بدلنے کے ذریعہ بھی ہوجاتا ہے، جیسے نجس کشمش سے بنایا ہوا شیرہ، یا وہ نجس دودھ جس کی پنیر بنائی جائے، یا نجس گیہوں جس کا آٹا بنالیا جائے، یا نجس آٹے کی روٹی بنائی

جائے، کہ ان تمام کے اندر جو انقلاب ماہیت ہوا ہے، وہ وصف کے بدلنے سے ہوا ہے، نہ کہ پوری حقیقت کے بدلنے سے۔ اس لئے یہاں یہی کہا جائے گا، کہ انقلاب ماہیت کے لئے پوری حقیقت کا بدلنا ضروری نہیں بلکہ بعض اوصاف کا بدلنا بھی انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہے (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۲۹۰)۔

۳- اگر کسی شیٔ میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس کے بنیادی عناصر بالکل ختم ہو جائیں اور اس کے مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے حتی کہ نام بھی بدل جائے تو بہر حال اسے تبدیلی ماہیت قرار دیا جائے گا، اور جو اشیاء انقلاب ماہیت کے باوجود اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات برقرار رکھتی ہوں، تو ایسی بقاء تبدیلی ماہیت کے لئے مضر نہیں، اس لئے اس کو بھی تبدیلی ماہیت قرار دیا جائے گا: "إن الشرع رتب وصف النجاسة علی تلك الحقيقة و تنتفی الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل" (رد المحتار ۱/ ۲۹۳)۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلے کے تحت مختلف نجس اشیاء کے مابین کوئی فرق نہیں ہوگا، خواہ وہ نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، حنفیہ کے یہاں دونوں کا حکم یکساں ہے، اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں، مثلاً خنزیر یا گدھا اگر نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائیں تو دونوں کا حکم یکساں ہوگا، اسی طرح ہر دو کے اجزاء بھی پاک قرار پائیں گے: "ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً — لا نقلاب العين به يفتى فإن الملح غير العظم واللحم" (شامی ۱/ ۲۹۳)۔

چنانچہ "فإن الملح غير العظم واللحم" سے پتہ چلتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد جو حکم نجس اشیاء کا ہے، وہی حکم اس کے اجزاء کا بھی ہوگا۔

سے اس کی گندگی کے عنصر کو نکالنا، اسی طرح مختلف شرابوں وغیرہ سے کیمیاوی عمل کے ذریعہ اس کی گندگی کے عنصر کو نکالنا اور اسی طرح کی جو دیگر اشیاء جو سب کی سب فلٹر اور کشید کے عمل کے تحت آتی ہیں اور اس کی وجہ سے اس کی کیفیت اور خاصیت بدل جاتی ہے، یہ تمام قلب ماہیت کے تحت آئیں گی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے شراب یا نمک وغیرہ ڈال کر اس کو سرکہ بنالیا جائے، یا شیرۂ انگور سے بنی شراب کو اتنا پکایا جائے کہ وہ دوثلث سے زائد خشک ہو جائے، چنانچہ اس کے اندر بھی وہی صورت ہو رہی ہے، جو کشید اور فلٹر کے عمل کی صورت میں اوپر کی صورتوں میں پیش آرہی تھی، اس لئے ہم ان جزئیات کو مقیس علیہ بنا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح شراب کے سرکہ بننے اور خشک ہو جانے کی صورت میں شراب میں انقلاب ماہیت کا تحقق ہو کر وہ پاک ہو گئی، اسی طرح اگر مذکورہ بالا گندی چیزوں میں ایک شی کو دوسری شی میں تبدیل کر دیا جائے اور اس کے لئے کچھ کیمیاوی اشیاء استعمال کی جائیں تو اس سے ان چیزوں میں بھی انقلاب ماہیت کا تحقق ہو جائے گا، اور وہ اشیاء بھی پاک ہو جائیں گی (تفصیل کے لئے دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۳ر ۶۰۸-۶۰۰، رد المحتار ار ۵۸)۔

۷- دوائیں وغیرہ مختلف اجزاء وعناصر سے ملا کر تیار کی جاتی ہیں، اگر یہ اجزاء وعناصر نجس ہوں چاہے سیال ہوں یا جامد اور ان کو ملانے کی صورت میں مجموعی شکل وتاثیر تو بدلتی ہو لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات اور خصوصیات کے ساتھ باقی رہتا ہو، تو اس کو انقلاب ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس کے ذریعہ سے جو چیزیں بنائی جائیں ان پر طہارت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، کیونکہ طہارت کا حکم لگانے کے لئے ضروری ہے کہ نجس اشیاء کا عین اور اس کی ماہیت بدل جائے جو کہ ایک بدیہی بات ہے، اور جب نجس اجزاء اپنے تمام صفات اور خصوصیات کے ساتھ باقی ہوں تو کیونکر ان پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے؟

رہی بات انگریزی دواؤں میں بکثرت ''الکحل'' کے استعمال کی تو اس کے اندر بھی یہی

دیکھا جائے گا کہ وہ الکحل ناپاک چیز سے نکالا گیا ہے یا پاک چیز سے، اگر وہ ناپاک چیز سے نکالا گیا ہو یعنی جن اجزاء سے شراب بنائی جاتی ہے ان میں کے نجس اجزاء سے اگر الکحل نکالا جائے اور دواء میں بھی اس کے اجزاء باقی رہے تو اس کو بھی قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، اور اگر قلب ماہیت ہوجائے تو اس کو پاک قرار دیا جائے گا۔

لیکن چونکہ "الکحل" عام طور پر "اشربہ اربعہ محرمہ" (یعنی شیرۂ انگور جس کو بالکل پکایا نہ گیا ہو یا وہ شیرۂ انگور جس کو دو ثلث کم خشک ہونے تک پکایا گیا ہو یا کھجور اور کشمش کے شیرہ سے بنائی ہوئی وہ شراب جس کو بالکل پکایا نہ گیا ہو) کے علاوہ سے اخذ کیا جاتا ہے (تکملہ فتح الملہم ۳/ ۶۰۸)۔

اور حنفیہ کے نزدیک چار شرابوں کے علاوہ دیگر شرابوں کو حد سکر سے کم پینا حلال ہے، اور وہ نجس بھی نہیں جیسا کہ ابھی گزرا، اس لئے باوجودیکہ "الکحل" شراب کی اصل ہے، لیکن جب وہ نجس اجزاء سے اخذ نہیں کیا جاتا تو پھر دواؤں وغیرہ میں اس کے استعمال کے لئے تبدیلی ماہیت کی مرے سے ضرورت نہیں بلکہ اس کو بلا انقلاب ماہیت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے (تکملہ ۳/ ۶۰۸)۔

۸- مردار اور خنزیر کو یا ان کے اجزاء کو صابن وغیرہ بنا کر استعمال کرنا یہ انقلاب ماہیت ہی میں شامل ہے، اور اس طرح قلب ماہیت کے ذریعہ خنزیر وغیرہ کو صابن وغیرہ بنا کر استعمال کرنا درست ہے، اور مغربی ممالک میں جو بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں مرداری اور خنزیر وغیرہ کی چربی اور ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں وہ تمام کی تمام قلب ماہیت کے تحت آنے کی وجہ سے حلال اور پاک ہوں گی۔ چنانچہ فقہاء نے خنزیر کے بارے میں تصریح کی ہے کہ اگر وہ نمک بن جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا: "ولا ملح کان حمارا أو خنزيرا" (أی لا یکون نجسا) (رد المحتار ۱/ ۲۹۰) اور صابن کے سلسلے میں یہ صراحت لکھی ہے: "ویطهر زیت تنجس بجعله

صابوناً به يفتى للبلوىٰ ـــ وعليه يتفرع ما لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً لتبدل الحقيقة" (رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

ان عبارتوں میں گرچہ ہر جگہ خنزیر کے جواز کی عبارتیں نہیں ملتیں، لیکن ظاہری بات ہے کہ شریعت نے جو خنزیر کو حرام قرار دیا ہے وہ "نفس خنزیر" کے سلسلے میں ہے، نہ کہ "صابن" یا "نمک" ہونے کے سلسلے میں، لہذا جس چیز پر حرمت کا حکم لگا تھا، جب وہی مفقود ہے، تو حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون اگر انقلاب ماہیت کے بعد استعمال کیا جاتا ہے تو وہ درست ہے ورنہ نہیں، کیونکہ "دم مسفوح" نجس العین ہے، "و نار كما لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة" (رد المحتار ۱/ ۵۸)۔

۱۰- میتہ غیر ماکول اللحم اور میتہ ماکول اللحم کی جلد (سوائے آدمی اور خنزیر کے) دباغت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، اس کے بعد اگر اس کو کھانے کے علاوہ گوند وغیرہ دیگر چیزوں میں استعمال کیا جائے تو یہ درست ہے، لیکن اگر اس کو کھانے کے لئے استعمال کیا جائے، تو حنفیہ کے نزدیک تو بہر حال اس کے جواز کا کوئی قول نہیں ملتا۔

"لكن إذا كان جلد حيوان ميت مأكول اللحم لا يجوز أكله وهو الصحيح" (شامی ۱/ ۳۵۹، طحطاوی علی مراقی الفلاح ر ۹۰)۔

اسی طرح میتہ غیر ماکول اللحم دونوں کی جلد کو دباغت دینے کے بعد کھانے کے جواز کے سلسلے میں کچھ اقوال ملتے ہیں، لیکن وہ غیر مفتی بہ ہیں (تفصیل کے لئے مراجعت کریں: المجموع شرح المہذب ۱/ ۲۲۹، ۲۳۰)۔